UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228601
UNIVERSAL
LIBRARY

نمد یا حبیب منزل حبیب

که درین جزدان قالب روح خیال و جوهر آئینه مثال سرمایه نکات عجیب

از

افضل الشعراء اکمل الکملا افصح الفصحا ابلغ البلغا طراز اندوز معانی آئین نگاری

آقا میر

سید محمد کاظم المتخلص بحبیب موسوی البکھنوی

پایه گذار خاندان

دیوان حبیب

به اهتمام محمد ابراهیم خان اکبر آبادی در بلده حیدر آباد دکن

از قوب مطبع اشمسی جهت حسن صحت و دقت

CHECKED 1956

تقریظ من الحکیم المحقق والفیلسوف المدقق فخر الحکماء المتالهین سلطان الکملاء البازغین الماهر فی العقلیات الحاذق فی الفلسفیات فرید دهره وافضل اهل عصره طویل الباع الشهیر فی الاصقاع جناب [illegible] دامت معالیه و (حامدًا ومصلیا) بورکت ایامه و

Check

فقیر جس دیوان کی تقریظ لکھ رہا ہی یہہ رشحۂ فیوضات اساندۂ شعرائے اردو ہی۔ جسکے چند تحریر میرے پاس حاضر ہین اور اسمین ہر قسم کے اشعار موجود ہین۔ اگر مذاق توحید حکیمانہ تلاش کرنا ہی تو یہ مطلع غزل سر دیوان ملاحظہ فرمائیے کس مرتبہ کا ہی ؎

حسن جب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا		ہر بت بیباک گرم لاف یکتائی ہوا

مولانا **جامی** نے بھی جو اس رنگ کے اُستاد تھے یہ مطلع خوب فرمایا ہے ؎

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردہ		پس بچشم عاشقان خود را تماشا کردہ

اسمین شک نہین کہ نزاکت معنی کے ساتھہ مولانا نے وہ انسجام اس مطلع مین صرف کیا ہی کہ جسکی نظیر ملنا مشکل ہی **جناب حبیب کنتوری** نے بھی اس مطلع مین گو صنعت النسجام کو تو مرعی نہین فرمایا ہی۔ مگر یہ بلاغت صرف کی ہی کہ ذات واجب کو عین حسن قرار دیا ہی اور ملا صاحب نے ایسا نہین کیا ہی۔ بلکہ اضافت حسن خویش اور آشکارا کردہ۔ سے مغایرت درمیان ذات واجب اور اوسکے حسن کی واضح کردی ہی۔ اگرچہ مغایرت اعتباری ہو جسمین وہ مزا مفقود ہی جو عینیت اور ابہام سے اس مطلع مین جلوہ فرما ہی۔ ذات واجب کا عین حسن اور عین نور و عین بہا و عین جمال و عین وجود ہونا سب عبارات ہین اور مصداق ایک ہی ہی ؎

عباداتنا سخطی وحسنک واحد		وکل الی ذالک الجمال یشیر

آیۂ اللہ نور السموات والارض ہین اگرچہ مفسرین ظاہری نور کو بمعنی منور لیتے ہین اور اطلاق نور بر سبیل حقیقت خدا پر نہین کرتے۔ مگر صدر المتالہین وشرف الحکماء العارفین صدر الدین شیرازی نے شرح آیۂ نور مین تحقیق کی ہو کہ اطلاق نور بر سبیل حقیقت ذات واجب پر ہی۔ پھر۔ صورت گر ذوق خود ارائی مین اس حدیث کی طرف اشارہ ہو کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ تناسب لفظی حسن کا ذوق کے ساتھ واضح ہے۔ لفظ بیاک مین نفی وحدۂ حقیقی غیر کی طرف پہلا اشارہ ہے لاف مین گویا اوسکو واضح کر دیا اور یہ لفظ مؤسس لفظ بیاک واقع ہوا اور لاف مین ابطال وحدت غیر اسوجہ سے ہے کہ کل ممکن زوج ترکیبی علی ما تقرر فی الفلسفۃ الالھیۃ یہ طریق ابطال وحدت کا حکیمانہ ہی۔ اس مطلع مین اور بھی معانی دقیقہ حکمیہ ہین جنکو افسوس کہ مین ضیق مقام کیوجہ سے یہان لکھ نہین سکتا تغزل کے پیرایہ مین مطالب حکمیہ الہیہ کا ادا کرنا یہ طریقہ حافظ شیرازی کے کلام بلاغت نظام کا ہی جسکے خباب حبیب اپنے کلام مین سالک ہین۔ اگر صوفیانہ رنگ مطلوب ہو تو اسی غزل کے دوسرے شعر پر نظر فرمائے ؎

دیکھکر آئینۂ وحدت مین کثرت کا جمال		محشر ستان تعین کنج تنہائی ہوا

یہ شعر اپنے مرتبے مین بہت ہی پر مغز ہے۔ وحدۂ وجود کے مسئلہ کو عجب عنوان سے نظم فرمایا ہی۔ اس شعر کے نکات کی تسہیل ادراک کے لئے مختصراً جس مسئلہ کا بیان ضروری ہے وہ یہ ہو کہ ان الموجودات مع کونہ عین الواجب وغیر قابل للتجزی والانقسام قد انبسط علی ھیاکل الموجودات وظھر فیھا فلا یخلو عنہ شی من الاشیاء بل ھو حقیقتھا وغیرھا وانما امتازت وتعددت بتقیدات وتعینات اعتباریۃ ویمثل ذالک بالبحر فظھوراتہ فی صورۃ امواج کثیرۃ

مع الله لیس هناك الا حقیقة البحر فقط۔ اس شعر مین لفظ محشرستان نے عجیب لطف دیا ہی۔ اسلیئے کہ حشر کے معنی جمع کے ہین۔ مصباح المنیر قیومی مین ہے کہ حشرناهم حشرا من باب قتل جمعتهم والمحشر موضع الحشر۔ اور تعینات ہی مین وجود حقیقی باعتبار مظاہر کے مجتمع ہے پھر کنج تنہائی سے کیا خوب اشعار وحدة فی الکثرة کا فرمایا ہے۔ اگر واعظانہ طرز دیکھنا ہی تو اسی غزل کا یہ شعر کیا خوب ہی ؎

کچھ بجز غفلت نہ ہاتھ آیا متاع دہر سے	مال دنیا صرف شغل بادہ پیمائی ہوا

وادی مناجات مین یہ شعر کسقدر عمدہ ہی ؎

سناؤن کیا میرے معبود سرگذشت اپنی	آل یہ ہے کہ خوف معاد لیکے پھرا

کس اختصار کے ساتھ دوسرے مصرعہ مین تمام سرگذشت معاصی بشری کو چند لفظون مین ادا کردیا ہے۔ اور (لیکے پھرا) ردیف نے یہان کیا مزا دیا ہی۔ پھر آل و معاد مین کسقدر تناسب ہے۔ ایک دقیق مسئلہ جبر و اختیار کو کس انداز متکلمانہ سے اس شعر مین ادا کردیا ہی ؎

کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت مسبب کا وجود	جبکہ تنہا افعال مین مضمر اثر تسخیر کا

اور حکما کے اس مقولہ کو کہ الانسان مضطر فی صورت المختار اور حدیث لا جبر و لا تفویض بل امر بین امرین اور حدیث علوی قال لما سئل علی بما عرفت ربك قال عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الهمم لما هممت بحیل بینی وبین همتی وعزمت فخالف القضاء القدر عزمی فعلمت ان المدبر غیری۔ کس لطافت سے مصرع ثانی مین ادا فرمایا ہی۔ چونکہ یہ مسئلہ سخت مشکل اور فہم عوام سے باہر ہے لہذا صرف اشارہ کافی سمجھا گیا۔ اس مسئلہ فلسفہ الہیہ کو کہ وجود عالم ذات واجب سے مثل وجود کلام عن المتکلم یا وجود ضوء عن الشمس ہی۔ لا کوجود الکتاب عن الکاتب اس شعر مین صرف کیا ہی ؎

روز ہے جلوہ نیا اوسکا ازل سے تا ابد	جو نہین محتاج اک لحظہ کسی تنویر کا

یعنی شمس الوجود جو غنی بالذات ہی اوسی کے جلوہ اور اوسکی ضوء سے وجود عالم از ازل تا ابد ہی۔ اور اگر وہ ایک آن افاضۂ نور وجود نکرے تو دفعۃً عالم معدوم ہوجاے کما قال اللہ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولین زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ ف جدال اور مراء جو ذمایم اخلاق مین سے معدود ہی دیکھو احیاء العلوم امام غزالی کتاب افات اللسان۔ اس کے انجام بد کو اس شعر مین ظاہر کردیا ہی ؎

باہم یہ بات بائین کج بحثیان ہین قہر	ہوجاتا ہے نفاق نتیجہ جدال کا

ف ملاحظہ فرماے صنعت انسجام کے ساتھہ یہ شعر ضرب المثل ہونیکے قابل ہی ؎

وہ جفا کرکے وفادار و نپر ہو اک نہ اک روز پشیمان ہوگا = یہ مطلع بھی شاید جدید مضمون اسی رنگ مین ہی ؎

ہمارے دل مین تیری زلف کا خیال آیا	خراب ہوگیا اس آئینہ مین بال آیا

اسطور سے خیال زلف کو شاید کسی نے نہین باندہا ہے ف ذوق عاشقانہ اور ذوق صوفیانہ کو اس شعر مین خوب جمع کیا ہے ؎

تم رہو دل مین پھرین ڈہونڈہتے ہم غیر مین	بدگمان ہوگا نہ ہمسا کوئی غافل ہوگا

یہ زمین بہت پامال ہی مگر نسیم دہلوی کا ایک شعر اسی زمین مین مجھے یاد ہی۔ بہت خوب کہا ہی ؎

حشر مین نامۂ اعمال دکہائین گے بشر	میرے ہاتہون مین فقط آبلہ دل ہوگا

حبیب صاحب نے جو غزل اس زمین مین لکہی ہی اوسکا ہر شعر انکی استادی کی دلیل ہے ؎

عاشق زلف ہین ای ابلعدم حشر کے دن	ہم جہان ہونگے وہین شور سلاسل ہوگا

محمل کے قافیہ کو صوفیانہ طرز مین خوب کہا ہی ؎

تیرا یہ لطف و ترحم یہ لگاوٹ یہہ حجاب	کہین مجنون کہین لیلیٰ کہین محمل ہوگا

اسی غزل کے مقطع مین کہ ؎ لطف ہی حشر کے دن حسن عقیدت کا حبیب | ساتھ ہر شخص کے اوسکا متوسل ہوگا

اس آیۂ قرآنی کیطرف اشارہ ہی یوم ندعو کل اناس بامامھم الایۃ یہ تمام غزل جناب حبیب کی اُستادی پر ایک قاطع دلیل ہی۔ **وله**

چرخ بے مہر کے ہاتھونسی دکھی دل کیا کیا	خاک مین اسنے چھپائے مہ کامل کیا کیا
شب فرقت مین تیری اے گہر بحر وفا	بہر گئے دیدۂ خونبار سے ساحل کیا کیا

ف مین ناظرین کو اس **دیوان** کے محامد سے اسطرف بہی متوجہ کرتا ہون کہ فلسفۂ تہذیب اخلاق مین کسی اردو شاعر نے غالبًا اسقدر توجہ نہ کی ہوگی جسقدر جناب حبیب صاحب نے فرمائی ہی۔ یہان تک کہ حرف ہار مین تہذیب ہی کے لفظ پر غزل کے ہر شعر کا اختتام ہی ملاحظہ ہو

؎ مہر والفت ہے مآل تہذیب	خاکساری ہے کمال تہذیب

پوری **غزل** نہایت لطیف ہی۔ اگر بنظر انصاف کوئی شخص اس دیوان کو دیکھیگا تو وہ اس فصل الخطاب مین ایک لمحہ کے لئے توقف نہ کریگا کہ تمام اردو دیوانون مین یہ دیوان مسائل۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ اخلاق پر اسقدر حاوی ہی جسکی نظیر نہین ملسکتی اور سہر لطف یہ ہی کہ شاعری کے محاسن اور نکات کو بہی اسمین پورا صرف کیا ہی ف کسی شاعر کے اقتدار کلام کا موازنہ کرنیکے لئے یہ بہی دیکھا جاتا ہی کہ اوسکو مشکل اور ناہموار زمینون پر کیسی قدرت ہے۔ اس مقصد کیلئے جو غزل میرے سامنے ان چند اجزا مین ہے وہ ایک جید برہان حبیب صاحب کی قوت اور قدرت نظم پر ہی۔ **وھوھذا** ہر ایک عروج حکومت ہے دوپہر کی دھوپ ہمیشہ ہوتی ہی دولت کی چھاؤن ڈہلتی دھوپ۔ اسمین یہ شعر نہایت عمدہ کہا ہی ؎

تم آکے سامنے غرفہ مین بیٹھ جاؤ اگر	بنے ہمارے لئے چاندنی سے ٹھنڈی دھوپ

اس غزل مین نیچرل شاعری اور مشاقین سین کے مذاق کا یہ کیا اچھا شعر ہے ؎

سہانے وقت ہین ایدل دم طلوع وغروب | | سمان دکہاتی ہے قدرت کا ہمی ہمی دہوپ

مقطع بہی بمثل کہا ہی ؎ حبیب آگئی پیری سپید بال ہوئے ‡ اٹہو بلند ہوا آفتاب پہیلی دہوپ

دوسری غزل کی زمین مشکل ہی مگر خوب کہا ہے ؎

ہجر مین وصل کی دی دل نے خبر آپ ہی آپ | | جسطرف غور کیا آئے نظر آپ ہی آپ

اسمین سیاست مدن پر چند اشعار قابل دید ہین - ؎

پہیل جائی ہی کسی قوم مین تہذیب جہان | | سیکہہ لیتا ہے ہر ایک علم و ہنر آپ ہی آپ

اسمین لفظ ہنر سے اسطرف اشارہ ہی کہ صنعت و حرفت کے عروج سے علاوہ علوم کے ایک قوم دوسری قوم کو اپنا بندہ اور غلام بنا لیتی ہے جو دونون یا ایک سے بہی بے بہرہ ہون فافہم وللہ

ہو گئی مشترک اغراض مین جب خود غرضی | | روکے لاکہہ بیا ہوتا ہے شر آپ ہی آپ

یہ شعر لب لباب اون اسباب کا ہی جن سے مسلمانون کی سلطنت فنا و برباد ہو گئی - اور آج نصاریٰ اونکے مالک الرقاب بنے یہ شعر اس غزل مین ؎

یہ بہی پاتا ہے شرف قطع منازل کرکے | | ماہ نو ہو نہین سکتا ہی قمر آپ ہی آپ

اگرچہ یہ مضمون متنبی اپنے قصاید مین لکہہ چکا ہے مگر لفظ شرف سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہو گئی ہی ف ردیف جیم فارسی مین (جہوٹہ سچ) کی زمین بہت ہی مشکل تہی مگر کسقدر اچہے اشعار اوسمین نکالے ہین - یہ شعر اخلاقی طریقہ مین کیا خوب ہی ؎

کیون نہ بہاگون صحبت اہل دول سے دور دور | | ہونگے خوش یہ جب کرون باتین بنا کر جہوٹہ سچ

تغزل مین یہ شعر ایسی مشکل زمین مین کسقدر نادر ہی ؎

سیدہی باتون مین وہ الجہے ہو گیا برہم مزاج | | کان مین کچہہ کہہ گئی زلف معنبر جہوٹہ سچ

اس شعر مین ؎ سر پہ خود حضرت انسان نے اوٹہایا وہ بار ‡ کوئی مخلوق نہ جسکا متحمل ٹہیرا

گو مضمون حافظ شیرازی کا ہی ؎	آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اس شعر عالی کے حسن کو کوئی بشر کیا لکھ سکتا ہی اور اوسکی تقابل کی ہوس کون کرسکتا ہی اصل آیہ جسکا مضمون حافظ شیراز نے نظم فرمایا ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض فابین ان یحملنہا واحملہا الانسان کان ظلوماً جہولا مگر جناب حبیب نے جب دیکھا کہ حافظ شیراز نے گویا بخلاف آیہ قرآنی کے صرف آسمان ہی سے نفی بار امانت کی ہی۔ حالانکہ آیہ قرآنی مین آسمان وزمین دونون سے یہ نفی مذکور ہی۔ تو اونہون نے یہ تصرف شعری کیا کہ لفظ مخلوق جو دونون سی عام ہے۔ اس مقام پر استعمال فرمایا اور اسطرح حملہا الانسان کی وقعت تخیلی کو بڑہا دیا ہی جو خاصہ شعر ہی اس شعر مین کہ ؎ زندگی مین ہوا اوس شوخ کا ملنا دشوار ۔ روح کو جامۂ تن پردہ حایل ٹہیرا اگرچہ اس مضمون کو جناب حافظ شیراز نے خوب فرمایا ہے کہ ؎

حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنم		خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ برفگنم

مگر لفظ شوخ نے تغزل کا مزا اصل مضمون عرفانی مین زیادہ کردیا ہے۔ یہ شعر ضرب المثل ہونیکے قابل ہی ؎

ہزار کعبے بناوٹ مگر نہین بنتی		کیا تپاک دلون مین جہان ملال آیا

اس شعر مین مضمون منقولہ حکیمانہ جناب امیر مضمر ہی جو نہج البلاغۃ کے کلمات قصار مین ہے کہ ما اضمر احد شیئا الا وقد ظہر من صفحات وجہہ وفلتات لسانہ۔ مسئلہ رویت ذات واجب کو انداز تغزل سے کسقدر خوب لکھا ہی ؎ لاکھ ڈہونڈا نظر آیا نہ کہین ۔ کیا ٹھکانا ہے ہرجای کا۔

یہ اشارہ دلیل ثالث نفی رویت کیجانب ہی۔ اسلئے کہ تلاش انسانی اُس شے سے عادتاً متعلق ہوتی ہی جو کسی جہت مین ہو اور جب جہت ذات واجب سی مسلوب ہو تو پھر رویت اوس کی ممکن نہین ہے اور دوسرے مصرع مین تمام وجوہات ممکنہ کو دلایل وجود باری تعالی قرار دیا ہی۔ لہذا وہ اس اعتبار سے گویا ہر جگہ ہی اور جہت کے معنی مذاق عارفانہ مین حمد کے ہین۔ لانہا کان وجوداً

حقیقتاً فلا جوف فیہ لانہ نزع زیادۃ الوجود علی الماھیۃ ف یہہ شعر دیکھیے کہ لطف زبان کے ساتھہ بندش مضامین مین بہی کیا حسن پیدا کیا ہے ؎

جام ٹوٹا تو صدا آئی شکست دل کی		بہہ گیا بادہ گلگون میرے آنسو کیطرح

دوسرا شعر بہت قابل قدر ہے کہ شیرینیٔ زبان مین حلاوت تشبیہات صادقہ کو ملاکر ایسا قند مکرر بنایا ہی جس سے اوسکے اخلاقی مضمون کا مزہ دوبالا ہو گیا ہے ؎

اپنی وہ سیدہی روش ہی کہ جبکے جو اکبار		تو ہم آنکہو نپہ بٹہائین اوسے ابرو کیطرح

ف رعایت ادب گویا ایک بڑا واجب عینی شاعری کا ہے جسمین متبنی سا شاعر غرآبد نام ہے کہ قصاید مدحیہ مین زنہار ادب خدا و رسول بہی اوسکے ہاتہہ سے چہوٹ جاتی ہے مگر حبیب نے اس شعر مین قابل دید مراعات ادب فرمائی ہی ؎

حبیب ہین بند کام تیرے کہان ہین شاہ انام تیرے		نہین پہونچتے امام تیرے ہی بندہ بوتراب کیسا

بہ مقام مقتضی اس جملہ کا تہا کہ جب امام نے وقت مصیبت مین حبیب کی دستگیری نہین کی تو وہ امام کیسے۔ مگر نقص نیاز و تقرب اپنا بیان کرکے یہ بتایا ہے کہ خود بندہ بوتراب مین ہنوز استعداد ہی اسکی نہین آئی کہ امام اُسپر اپنی فیوض و توجہ کو مبذول فرمائین دیکھیے غالب سے یہ نکتہ رہگیا ہو ؎

رند کی اپنی جو اس طرح سے گذری غالب		ہم بہی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکہتے تہے

ف اس شعر مین حدوث اجسام عالم کی ایک دلیل کیطرف اشارہ فرمایا ہے ؎

سارے حادث متغیر ہین فقط تو ہے قدیم		تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

اس شعر مین مصرع اول کے یہ معنی ہین کہ کل عالم اجسام متغیر ہے اسلئے کہ وہ اعراض متغیرہ سے کیطرح خالی نہین ہو سکتے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے لہذا تمام عالم اجسام حادث ہی چونکہ پہلے مصرع مین مذہب متکلمین حدوث عالم مین اختیار کیا ہی لہذا دوسرے مصرعہ مین ذات واجب

کو۔ فاعل مختار بنابر مذہب اہلکلام کہنا ضروری ہوا۔ اسلئے یہ فرمایا کہ تو اپنے اختیار کی بنا پر جب چاہے جس حادث کو چیز عدم سے وجود مین لائے اور جب چاہے اوسپر عدم لاحق طاری کرے

ف اگرمین احصار ان اشعار **دیوان جناب حبیب** کا کرون جن مین انہون نے مسائل دقیقہ فلسفہ الٰہیہ اور قواعد شریفہ فن اخلاق و دیگر فوائد علمیہ کو صرف کیا ہی تو یہ تقریظ ایک مجموعہ منتخب اشعار دیوان اور اوسکی شرح کی صورت پیدا کرے لہذا اب مین اس مقصود کو ناظرین اولی الابصار کی حوالہ کرتا ہون جنکی خدمتمین یہ دیوان پہونچیگا۔ اور ایک دوسرے ضروری مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہون یہان اسقدر گذارش کردینا اور بھی ضروری ہی کہ مین نے اپنے اس بیانمین اس دیوانکی اکثر صنایع فن بدیع کو عمداً اسلئے فروگذاشت کیا ہی کہ اوسکی فراوانی سے گویا ہر ورق اس دیوان کا بوستان بدیع ہی عیان راچہ بیان۔ مگر اس مسئلہ اہم کی تحریر مین مجھے دو مشکلین درپیش ہین۔ ایک تو یہ کہ کتاب خانہ میرا وطن مین ہے اور یہان دواوین شعرائے اردو بھی میرے پاس نہین ہین البتہ چند دیوان چند شعرا کے وقت تحریر ملگئے ہین جسپر خامہ فرسائی کی مجال ہوئی مگر انپر سوا سرسری جابجا نگاہ کرنے کے بالاستیعاب دیکھنے کی بھی فرصت نہین ہے دوسرے اس مسئلہ کی تقریر مین ایک گروہ کثیر کی ناخوشی خریدنا ضرور ہی لیکن اگرمین اسکو قطعاً متروک کردون تو گویا اس تقریظ کا جزو اخیر علت تامہ مفقود ہوا جاتا ہی لہذا الحق مُرٌّ کہکر ناظرین باانصاف سے خطاب کی جرءت کرتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ اذا رضیت عنی کرام عشیرتی الخ وہ مسئلہ اہم یہ ہے کہ مصنف دیوان کا مرتبہ شاعری مین بیان کیا جاے لہذا میرے خیال مین محل بحث یہ کلام ہے کہ جناب حبیب اپنے معاصرین مین کیا مرتبہ رکھتے ہین جہان تک میری رائے اس مسئلہ مین ہی وہ یہ ہی کہ **جناب حبیب** اپنے اکثر معاصرین پر فایق ہین۔ مگر یہ تقابل اون شعرائے معاصرین سے نہین ہی جو شاعر بالطبع ہین اور اونکو علوم ادبیہ سے اسقدر بیخبری ہی کہ اکثر اغلاط لفظیہ و اصحہ سے بھی اونکا کلام پاک نہین ہی اور بحث

واتفاق کے زور بازو نے اونکو ایک عظیم جاہ وثروت وقبول کے رتبہ پر پہونچا دیا ہے بلکہ اس تقابل کے سو دو شعرا ہین جنہون نے کم سے کم صرف ونحو عربی وعروض وادب کو مقدمات کی حد تک حاصل کیا ہوا اور پھر شاعری کے دائرہ مین قدم رکھا ہو قلیلٌ ما ھم الّا کہ مین اونکے کلام کا تقابل عاد الشعراء **امیر احمد امینائی** مرحوم سے کرتا ہون جو ملک الشعراء **اسیر** لکھنوی کے نامی شاگرد تھے یہ شعر جناب **امیر امینائی** کا ہے ؎

روشن دلون کا عیب بھی بیشبہہ ہے ہنر	کیونکر نہ بڑھ کے بدر ہو ناخن ہلال کا

اس شعر مین بڑھ کے بدر ہونا ایک زاید کلام ہے۔ اسلئے کہ روشندلون کے عیب کی ہنر سے تشبیہہ کے لئے ہلال اور ناخن ہلال کافی تھا اسوجہ سے کہ ہلال گو ناقص ہو مگر پھر بھی محبوب ہے اور یہ گویا اوسکا ہنر ہے **حشو مستحسن کی ایک عمدہ مثال** کلام ابو طیب متنبی سے گذارش کیجاتی ہو قال یا بنی حارث بن لقمان لا تعدمکم فی الوغی متون العتاق ابو الفتح بن جنی شارح دیوان متنبی نے فرمایا ہو کہ یہان اگر فی الوغی کا لفظ نہ لاتا تو ممدوح ایک چابک سوار ہوتا جسکا پیشہ یہ ہے کہ ہمیشہ گھوڑے پر سوار ہے لیکن شان ملوک یہ ہو کہ اکثر اوقات وہ اپنی تدابیر ملکی مین اپنے مقام پر صرف کرین اور بوقت ضرورت وجنگ گھوڑونپر سوار ہون یہ حشو ایک نصیحت اون والیان ملک کو ہو جو اپنے کمالات کا انحصار چابک سواری نشانہ بازی مین سمجھین۔ پس عربی شاعر کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ اوسکا حشو تک ایک مسئلہ سیاست ملکی پر مشتمل ہوتا ہے **حبیب صاحب** نے بھی فطرتی پیرایہ مین کسقدر کلام تمام فرمایا ہے ؎

کوشش سے دور ہو نہین سکتا ہو جرم ذات	دھبہ مٹا نہ چرخ پہ تیغ ہلال کا

اگرچہ بظاہر یہ اعتراض اسپر وارد ہوتا ہے کہ دھبہ جرم قمر مین بحالت بدریہ نمایان ہوتا ہو نہ ہلال مین مگر قمر مین فی الواقع کلف وسطا ہی مین نہین ہو بلکہ اوسکی بعض اطراف بھی اس سے خالی نہین

ہین کما تحقق من آلات الترصدیہ دوسری ترقی تو دیکھیے کہ اجسام سفلیہ ارضیہ سے جو ظاہرا معرض زوال و تغیر مین ہین بدذاتی اور بداصلی کا دھبہ کیا مٹے گا جب اجرام سماویہ سے دھبہ نہ مٹ سکا مگر امیر مرحوم نے اسی طرح مین یہ شعر اسقدر بیمثال کہا ہے کہ انصافاً اونکی استعادی پر ایک برہان ساطع ہے ؎

	؎ احبر جو تہی رحیم نہ سایہ تہا اسکی		دل پس تہ جائی زیر قدم پایمال کا

دوسری ہمطرح غزل امیر کا مطلع ہے ؎

غیر تو زندہ ہے پہر غم ہے میری جان کسکا			سوگ رکہی ہوئے ہے زلف پریشان کسکا

جناب حبیب کنتوری کا یہ مطلع ہو۔ ؎

غم کرے جز مرے جمعیت دوران کسکا			خاک ہو کر بہی ہی ہر ذرہ پریشان کسکا

ظاہر ہو کہ یہ مطلع جناب حبیب کا جناب صیانی کے مطلع سے بڑہا ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ جس چیز مین جناب حبیب کے دیوان کو جناب صیانی بلکہ اکثر دواوین طبقہ اولی و طبقہ ثانی شعرائے لکہنو و دہلی و دیگر معاصرین پر تفضیل ہو وہ کثرت اشتمال عوامض علمیہ و اصول اخلاقیہ و نوادر ایقاضات قومیہ ہو ثانیاً جناب غالب کا دیوان بہی وقت تحریر سامنے ہو۔ سلطان الشعرا جناب غالب کی کمال شاعری فارسی مین تشکیک کرنا شریعت ادراک مین حرام مطلق ہے اور حقیقتاً وہ اپنے زمانہ مین فخر ہندوستان و نادر زمان تہے۔ مگر اونکی اردو شاعری کہین تو غلبۂ فارسیت سے زبان کا مزہ کہو دیتی ہو اور کہین تعقید و اغلاق کے صمم صیاخید ایسے رکہی ہین کہ مقصود شاعر واضع ہونا مشکل ہو گیا ہے مگر جہان کہین یہ ارادہ کر لیا ہو کہ اپنے کمال کا جلوہ دکہا دین۔ اون اشعار مین انصاف یہ ہو کہ قلم توڑ دیے ہین۔ پورے دیوان پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اردو شاعری کو شاید وہ اپنا کمال ہی نہ سمجہتے تہے اور اسوجہ سے بے التفاتی اور کم توجہی کے بہت آثار اردو کے اشعار مین نظر آتے ہین۔ ہم اس دیوان سے تقابل کے لیے

اونکے چند اشعار نقل کرتے ہین۔ جناب غالب کا سر دیوان مطلع ؎

نقش فریادی ہی کسکی شوخی تحریر کا		کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

اس مطلع کے معنی مین لوگ کسقدر غلطان و پریشان ہین اسکی تحریر کی ضرورت نہین ہی جناب حبیب کنوری فرماتے ہین ؎

آہن آئینہ ہے اوسکے عشق کی تاثیر کا	؎	نقش بانہو ہی ہر اک حلقہ میری زنجیر کا

زنجیر کے قافیہ مین جناب غالب کا یہ شعر ہے ؎

بسکہ ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیر پا		موئے آتش دیدہ ہی حلقہ میری زنجیر کا

یہ پوری غزل دیوان غالب کی اگر دیوان ہذا کی غزل مذکور طرح سے مقابل کیجاے تو اس دیوان کی غزل ضرور اوسپر فایق ہی۔ دیوان غالب کی غزل ؎

ستایش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضوان کا		وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودون کی طاق نسیان کا

اگر اس دیوان کی اس غزل سے مقابل کیجاے ؎

بڑا رتبہ یہان تک خود فراموشی مین عرفان کا		کہ محراب حرم ہے عکس میرے طاق نسیان کا

دیکھیے یہ مطلع کیا عظمت و شان رکھتا ہے اور غالب کے رندانہ رنگ کے خلاف صوفیانہ مذاق سے مرتبہ فنا فی اللہ کو کس حلاوت سے بیان کیا ہی کوئی عاقل اس مطلع کے تفوق مین مطلع دیوان غالب پر شاید شک نہین کرسکتا اگر پوری اس غزل کا غزل دیوان غالب سے تقابل کیا جائے تو اس غزل حبیب کے سباق الغایات ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہوسکتا۔ خصوصاً ذرا دربان کے قافیہ مین دونون کے کلام کو ملاحظہ فرماے غالب۔

اوگاہی گہر مین ہر سو سبزہ و بیگانہ تماشا کر		مداراب کھودنے پر گھاس کرتی ہے میری دربان کا

حبیب بہر ادخشت مین برگشتہ قسمت یار کے در سے ؎ ہوا دہو کہا مجھے واں اپنی ہی سلیہ پہ دربانکا

دیوان غالب کی غزل جسکا یہ مطلع ہی ؎

حسن عزہ کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد	بارے آرام سے ہین اہل جفا میرے بعد

حبیب کی یہ غزل اسی طرح مین ؎

کیا دکھائینگی حسین نازو ادا میرے بعد	نہ بنیگا کوئی سرمشق جفا میری بعد

پوری غزل کے تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ جو تغزل شیرینی زبان و صفائی بندش کلام حبیب مین ہی۔ غزل غالب اس سے بہت علحدہ ہی۔ اسکے علاوہ واعظانہ اور ضرب الامثال کے طور پر جسمین دیوان حبیب اغلب شعرائے اردو کے کلام سے ممتاز ہے یہ دو شعر اس غزل مین کیا خوب لکھے ہین ؎

دوستو یاد رہی شرط محبت ہی یہی	حق سے کرنا میری بخشش کی دعا میرے بعد
بخشدی طاعت واجب ہی قضا ای معبود	کیا کریگا کوئی یہ دین ادا میرے بعد

میرے بعد کو کیا خوب ثابت کیا ہی۔ اسی زمین مین ایک مشہور غزل زبان زد خاص و عام ہی ؎

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد	نہ رہی دشت مین خالی میری جا میرے بعد

میر انیس نے بھی ایک سلام اس زمین مین کہا ہی جسکا ایک شعر مجھے یاد ہے ؎

یاد جسوقت کرینگے یہ کلام رنگین	کف افسوس ملینگے شعرا میرے بعد

ثالثاً نظر فقیر مین ابتداءً جس نظم نے جناب حبیب کی شاعری کو وقیع بنایا وہ **قصیدہ** سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی خلداللہ ملکہ ہی۔ جسکی زمین ہی سالگرہ مبارک۔ یہ قصیدہ میرے خیال مین یہ درجہ رکھتا ہی کہ اگر کوئی شخص عمر بھر ایک شعر نہ کہے اور صرف ایک قصیدہ ایسا لکھے تو اوسکی اوستادی کے لئے بس ایک قصیدہ ہی کافی ہے اور پھر کسی غزل اور مثنوی اور دوسرے قصیدہ کی ضرورت نہین ہی اگر ذوق دہلوی جو قصیدہ گوئی مین طبقہ وسطی کے شعرا مین فرد شمار کئے جاتے تھے زندہ ہوتے تو وہ بر سبیل اضطرار اس قصیدہ کے داد دیتے اور پھڑک جاتے۔ اور اس شاعری کے ایسے معترف ہوتے کہ بے اختیار کہ ترک الاول للاخر پکار اوٹھتے۔ وقت معانی اور شوکت الفاظی اور متانت ترکیب

اور رشاقت تشبیہات واستعارات کو معجب بلکہ معجز انداز سے یکجا فرمایا ہی رابعًا اس دیوان مین یہ عیب ہے کہ عوام پسند نہین ہی۔ اسلئے کہ اوسکی زبان فاضلانہ ہے اور سبب اس کا یہ ہی کہ تمام مہذب السنۂ دنیا کی ۳ طبقے ہین (۱) زبان افاضل وعلماء (۲) زبان متوسطین (۳) عوام کالانعام۔ بازاری لوگون کی زبان معیار اعتبار قسم اوّل ہے۔ یہ زبان دو طرح حاصل ہوتی ہی یا خود تحصیل علوم وصحبت وخدمت علماء سے یا یہ کہ خاندان اعلام روزگار واہل کمال مین اوسنے پرورش پائی ہو اور عقل سنبھالنے کے بعد ہی سے اوسنے ادراک محسوسات مین وہ الفاظ و محاورات سنے ہون جو زبان علماء پر جاری ہون اور انہین کے امثال الفاظ ومحاورات سے اوسکی زبان آشنا ہو جائے **شیخ الرئیس** نے فاتحہ باریر میناس الشفا مین ارشاد فرمایا ہے کہ جب بحسب اقتضائے ضرورت مدنیہ انسان کی زبان پر جریان الفاظ ہوا تو اگر معاشرت اوسکی اہل علم سے ہے تو اوسی قسم کے الفاظ اوسنے سنے اور اوس کی قوت حافظہ نے یاد کیے اور وہی اوسکی زبان پر آئے یہ مثل مشہور ہے العلم فی الصغر کالنقش علی الحجر پھر اسنے اگر مقدمات علمیہ تحصیل کر لئے ہین تو یہ کیفیت اور ملکہ روز بروز راسخ القدم ہوتا گیا۔ یہانتک کہ اگر اوس سے یہ کہا جائے کہ وہ طبقۂ اوسط اور ادنی کی زبان کو اپنی تحریر وتقریر مین صرف کرے تو وہ اوسپر بالارادہ بھی قادر نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو بڑی مشکل سے جناب **حبیب کنتوری** ایسے خاندان کے افراد سے ہین جو ہندوستان مین علم وفضل کے لئے مثل آفتاب کے مشہور ہے اور اس خاندان کے تصنیفات جلیلہ کے آوازہ سے زمین و زمان مملو ہی لہذا اونکی زبان شعری قسم اول کی ہے جسکو مذاق عامیانہ سے گویا مباینت ہے اور چونکہ لذت نام ملایم من حیث ہو ملایم کا ہے لہذا عوام کو اس سے کچھہ التذاذ حاصل ہونا گویا محال ہے اور اسیوجہ سے وہ پسند نہ کرینگے۔ بلکہ اگر جناب حبیب ارادہ کرین کہ اپنی زبان

شعری مین زبان قسم ثالث کا رنگ بھرین تو وہ اوسپر قادر بھی نہین ہین عوام الناس کو تو وہی اشعار زیادہ مرغوب ہوتے ہین جو اونکی زبان مین ہون اور اختلاف لسان موجب وحشت ہے۔ اعلیٰ مرتبہ زبان عامیانہ کا وہ ہی جو شاہدان بازاری کا روزمرہ ہے۔ اس زبان کو بموجب قاعدہ مذکورہ وہ شخص بڑی لطافت سے نظم کرسکتا ہی جسنے خود اونکی مہد مین پرورش پائی ہو۔ یا اونکی صحبت اور معاشرت مین ایک زمانہ دراز بسر کیا ہو۔ ایسے شخص کی نظم مثل برق کے اس خس فروش طائفہ مین پہونچکر اونکے دل اور زبان پر قابو کریگی اور محافل رقص و سرود کی شمع انجمن بنجائے گی لہذا اگر اس دیوان کی **غزلین** عوام مین فخر شہرت حاصل نہ کرین تو کچھ محل استغراب و استعجاب نہین ہے۔ **خامساً** اس دیوان کا مطبوع ہوجانا اردو زبان کے لئے وہ نعمت غیر مترقب ہی جسکا عدیل و مثیل ملنا اسکو باعتبار استقبال شاید محال ہے۔ اسلئے کہ اب اردو شاعری کی دیوار شکستہ پر صرف چند ہی نقش و نگار باقی رہگئے ہین اور وہ ان چند شعراء کے دم قدم سے ثابت ہین جو اساتذہ سلف کے یادگار ہین۔ یہ لوگ بھی اپنے زمانۂ شباب کی منزل طے کرچکے ہین اونکے بعد اردو شاعری ملک عدم کو کوچ کر جائیگی اور حسرت و یاس اوسپر تا قیامت ماتم کریگی۔ ھذا ما عرف بہ القلم و رخص بہ الرقم و رکض بہ القدم علی جناح الاستعجال و البال فی بلبال و همس الاشعران موقدة النیران علی نکبات الزمان و لنعم ما افصح الشعراء **ابوطیب المتنبی** بیت انی الزمان بنوہ فی شبیبتہ ‡ فسرهم و اساءہ علی الهرم + و قد یضیع عزیز مدة ‡ فی خدامة من سالف الامم

تمت فی صباح خامس شهر رمضان المبارک فی شهور سنة ۱۳۱۸ من الهجرة النبی الندیر العریان حرره شین الوجود العینی مرتضی الحسینی النوگهروی الغازی فوری

کان الله له و حقق آماله

قصیدہ

در مدح بادشاہ اسلام پناہ رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار یار وفادار مظفر الممالک فتح جنگ حضور پرنور میر محبوب علیخان بہادر نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ سادس خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وادام اللہ علی العلمین برہ واحسانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

پسند طبع ہے اے شاہد خیال گرہ — کرا پنی زلف معقد گرہ پہ ڈال گرہ
ہین ڈھیر تازہ مضامین کے لولوئے شہوار — پرو لے انکو دکھا دے کے بال بال گرہ
دو ہائی تیغ ادا کی پھرے کمان ابرو — کرے جو جوڑ کے قوسین کو بلال گرہ
پکارے طرۂ کاکل کو دیکھہ کر عالم — لگی ہے مصرع قامت پہ بے مثال گرہ
نہ بھول تجھسے کہون جو لگائے آنچل مین — مثال میم[1] معقد پری جمال گرہ
حضور شاہ مین جاتا ہے بہر عرض نیاز — عجب نہین جو دہن مین بنے مقال گرہ
ہمیشہ مدح مین قاصر ہے گر یہہ ذکر چھڑا — لگائے گا سر زانو مین انفعال گرہ
جواب مین یہی کہنا کہ مین بھی کہتا ہون — ثنائے شاہ بتقریب جشن سال گرہ
کلادہ بنتا ہے جب رشتۂ حیات جہان — بقا کے قاف کی صورت خجستہ فال گرہ

[1] میم معقد خط ثلث ونسخ مین لکھی جاتی ہے اوسکی شکل یہ ہی (م)

امین باغ[۵۱] کے جلسے مین صحبتین گل کی
وہی گذشتہ[۵۲] و پیوستہ[۵۳] جشن سال گرہ

ردیف ایک ہی پڑہ کر سنا وہ پہلی غزل[۵۴]
سخن کے رشتہ مین دی بہر اتصال گرہ

غزل

لگائین یوہین گرہ پر ہزار سالگرہ
سعید ہو میرے پروردگار سالگرہ

لٹائے آج نہ کیون چرخ گوہر انجم
ہے شاہ وقت کی نثر نثار سال گرہ

عدو کے بدلے ہر اک تار ہے کلاوے کا
بنے گی صفر کرو گر شمار سال گرہ

خوشی سلامتی شہ کی تہی دلونمین نہان
جہان مین کرتی ہے پہر آشکار سال گرہ

مثال خضر ہو یارب مرے حضور کی عمر
کرین خوشی سے یوہین بار بار سالگرہ

خطاب جنگی و دولائی پائین گے امرا
بڑہانے آئی ہے جاہ و وقار سال گرہ

شگفتہ ہوتے ہین غنچے ریاض دولت کے
ہمیشہ آتی ہے بنکر بہار سال گرہ

مے طرب سے ہین مسرور سب خواص و عوام
ہے غل سعید ہو ائے شہریار سال گرہ

رہین حضور سلامت دعا یہ مانگ حبیب
کرے کشایش ابواب کار سالگرہ

۵۱ - امین باغ ایک محلہ کا نام ہے اندرون بلدہ حیدرآباد متصل دلی دروازہ ۱۲ -

۵۲ - گذشتہ مراد ہے سال گرہ گذشتہ سے جو ۱۳۱۵ ہجری مین ہوئی تہی

۵۳ - پیوستہ یعنی سال گرہ پیوستہ ۱۳۱۶ ہجری -

۵۴ - پہلی غزل سے مراد یہی غزل ہے جو ۱۳۱۵ ہجری کے جلسہ سالگرہ مبارک مین بمقام امین باغ پڑہی گئی تہی - ۱۲ -

ابھی ہے یاد وہ ترجیع بند[۵۱] بھی سب کو — لطیف وچست تھی ہر ایک حسب حال گرہ
ہزار عقدۂ مضمون ہون اس طرح مین بھی حل — نہ رہنے دے کوئی اے ناخن کمال گرہ
ثنا کے لکھنے مضمون یہ ہے ہمایون جشن — رہے نہ جوڑ[۵۲] قلم مین تراش ڈال گرہ
ہو سرخیٔ لب معشوق خندہ روشنجرف — ہر ایک نقطہ کو تا جہین لوگ لال گرہ
سواد چشم ہے کیا عارض حسینان پر — یہ کہدے نافہ کے مانند کھولے خال گرہ
کہ ہے یہ آصف سادس کی مدح جسکی آج — خدا کے فضل سے تینتیسوین[۳۳] ہے سال گرہ
وہ بادشاہ دکن جسکا ناخن تدبیر — عمل کے رشتے سے کھولی ہر اک محال گرہ
یقین ہے صورت روباہ کا نہے شیر فلک — بہوون مین اوسکی جو دیکھے دم جلال گرہ
بہم ہو غیظ مین ابرو سے گر جبین کی شکن — پہنائے روے زمین پر قضا کا جال گرہ
پڑے جو تیغ کے آئینہ مین بہودن کا عکس — بنائے وقت دغا جوہرون کا جال گرہ
گرائے ہاتھ سے شمشیر ایک او جھڑ مین — عدوئے شہ کے آنامل کی کھولے ڈہال گرہ
کہے نہ رستم دستان سے گا وزوری مین — جو دے وہ بند کمر مین دم جدال گرہ
عقیل وہ کہ کسیطرح سے طبیعت مین — ملال کی نہ پڑے وقت اشتعال گرہ
ہزار شعر سناتا اسی زمین مین مگر — یہ خوف ہے کہ نہو وجہ قیل و قال گرہ
حبیب درد مضامین کہین نہ گہاتے مین سن — سمجھ کے رکھہ قدم اس راہ مین سنبھال گرہ
دعا یہ اپنے قصیدہ کو ختم کرتا چند — لگی رہے گی دہن مین دم سوال گرہ

۵۱ اشارہ ہے ترجیع بند الموسوم بہ مدح محبوب کیطرف جو ۱۳۱۴ ہجری کے جشن سالگرہ مبارک مین بمقام امین باغ پڑہا گیا اور بتائید عالیجناب بہادر مدار المہام سرکار عالی طبع و شایع ہوا۔

۵۲ قلم کا جوڑ خوش نویس اور کاتب و اہل انشاء کے زمرہ مین کس سمجھا گیا ہے ۱۲ حر

یہ اوس کریم کا در ہے جہان عطائے گران
اوٹھا کے باندھو تو لنگر سے کہو لے مال گرہ

لگا دے سلسلۂ عمر و دولت شہ مین
تو عمر خضر سے دادار بے ہمال گرہ

مدام اسکے رہین دستگیر عقدہ کشا
شگفتہ غنچہ صفت ہو ہر اک محال گرہ

ہو مثل تار شعاعی ہر اک نفس پر نور
لگے عروج کی طالع مین بے زوال گرہ

بالخیر تمام ہوئیں

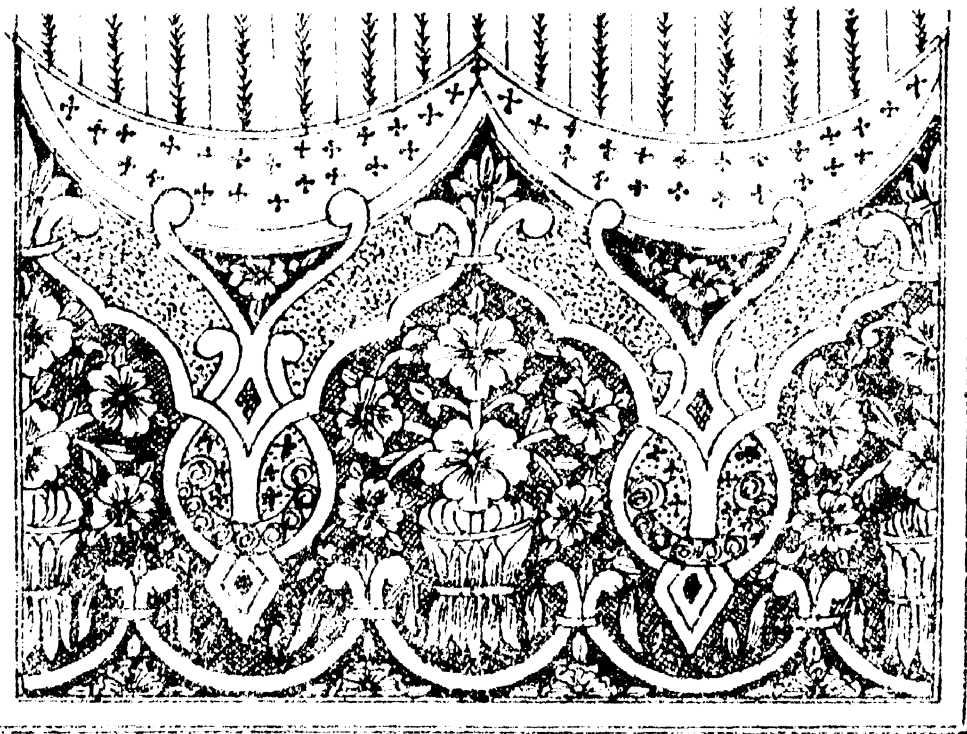

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن جب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا
ہر بت بیباک گرم لاف یکتائی ہوا

دیکھکر آئینہ وحدت مین کثرت کا جمال
محشرستان تعین کنج تنہائی ہوا

کچھ سجھ نہ آیا متاع دہر سے
مال دنیا صرف شغل بادہ پیمائی ہوا

وادی تحقیق مین چلکر بڑھی دلکی خلش
کاروان سالار ذوق آبلہ پائی ہوا

اکجہان شیدا ہی صورت آشنا کوئی نہین
سب کو اپنا کر لیا کس کا وہ ہرجائی ہوا

عشق نے سارے زمانہ کو بنایا بدگمان
خود بخود میر آ پڑا مجھ رسوائی ہوا

دست قدرت نے دکھائین ایسی شکلین کھینچکر
کوئی از خود رفتہ اور کوئی تماشائی ہوا

رہنما اوسکا ہے تو جو عاشق حیران نصیب
جوش وحشت مین غریب وحشت خود رائی ہوا

کیا الم کربت مین گر میرا کوئی ہمدم نہین
مجھسا مونس جب رفیق کنج تنہائی ہوا

پردہ غفلت اوٹھا جبتک نہ تصدق لیجیے
مرہمہ تحقیق وجہہ عود بینائی ہوا

جیسے مجھی حاصل ہوئی دنیا کی جھگڑون سے نجات
ہے سرافراز جہان جو تیرا سودائی ہوا

ہوگئی قطرہ مین پیدا آرزوے قرب بحر
سب سے دوری کا محرک شوق یکجائی ہوا

کون ہوسکتا تھا دنیا مین کسیکا روشناس
چھپ کے ہر پردہ مین تو وجہ شناسائی ہوا

شاد ہین ہر حال مین سرمست صہبای الست
انکو کیا غم گر مخالف چرخ مینائی ہوا

ای سبب دور کردے رنج و حرمان حبیب
وہ بھی کوئی شے ہے جسکا یہ تمنائی ہوا

ملول دلکو تیرے در سے شاد لیکے پھرا
ہزار ہاتھ سے نقد مراد لیکے پھرا

کسے ہے راہ طلب مین قرار بعد فنا
میرے غبار کو بھی گرد باد لیکے پھرا

تجھے تو حق نے پئے عدل و داد بھیجا تھا
غضب کیا کہ حقوق عباد لیکے پھرا

ہمارے نالۂ شبگیر کا اثر دیکھا
یہ مستغیث گیا اور داد لیکے پھرا

ہوئی نہ وادئ پرخار عشق مین وحشت
خیال یار مجھے شاد شاد لیکے پھرا

دلایا اشک ندامت نے جوش رحمت کو
دُرِ مراد مرا خانہ زاد لیکے پھرا

کہونگا مجھ سے جو پوچھے گا یار کیا لایا
غریب دار فنا تیری یاد لیکے پھرا

نہ قدر نقد قناعت کی ہوسکے افسوس
جہان مین نفس دنی کا فساد لیکے پھرا

مجھے نہ کچھ نظر آیا سوائے جلوۂ یار
جدہر جدہر دل روشن سواد لیکے پھرا

سناؤن کیا میرے معبود سرگذشت اپنی
مآل یہ ہے کہ خوف معاد لیکے پھرا

سحر ہوئی شب غم نور الفت حسنین
فلک سے روشنئ بامداد لیکے پھرا

ہر اک طریق مین تنہا خضر منزل مقصد
حبیب شوق ترا تجکو شاد لیکے پھرا

آہن آئینہ ہے اوسکے عشق کی تاثیر کا
نقش یا ہو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

دیکھیے حالت اگر وابستہ فتراک کی
خود اثر پیدا کرے ہر مرغ دل نخچیر کا

اپنے دیوانہ پہ شفقت آہی جاتی ہے انہین
عفو کر دیتے ہین وقت آتا ہی جب تعذیر کا

روز جلوہ ہے نیا اوسکا ازل سے تا ابد
جو نہین محتاج اک لحظہ کسی تنویر کا

کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت مسبب کا وجود
جبکہ تھا افعال مین مضمر اثر تسخیر کا

ہو گئی تقدیر سے وقت اصابت متفق
ذات واجب سے ملا تھا سلسلہ تدبیر کا

ہو سکے مخلوق سے کسطرح خالق کی ثنا
مدح صانع مین کھلا کب منہ کسی تصویر کا

ہر خیال نیک ہے حسن عمل کی یون دلیل
جیسے ہوتا ہے تعلق خواب سے تعبیر کا

دل سے ہے تیری رضا پر ہر گھڑی شاکر حبیب
پیش آئیگا وہی جو ہے لکھا تقدیر کا

ولہ

سمجھے اوٹھا کے فائدہ اصلاح حال کا
جوہر ہے کیمیا عرق انفعال کا

دولت حریص کو ہوئی سامان ملال کا
قرص درم ہے آبلہ دست سوال کا

اچھا ہوا بٹھا دیا رحمت کے جوش نے
اوٹھنے کو تھا غبار کسی پایمال کا

بنجاتی ہے پری کی طرح دم مین دلفریب
مضمون کی روح پاتے ہی قالب مثال کا

اغیار کو ندو خلش باہمی مین دخل
دانتون مین فصل کرتا ہے منکا خلال کا

خونکی شفق ہے تیرہ درونکو بہار باغ
لاتا ہے تیغ تیز کا پھل پھول ڈال کا

اولی کو منہ لگانے مین کچھ فائدہ نہین
بڑھنے سے حسن گھٹتا ہے عارض کی خال کا

کوشش سے دور ہو نہین سکتا ہی جرم ذات
دھبہ مٹا نہ چرخہ تیغ ہلال کا

پیری مین ہے شباب کی تصویر رو برو
حیرت فزا نظارہ ہے ہر خط و خال کا

آپس مین اتفاق کی فکر مین ضرور ہین
موقع نہین یہ غیرون سے جنگ و جدال کا

دانائی فن سینگے تو فرمائینگے حبیب
پختہ کلام ہے کسی نازک خیال کا

نقشہ دکھا کے روز عروج و زوال کا
گردون سبق پڑہاتا ہے دنیا کے حال کا

محتاج کو صلہ نہین ملتا کمال کا
گاہک بخیل ہوتا ہے مفلس کے مال کا

باہم یہ بات بات مین کج بختیان ہین قہر
ہو جاتا ہے نفاق نتیجہ ملال کا

کوشش بقاے نام کی ایدل ضرور ہی
کیا اعتبار عمر سریع الزوال کا

ظالم عبث دلون کے دکھانے مین کد نکر
کچھ تو بھی خوف کر غضب ذوالجلال کا

جوہر کی قدر صاحب جوہر سے پوچھئے
شہرت پہ حصر کچھ نہین نقص و کمال کا

کیون جمع مال سے نہ ہو دل اپنا نا اُمید
یان چرخ ہی سہ ماہی مین اعداد سال کا

اُمیدوار ہین تیری رحمت کے ای کریم
غل ہے ہماری قوم مین قحط الرجال کا

محمود آجکل نہین مفلس کی عاقبت
انجام جمع مال ہے فکر مآل کا

اہل کمال کو ہے بناوٹ سے اِحتراز
محتاج وسمہ کب ہوا ابرو ہلال کا

دل سے مٹی ہین رنگ حقیقت پہ ای حبیب
مضمون نہین پسند ہین خط و خال کا

بڑہا رتبہ یہانتک خود فراموشی مین عرفا کا
کہ محراب حرم ہے عکس میری طاق نسیان کا

لہو روتی ہی اب پہلے اسے تاکا اوسی جانکا
ڈبویا دلکو ظالم نے بُرا ہو چشم گریان کا

ہوئی کشت اَمل ممنون آہ سرد ناکامی
بہانہ ہو گیا رحمت کو اشک گرم دہقانکا

مرے داغون کے پرتو نی کیا قمری کو پروانہ
گمان سرو گلستان پہ ہوا سرو چراغان کا

پھرا وحشت مین مین برگشتہ قسمت کی دور سے
ہوا دیوانہ ہے وان اپنے ہی سایہ پہ دربانکا

نہ مرغ دل پھنسا وحشی کا تیرے گرچہ صحرا مین
بچھا تھا جال ہر جا حلقہ چشم غزالانکا

نہونگے عاشق ابرو کبھی منت کش سوزن
محرک رشتہ دامن دار ہے چاک گریبانکا

شکایت کیا ہی ہمپر کی اوس سے جسپہ دل آیا
کوئی اعزاز کرتا ہے بھلا مہمان خواندہ مہمانکا

شہیدان وفا کی خاک وخون نے یہ شرف بخشا
کہ نقشہ بنگئی ہے گل پر کہنچا شہر خموشانکا

چلا ہے قافلہ اشکون کا ایدل خون ہو جلدی
ہوی منزل چو کھونٹی ہے تہتک میر سامانکا

بہار آئی نو گل بوٹے بناؤن جامہ تن پہ
سبق لون مین زبان خار صحرا سی گلستانکا

پس مرون بہی میرے پاس آسکتا نہین کوئی
تن وحشی کے ڈر سے بند ہی دروازہ زندانکا

سنا تھا کل حبیب آوہ کش نے می سی توبہ کی
وہ بیچا آج اک بوتل کو اک جزو اپنے دیوانکا

نہین کم کیف می سے نشہ افزونی دولت کا
زبانونکو گران ہے شکر منعم کی عنایت کا

یوہین اندوہ سے پہلو نکل آتا ہی راحت کا
نتیجہ جسطرح نور سحر ہے شب کی ظلمت کا

نہ ہے مشق ریاضت اور نہ غرہ ہی عبادت کا
سہارا ہے حبیب بینوا کو تیری رحمت کا

نفس کی آمد وشد سے تن کاہیدہ ہلتا ہی
نمونہ کاغذ تصویر ہے میری نقاہت کا

چھوٹا ہاتھہ سے کلفت مین استقلال کا دامن
یہ آسایش ثمر ہے ای تحمل تیری قوت کا

جنہین ہم آشنا سمجھے تھی وہ سب خود غرض نکلی
کسیکو بہی نہ آیا پاس کچھہ صاحب سلامت کا

زبانپر آنہین سکتی ہے لذت خوشخیالی کی
حریص زہد کرتا ہے تصور حور جنت کا

نجات انسان کو ممکن نہین دنیا کی جہگڑون سے
علایق کی کمی اچھا ذریعہ ہے فراغت کا

کمال دلبری سے عاشقون کا حال کہکر
جہان حسن مین کر دیجئے دعوی کرامت کا

دل پر آرزو کا خون نہ کرای یاس تو ناحق
سمجھہ اتنا کہ سرمایہ ہے یہ اک بی بضاعت کا

ڈرون کیون دل مین تاب آفتاب روز محشر سے
نہ ہوگا کیا وہان سایہ تیرے دامان رحمت کا

خدا ستار ہی گر ہے حبیب رند تر دامن
مخالف کیا اثر ڈالینگے اسپر خبث طینت کا

یہ ناراضی ہوئی آخر صلہ کیون میری خدمت کا
بھلا کہیئے تو صاحب کوئی باعث بھی کدورت کا

جسے دیکھا ملا ساتھی وہ گویا اچھی حالت کا
نہین یارون مین باقی پاس کچھ صاحب سلامت کا

طریق توبہ کا ہادی ہے شغل میکشی واعظ
سبب آخر کوئی پیر مغان سی فسخ بیعت کا

قناعت سے رہے نیکنامی کا سبب یون ہے
مدار زندگانی جیسے سامان حفظ صحت کا

نہ ہو ہمجنس جب کوئی تو تنہائی غنیمت ہے
بلائی جان اثر ہوتا ہے نامطبوع صحبت کا

نہین افسوس کچھ ہم اپنی گمنامی پہ شاکر ہین
سبب نااہل کی تحسین ہے گر عام شہرت کا

جہانتک ہوسکا دیکھا تماشا گاہ عالم مین
ملا بیمثل یارب ہر نمونہ تیری صنعت کا

بجائے خود نرکھون کسطرح سے محرم دلکو
ہے آنکھونکو بھی رشک اسپر محل ہی تیری خلوت کا

ابھی تھے مہربان اب دیکھتا ہون تشنخون ہین
بدلنا ہے ستم بیٹھے بٹھائے آپکی مت کا

حریص بادہ بنکر آج میخانے کو چلتا ہون
کہانتک دے گا لونگا امتحان ساقیکی ہمت کا

قیود انتظامی کسطرح جزو طبیعت ہون
اثر زائل نہین ہوتا کبھی قانون فطرت کا

گمان بیجا ہے نخوتکا حبیب رند مشرب پر
طبیعت اوسکی ہے آزاد بندہ ہی محبت کا

پوچھو حال کچھ ناکامیون سے ضعف ہمت کا
کرینگے امتحان اکبار لیکن اور قسمت کا

رہی راحت نہ جب بیجا ہے ایدل رنج کلفت کا
کہ پایان شب غم ہے سپیدہ صبح عشرت کا

جواب اسکے سیوا و شتمین کیا دونگا نصیحت کا
کسے معلوم تھا انجام آغاز محبت کا

جلا دیتی ہی اوسکو ہی حسد کی آگ جس دل مین
ہمیشہ انبساط خلق ہے سامان اذیت کا

کدہر آئے یہ ہی رندون کی صحبت حضرت واعظ
ذرا ٹھہرے تو ہو گا روکنا مشکل طبیعت کا

نہین جہکتا کوئی اوس سے جہکی جبتک نہ خود انسان
رکوع و سجدہ سکھلاتا ہے خم محراب طاعت کا

مصیبت مین پھنسا دیتی ہی عادت کچھ گردیکی
عدوے عافیت گھر ڈہونڈہتی پھرتے ہین شامتکا

کبھی یکسان نہین رہتی زمانیکی کوئی حالت
مذلت کے سوا کیا ہو سکے انجام نخوت کا

فنا سے پہلے ہی لازم بقائے نام کی کوشش
مٹا جب نقش ہستی کب نشان رہتا ہے تربت کا

نکالیگا وہ حور و خلد ملنے کی بہی سو شکلین
دکہایا جسنے آنکہین دیکے جلوہ اپنی قدرتکا

اگر ہے ذوق آرایش تو اخلاق حسن سیکہو
نہین ممکن کسی صورت سے مٹنا حسن سیرتکا

عیوض ہے دلکا دل منظور ہو لینا تو حاضر ہی
یہ وہ سودا نہین ممکن ہو گھٹنا جسکی قیمت کا

حبیب اپنی جگہہ اہل دول سی ملکے یہ سمجہا
سبب ہے ابتذال نفس فکر مال و دولت کا

جفا کشونکا تملق شعار ہو نہ سکا
جو ناگوار رہتا وہ اختیار ہو نہ سکا

وبال جان رہین دست پسندیان میری
شریک حال کوئی غمگسار ہو نہ سکا

خدا شناس ہوا وہ جو خود شناس ہوا
دوئی کی بو رہی جسمین دوچار ہو نہ سکا

خطا و جرم کا میرے ہوا حساب تو کیا
عطا و لطف کا تیرے شمار ہو نہ سکا

دل حزین پہ ہے خون میری ہر تمنا کا
یہ ناشکیب کبہی راز دار ہو نہ سکا

تری جفا ہے مرے خون پہ منحصر ظالم
مری وفا کا مگر انحصار ہو نہ سکا

ڈبویا آبلہ پا نے نام جوش جنون
نم آشنا بہی لب خشک خار ہو نہ سکا

نگاہ سوز سے ازبسکہ جلوہ عارض
کوئی حسین ترا آئینہ دار ہو نہ سکا

وہ آئینگے یہ خبر سنکے ہم استقبال
ہم اونکے گھر کو گئے انتظار ہو نہ سکا

جو تو نے فرض کیا تھا وہ بیشتر مجھسے
معاف کر مرے پروردگار ہو نہ سکا

مے الست کا اتنا تو ہے حبیب اثر
سرور دافع رنج خمار ہو نہ سکا

محبت مین تری خون دل ناشاد ہونا تھا
تاسف کیا ہوا جو اے ستم ایجاد ہونا تھا

نہ تھا قسمت مین جسکی اوس رخ روشن کا نظارہ
اوسے دنیا مین اے بدل کور مادرزاد ہونا تھا

رقیب بوالہوس اوٹھنا نہ تھا دلبر کے کوچہ سے
ہماری طرح مٹنا تھا وہین برباد ہونا تھا

تجھے پہچانتا تھا پہنس کی بھی جھوٹا تھا پر آپکے
مقدر مین اسیر دام اے صیاد ہونا تھا

پسند آتی نہین نشو و نماے سبزہ مرقد
فلک تجھکو نہ ایسا در پئے بیداد ہونا تھا

دم آخر نہ تھا گر مشرب دیدار قسمت مین
پئے تسکین آب خنجر فولاد ہونا تھا

سوال وصل پر برہم ہوئی کیون اسقدر صاحب
نہ تھا منظور گر کچھہ اور ہی ارشاد ہونا تھا

نہو جب سر پہ تن حداد آکر بیڑیان کاٹے
اسیرونکو تمہارے اسطرح آزاد ہونا تھا

پس مردن اثر دکھلا رہی ہین الفتین میری
وہ روتے آئے ہین لاشیپہ جنکو شاد ہونا تھا

لگایا پہلے دل جب ہم ہوئی عاشق تو یہ غفلت
وہ اگلا ربط اب اے بانیٔ بیداد ہونا تھا

دل عاشق نہو صد پاش کیون کر اس تغافل سے
نظر انداز ہین وہ داغ جن پر صاد ہونا تھا

چمکتا زخم تیشہ بنکے تاج تارک خسرو
ادہر دیکھو تمہین شیرین ہین فرہاد ہونا تھا

حبیب خوش بیان کرتا دوبالا نام ناسخ کو
اسے قید علایق سے مگر آزاد ہونا تھا

سوز الفت جو نمایان ہوگا
تن مرا سرو چراغان ہوگا

کبھی وہ شوخ جو مہمان ہوگا
پھر تو کچھ اور ہی سامان ہوگا

وہ جفا کر کے وفا دارون پر
اک نہ اکروز پشیمان ہوگا

تم اگر ہو ٹھہ کے چلے جاؤ گے
مرنا جینا مرا یکسان ہوگا

دل کو وحشت سے خدا خیر کرے
پھر کوئی جان کا خواہان ہوگا

نظر بد سے خدا اوسکو بچاے
کچھ دنون مین شہ خوبان ہوگا

کل تو تھا شغل فغان و فریاد
آج کیا ای شب ہجران ہوگا

میری ناکامی و وحشت سنکر
کوئی گریان کوئی خندان ہوگا

ظاہری ہے یہ لگاوٹ ساری
دل نہین دیگا جو نادان ہوگا

ابتو اچھا ہون بہار آیندو
جیب ہوگی نہ گریبان ہوگا

عشق مرحوم کی ہے طرز حبیب
خود کہے گا جو سخندان ہوگا

اے محتسب سنبل یہ ہی موسم بہار کا
آفت ہی ٹوٹنا قدح بادہ خوار کا

دہر کا حساب کا ہے نہ ڈر ہی فشار کا
واثق ہی وعدہ رحمت پروردگار کا

پیری مین جانگسل ہین جوانیکی حسرتین
وہ وقت کیف تہا یہ ہی عالم خمار کا

شہباز جان نے ڈالدی تہک کی بال پر
قابو ملا نہ مرغ جنونکے شکار کا

وان کد ہے آسمان کو ادہر کوئی یار کو
ہے دیدنی فشار ہمارے غبار کا

طے کر لئے نشیب و فراز جہان تمام
پھر نا ہوا مفید ہمین کو ہسار کا

معشوق کی زبان ہے پسندیدہ سب کہین
ہر دل عزیز ہوتا ہے نغمہ ہزار کا

چھوڑا گیا نہ روح سے اوس حور وش کا ساتھ
دل کو بنایا آئینہ تصویر یار کا

رونے سے میرے دیدۂ یعقوب کیطرح
موندھ ہوگیا سپید شب انتظار کا

خود میرے حال دل کی خبر اونکو ہو گئی
اے برق آہ تو نے کیا کام تار کا

رکھو خیال خاطر احباب اے حبیب
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

ہمارے دل مین تری زلف کا خیال آیا
خراب ہوگیا اس آئینہ مین بال آیا

کسی کی چشم سیہ کا ہمین خیال آیا
نظر جو دشت جنون مین کوئی غزال آیا

لگا کے ہاتھ مرے منہ کو ہٹ گئے پیچھے
زبان پر کبھی بوسہ کا گر سوال آیا

تمہاری سحر بیانی نے سبکو لے ڈالا
غش آیا رندونکو اور زاہدونکو حال آیا

خوشی کے مارے مرے ہاتھ پانون پھولگئی
چمن مین سامنے جب وہ پری جمال آیا

دہن پہ قفل توکل تھا آگے بڑھ نہ سکا
زبان تک بشریت سے گر سوال آیا

کھڑے ہین کیون دم آخر ہماری بالین پر
حضور آج کہان آئے کیا خیال آیا

ملا ہر ایک کا مانند جستجو جب کی
ترا حبیب زمانے مین بے مثال آیا

ہمیشہ دہیان رہا آپکو رقیبون کا
برا بھلا نہ ہمارا کبھی خیال آیا

کفن مین خاک لحد کے جو لگ گئی دیسی
غبار خاطر احباب کا خیال آیا

ہزار کیجے بناوٹ مگر نہین بنتی
کیا تپاک دلون مین جہان ملال آیا

پری جمالون نے مارا ابھرتے ہی ہمکو
دم عروج سے پہلے یہان زوال آیا

جگہ دی گور غریبان مرے غبار کو پھر
کہ ہو کے کوچۂ قاتل سے پائمال آیا

وہ میرے حال پہ کیا مہربان ہوے صیقل
گیا تھا یانسے حزین وانسے نونہال آیا

گناہ گار چلے سوئے نار جب دم حشر
کمال رحمت معبود کو جلال آیا

شب سرور جوانی گئی حبیب اوٹھو
خمار بادہ بڑھا وقت انفعال آیا

تو دل مین ہے دل گم ہے ستمگر نہین ملتا
خود رفتہ ہین ایسے کہ ترا گھر نہین ملتا

ہاتھہ آئیگا کیا خاک ہمین گوہر مقصود
سر پھوڑنے کو چاہین تو پتھر نہین ملتا

توبہ کی سزا دیتے ہین یاران قدح نوش
بے مانگے ہمین دور مین ساغر نہین ملتا

بیتابئ فرقت کبھی ایسی نہین ہوتی
جب تک کہ دل اے شوخ ستمگر نہین ملتا

سو جیسے ہمین کیونکر دہن یار کی تشبیہ
میکش کو کبھی ساغر کوثر نہین ملتا

کہتے ہین وہ اغیار سے یاد آتا ہون جب مین
ویسا کوئی بیداد کا خوگر نہین ملتا

بیدل جو ہوا مانتے ہین اہل دل اوسکو
دل سب کے ہے ہر شخص کو دلبر نہین ملتا

حیران ہے سراپا سے ترے صانع قدرت
ایسا کسی تصویر کو پیکر نہین ملتا

ہے ماہ جبین یار کی خورشید ہے عارض
پر ماہ سے یون مہر منور نہین ملتا

چھپ جاتا ہے زینت سے ترا حسن خداداد
اس عیب سے خالی کوئی زیور نہین ملتا

کہلاتا نہین کچھ حال حبیب متوکل
احباب سے بھی ابتو وہ اکثر نہین ملتا

آج شہرہ ترا اے خنجر قاتل ہوگا
کوئی بیجان کوئی گھائل کوئی بسمل ہوگا

تم رہو گھر مین پھرین ڈھونڈھتی ہم غیر کے مین
بدگمان ہوگا نہ ہمسا کوئی غافل ہوگا

چشم خونبار کی گھٹ جائیگی جب طغیانی
میرا یہ دامن تر دامن ساحل ہوگا

جان دیگر بھی ہوئے حق محبت نہ ادا
دل یہ کہتا ہے کچھ اونکا ابھی قائل ہوگا

عاشق زلف ہین اے اہلعدم حشر کرون
ہم جہان ہونگے وہین شور سا اسل ہوگا

دیکھ لو کچھ نہین پہلو مین سوا داغونکے
ہم تمہین مفت ہی دیدینگے اگر دل ہوگا

گل سکھا دینگے مجھے جامہ دری فرقت مین
سبب وحشت دل شور عنادل ہوگا

چشم عاشق مین جو وہ جلوہ فگن ہو جائین
کون پھر پردہ نشین حرم دل ہوگا

نہ پڑین غیر وہ پھینٹین مرے خونکی جلاد
ورنہ ہر اک شہدا مین ترے داخل ہوگا

سب مرے حال پریشان کی تماشائی ہین
کون اوس شوخ ستمگار سے ناقل ہوگا

گر ہوئے جلوہ فگن نقش و نگار حسرت
قابل دید یہ عبرت کدۂ دل ہوگا

جان آئی تن قاصد مین کہا جب اوسنے
خیر دیکھینگے اگر ملنے کے قابل ہوگا

کوچۂ یار مین اکدن مری تربت کا نشان
خلق کو آئینہ دار سر منزل ہوگا

ہے حبیب ایک ہی ثابت قدم راہ وفا
لاکھ ایذائین ہون یہ کب متزلزل ہوگا

جو غنی ہے وہ دنا رت پہ نہ مائل ہوگا
غیر کا دست نگر کیون ترا سائل ہوگا

عالمون مین کبھی ممتاز نہ جاہل ہوگا
دور کسطرح سے فرق حق و باطل ہوگا

تیرا یہ لطف و ترحم یہ لگاوٹ یہ حجاب
کہین مجنون کہین لیلی کہین محمل ہوگا

پر تو عشق پڑا ہوگا مقرر دیکھو
داغ یان سینہ پہ ہے چھپر پہ وان تل ہوگا

ایک عالم میری حیرت کا تماشائی ہے
منہ کی کھائیگا جو آئینہ مقابل ہوگا

تیرے دیوانے کی زنجیر کا ہر ایک حلقہ
جزو اعضا صفت عقد انامل ہوگا

نالۂ دل کو سنبھالا نکے خاموش تہا مین
یہ نہ سمجھا تہا یہی عرش کا حامل ہوگا

یک بیک ہو گئے وہ درپے آزار رقیب
کسکی خاطر تہی سمجھے گا جو عاقل ہوگا

خاک ہونے پہ بھی رہ جاتا ہی حسنِ سیرت
بو نہین جائیگی گل مٹ کی اگر گل ہوگا

وہ جوان ہونگے تو ٹوٹین گی فرشتونکی وضو
ایک دن چاہِ زنخدان چہ بابل ہوگا

ہے سے رغبت تو ہی واعظ کو مگر خوف یہ ہی
سبکی ہوگی اگر رندون مین شامل ہوگا

گلِ نمدیدہ پریزادونکے عارض ہونگے
مہر وش تو جو کبھی زینت محفل ہوگا

دیکھہ انصاف سے ای برق نگاہ دلبر
مین ملا خاک مین گر کیا تجھے حاصل ہوگا

لطف ہے حشر کے دن حسن عقیدہ کا حبیب
ساتھ ہر شخص کے اوسکا متوسل ہوگا

اُمید لطف و کرم پہ حبیب بیٹھ گیا
ستایا درد نے پہلو طبیب بیٹھ گیا

غم فراق نہین یا یہ ناشکیب نہین
گذر کے جان سے لیجے قریب بیٹھ گیا

دکھائی اوس لب جان بخش نے مسیحائی
جگر کو تھام کے جسدم طبیب بیٹھ گیا

خدا نے محفل جانان مین آبرو رکھہ لی
ہم اوٹھتے تھے کہ اوسنے قریب بیٹھ گیا

نہ بار عشق نے اوٹھنے دیا قدم آخر
بہو یخ کے در پہ تمہارے حبیب بیٹھ گیا

وفا کا فخر نہ شکوہ ہے بیوفائی کا
خوشی کو وصل کی لازم تہا غم جدائی کا

طریق عشق مین ثابت قدم رہین واعظ
تو پھر یقین ہو رندونکو پارسائی کا

خیال وصل مین پائی وصال کی لذت
وہ پیچھے آئے گیا پہلے غم جدائی کا

ٹیک رہا ہون مین سر دور آستانی ترے
مُخل ہے حاجب در شغل جبہہ سای کا

وہ جاگے شبکو جو سُن سنکے شور بے ہنگام
تو میری آہ کو موقع ملا رسائی کا

تمہارے دور مین نکلی نہ ایک خواہش دل
ہوا کبھی نہین قائل مین اس خدائی کا

وصال مین بھی ٹھہرتا نہین تمہین دیکھو
ہے میرے دلپہ ابھی تک اثر جدائی کا

شراب مانگونگا ساقی سے یار سے بوسے
رکھونگا شغل غنی ہوکے بھی گدائی کا

سمٹ کے آبلۂ پا نباہر اک قدم
قلق ہوا یہ ہماری برہنہ پائی کا

سوا تری نہین دیکھا ہے ہمنے ایظالم
کبھی کسی مین یہ انداز دل ربائی کا

وطن چھٹے ہوے مدت ہوئی حبیب مگر
وہی ملال ہے احباب کی جدائی کا

کبھی وصل یار ہوتا کبھی انتظار ہوتا
مجھے عمر خضر ملتی تو یہی شعار ہوتا

نہین چھوڑتی تھی لازم ابھی مشق تیر ظالم
ترا ہاتھ صاف ہوتا مرا دل فگار ہوتا

تجھے دیکھا مرغ بسمل مجھے یاد آگیا دل
کہ وہ سینہ مین جو ہوتا یونہین بیقرار ہوتا

کیا قتل کا جو وعدہ کیا کیون نہ اسکا ایفا
مری آرزو بر آتی ترا اعتبار ہوتا

وہ چلے ہین اوٹھ کے جسدم نہ بدن مین دم تھا میرے
کبھی اشکبار ہوتا کبھی بیقرار ہوتا

یہ بڑھی تھی بیقراری تری ہجر مین کہ پیارے
کبھی صبر بھی جو کرتے تو نہ اعتبار ہوتا

چلے رفتہ رفتہ ایسے کہ نہ خاک بھی نہ ہم تھے
کہ جو لوگ دفن کرتے کسی جا مزار ہوتا

ترا عہد ہے جو سچا تو ہے میرے دلکو تسکین
نہ اوسے ثبات ہوتا نہ اسے قرار ہوتا

نہ پڑا جب اونکا ناوک دل منتظر پکارا
مری آرزو بر آتی جو جگر کے پار ہوتا

نہ خفا ہو چارہ سازو تو یہی ہے خواہش دل
مجھے غم دیا تھا جس نے وہی غمگسار ہوتا

غم حشر و رنج دنیا نہ حبیب دل سہی جاتا
مری عمر تلخ ہوتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

کیون نہ خلق سے برتر تجھین ہم ترا پایا
ہمنے تو نہ عالم مین تجھسا دوسرا پایا

ہو گیا یقین مجکو تمنے دل مرا پایا
اسطرح پہ ہنستے ہو جیسے کچھ پڑا پایا

کم نصیب سا اپنے ہمنے نارسا پایا
عمر بھر رہے جویا پر نہ مدعا پایا

بیخودی سے پیدا ہے گو نظر سے پنہان ہے
دل گیا گیا بارے یار کا پتا پایا

تجھ سے سیکڑون فتنے جو جگا کے سوئے ہین
شور حشر دیکھین کے گر اونھین جگا پایا

جا سکے نہ مسجد تک جمع تھے بہت زاہد
میکدے مین آ بیٹھے جب نہ راستا پایا

سہتے سہتے ایذائین آج مر گیا عاشق
سچ کہو تمہین واللہ ظلم کر کے کیا پایا

بیٹھکر وہ پہلو مین مسکرا کے کہتے ہین
آرزو ہوئی پوری دل کا مدعا پایا

نکتہ سنج کہتے ہین ای حبیب کیا کہنا
ابتدا مین بھی تیری لطف انتہا پایا

کل محو سیر باغ جو وہ رشک حور تھا
جو غنچہ تھا مثال دل ناصبور تھا

رویا مین جب عیان ہوا طوفان نوح کا
ہر دیدہ جوش سیل سے رشک تنور تھا

رہتا تھا شکو دور سے ساقی جو دور دور
رندونکے کیف کا تھا تماشا سرور تھا

بحر طلسم اہل غرض کے کلام تھے
دیکھا خیال کر کے تو سب مکر و زور تھا

تھا گل فشان جو نخل قد سرو زمان
لبریز گل ہر اک سبد و دشت حور تھا

بیوقت میرے نالۂ دل نے جگا دیا
اے اہل حشر خواب مین شور نشور تھا

فرقت مین فیض جذب محبت سے جی بچا
گو دور تھا پہ دل سے تمہارے حضور تھا

چھنتی نہ تھی نقاب کی جالی سے رنگی صنو
چشمے روان تھے جو شہ دریاے نور تھا

لاکھون تھے ہر جگہ بت ہندو فرنگ و چین
رستہ صنم کے گھر کا نہ تمہارا میسور تھا

توڑا قلم عدیل نے پہلی ہی ای حبیب
کہنا اب اسطرح مین غزل کیا ضرور تھا

چرخ بے مہر کے ہاتھون سے دکھہ دل کیا کیا
خاک مین اسنے ملائے مہ کامل کیا کیا

تیغ ابرو کے تصور مین کٹے دل کیا کیا
عشق گیسو مین بلائین ہوئین نازل کیا کیا

گر مجوشی پہ تھی شبکو طپش دل کیا کیا
مجکو تڑپاتی رہی صورت بسمل کیا کیا

یا خدا جلد ملے صحبت یاران وطن
جذبہ شوق مین منزل بمنزل کیا کیا

دیکھئے وصل ہی تقدیر مین اوسنے کہ نہین
سختیان ہجر کی جھیلی تو مین ایدل کیا کیا

صحبت کاکل جانانکا اثر پاکے ہوئے
ہاتھ سے شانہ کے واعقدہ مشکل کیا کیا

شب فرقت مین تری او گہر بحر جفا
بہر گئے دیدۂ خونبار سے ساحل کیا کیا

مانع دشت نوردی مجھے کوئی ٹھہرا
کئے حداد نے تیار سلاسل کیا کیا

درد و ایذا و غم و غصہ و بدنامی و رنج
کشور عشق مین ہوتے ہین محاصل کیا کیا

نہ ملا جب کوئی ثابت قدم راہ وفا
مار کر مجکو پشیمان ہوا قاتل کیا کیا

مطرب و ساقی و مینا مے و ساغر تھے بہم
رات کو لطف اوٹھائی لب ساحل کیا کیا

جنکو معلوم نہین کہتے ہین شاعر کسکو
پوچ گوئی پہ ہین مغرور وہ جاہل کیا کیا

تنگ ہون شیخ و برہمن کی کشاکش سے حبیب
اپنے مین کرتے ہین دونون مجھی شامل کیا کیا

دل مین سکون محال ہے خوف وعید کا
رحمت نے غل مچایا ہی ہل من مزید کا

پیش آتی ہین حصول مقاصد مین زحمتین
اکثر مزہ ہے تلخ دوائے مفید کا

گل طائران سدرہ چڑہائینگے ہر سحر
بنتے تو دو ہزار تم اپنے شہید کا

سمجھے ہم ایک پیشہ زدن مین جہانکا رنگ
نقشہ کھنچا نظر مین سیاہ و سپید کا

جوش بہار دیکھکے توبہ سے دل ہے سیر
ساقی زمانہ آگیا عہد جدید کا

کیون مشاق ہو نہ صدمہ پستی منزلت
ہمت سا نردبان ہے بام امید کا

ظالم کوکب ہے کیفر کردار سے مفر
ہے سخت انتقام بھی ظلم شدید کا

رہنے نہ پائیگی کوئی حد انتظار کی
نکلے گا دم بھی آنکھون سے مشتاق دید کا

دن رات ہے دعا کے لئے چشم منتظر
محتاج کب ہے باب اجابت کلید کا

کلفت سی تیس روز کی جب تک نہ دے نجات
کیونکر بنیگا ہر مہ نو چاند عید کا

رکھہ سختیون مین اپنے خدا پر نظر حبیب
آسان ہے اوسکو موم بنانا حدید کا

زخم کھانے سے خوشی ایک طرح دل ہوتا
جائے ہر موی بدن ناوک قاتل ہوتا

قیس مغموم کو آزار نہ دیتا یہ حجاب
پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہوتا

چمن آرا کی ریاضت پہ نہ ہوتی جو نظر
طعمۂ برق حوادث مرا حاصل ہوتا

شب تاریک مین تم رخ سے اولٹتے جو نقاب
ایک عالم کو گمان مہ کامل ہوتا

اوسکے کوچہ سے اوٹھانا تھا نہ لاشہ میرا
بعد مردن بھی غبار رہ قاتل ہوتا

ہم شب قدر سے ہر شب کو سمجھتے بہتر
گر مے و مطرب و ساقی لب ساحل ہوتا

دم آخر مرے بالین پہ نہ آتے گر آپ
چھوڑنا خانۂ تن جان کو مشکل ہوتا

دیکھہ کر نخوت منعم کو لہو رو دیتا
چشم بے نور نہ گر کاسۂ سائل ہوتا

ابتدا سے تیری الفت جو نہ کرتی مجبور
کبھی بیداد کا خوگر نہ میرا دل ہوتا

طالب وصل کو تھی اسلئے مرنیکی خوشی
روح کو جامۂ تن پردہ حائل ہوتا

توڑتے آپ نہ آئینہ اگر جھنجھلا کے
دعوی یکتائی کا مجلس مین نہ باطل ہوتا

آنکھہ سے آنکھہ کا ملنا ہی قیامت تھا حبیب
خواہش دید نہ کی ہوتی جو عاقل ہوتا

ای دل مایوس تیرا مدعا کسنے سنا
نالہ و فریاد کرکے کیا ملا کسنے سنا

دیدۂ و دل دست و پا الفت مین از خود رفتہ تھے
میرے غمخوارون نے مجھسے کیا کہا کسنے سنا

دار فانی سے سدھاری کیسے کیسے مہربان
لاکھہ مین وا ماندہ چلاتا رہا کسنے سنا

آپکو بیجا ہی شک افشاے راز عشق کا
ہجر کی شب مین تھا نالہ بے صدا کسنے سنا

بس کرو بہر خدا چلا اوٹھے غمخوار سب
میری ناکامی کا سارا ماجرا کسنے سنا

لب تک آنا ہو گیا دشوار حرف مدعا
حال فرقت وصل مین کسنے کہا کسنے سنا

ہو رہے ہین مہربان ترک وطن پر معترض
ہے ابھی تک حال جو راقم بیا کسنے سنا

مجھہ پہ جن باتون کا ہے الزام وہ سب مین غلط
آپسے کسنے کہا مجھہ سے بھلا کسنے سنا

سب رہے مطعون تھی جتنے ہوا خواہان قوم
غیر نفرین و ملامت مرحبا کسنے سنا

منہ مین بے گردش کبھی پڑنا نہین قسمت کا رقم
ہر سحر کرتی ہے یہ غل آسیا کسنے سنا

ہمکو تھی صبح قیامت صبح شام وصل کی
وہ چلے اوٹھکر گرے ہم کیا بجا کسنے سنا

راہ الفت سے ہمیشہ دلکو مین روکا کیا
کر گیا اپنی ہی کب مانا کہا کسنے سنا

سامنے رندونکے ناصح بے اثر ہے وعظ و پند
آپنے کہنے کا جو حق تھا کہا کسنے سنا

کون کہتا ہے کہ صاحب کی شکایت ہو کی
آپ کی بے مہریون کا تذکرہ کسنے سنا

تجھسا ساقی کوئی دریا دل نہین اس دور مین
ہر گھڑی لب پر نعم ہے لفظ لا کسنے سنا

عین فصل گل مین کی صیاد و گلچین نے جفا
بلبل شوریدہ سر کا ماجرا کسنے سنا

دادرس کوئی نہین اب صبر لازم ہی حبیب
بے سبب جو کچھ ستم ہمپر ہوا کسنے سنا

معرکہ لو امتحان عشق کا سر ہو گیا
تیغ قاتل سے جدا پہلے مرا سر ہو گیا

کاہش فرقت مین ایسا جسم لاغر ہوگیا
دوش پر اپنے مجھے بار گران سر ہوگیا

موجزن طوفان چشم تر کبھی گر ہوگیا
دیکھہ لینا اک کف سیلاب بستر ہوگیا

خط شوق ابنا روان مثل کبوتر ہوگیا
صاف کاغذ طائر مضمون کو شہپر ہوگیا

میہمان آکر اگر وہ حور پیکر ہوگیا
پاسبان رضوان بنے جنت مرا گھر ہوگیا

نالہ کیسا آہ بھی آنے نہ پائی تا بہ لب
دل تڑپ کر بارہا پہلو سے باہر ہوگیا

میل اون کی طبع نے کچھ غیر کی جانب جو کی
خود صفائی قلب سے یان دل مکدر ہوگیا

فرقت جانان مین دی جان سوی گردون دیکھکر
خلق کو عکس ہلال عید خنجر ہوگیا

اتحاد اوس بت سے کرکے سختیان ایسی سہین
نرم تھا جو قلب مثل موم پتھر ہوگیا

دیکھہ کر روئے عرق الودہ گلشن مین ترا
تر ندامت کے عرق مین ہر گل تر ہوگیا

روئے رنگین پر ہزارون بلبلین شیدا ہوئین
بندہ بے زر تمہارا ہر گل تر ہوگیا

بعد میرے پھر کوئی جا کر نہ صحرا مین پھرا
جادہ دشت جنون سد سکندر ہوگیا

وقت بیتابی نکلجاتا ہے قابو سے مگر
طاہر دل اپنا سیمابی کبوتر ہوگیا

خوش ہوئے احباب شادان دیکھکر تجکو حبیب
روئے حاسد آب غیرت سے مگر تر ہوگیا

اتفاقاً اونکا آنا ہوگیا
دلکے جانے کو بہانا ہوگیا

تھا سبک رو تو سن عمر روان
عشق کا کل تازیانہ ہوگیا

کہتے ہین سن سنکے ہان پھر کیا ہوا
حال میرا اک فسانہ ہوگیا

تم جو آئے سب کو حیرت ہوگئی
میرا گھر آئینہ خانہ ہوگیا

کیسے کیسے نامور آئے گئے
کچھہ دنون سب کا زمانہ ہوگیا

کیا خبر کیسے ہین یاران وطن
پھنس کے غربت مین زمانہ ہوگیا

دن بہت گذرے بدلنا چاہیئے
جامۂ ہستی پُرانا ہوگیا

میری توبہ کیا تھی توبہ اے غفور
تیری رحمت کو بہانہ ہوگیا

پوچھتے کیا ہو کہان ہی اب حبیب
مرکے بھی اوسکو زمانہ ہوگیا

کب چھپا رہتا ہے الفت کی نظر سے دیکھنا
کھلگیا رازِ محبت چشم تر سے دیکھنا

ہوگی کیا معلوم یون حالت دل صد چاک کی
چاک ہی پہلو مرا ہمدم ادہر سے دیکھنا

اپنے عصیان کی ندامت سے گہلے جاتے ہین ہم
ہر گھڑی جاری ہین آنسو چشم تر سے دیکھنا

بولے گہبراکر وہ نالی جب سنے احباب کے
یہ نکلتا ہے جنازہ کسکے گھر سے دیکھنا

جذب الفت سے ہی مقناطیس و آہن کا اثر
کہینچنا ناوک نہ اے قاتل جگر سے دیکھنا

دیکھکر غشمین مجھے کہتے ہین وہ ملکر کے ہاتھ
مرگیا یہ شدت درد جگر سے دیکھنا

وصف ہو کسطرح سے موئے میان یار کا
کب ہوا مثل نظر ممکن نظر سے دیکھنا

خاک میری ہی امانت کوئی جانان ہین صبا
ہوگی برباد اوڑکے یہ اس رہگذر سے دیکھنا

کرتی ہے چہڑکاو شبنم قبر عاشق پر سدا
گلفشان ہی شمع کس سوز جگر سے دیکھنا

نکلے وہ اس راہ سے پر ہم نہی ایسے ناتوان
دو قدم چلکر ہوا ممکن نہ در سے دیکھنا

حال دل کیا اونکو لکھون ہین بہت جو بای راز
سہل ہے خط لیکے دست نامہ بر سے دیکھنا

فاتحہ کو ایکدن آیا نہ مرقد پر حبیب
جو نہ ہونا تھا ہوا اوس بے خبر سے دیکھنا

قرب حاصل ہوا گر شاہ نتری درگاہ کا
کوہ سے پایہ گران ہو جاے ہر کاہ کا

والہ و شیدا ہون دل سے اوس خدا آگاہ کا
جسکے آگے سر جہکا یکسان گدا و شاہ کا

پیشرو راہ حقیقت کے ہین اہل معرفت
جو نہ اس مسلک پہ ہو پابند ہے افواہ کا

واجب و ممکن مین رابطہ کیون نہ بنتا لام وصل
ہاے ہستی سے مقدم ہے الف اللہ کا

بحر ہستی مین حباب آسا ہے نقش زندگی
اے دل ناآشنا مشکل ہے ملنا تاہ کا

نفس سرکش کے ہوے اہل ریاضت کب مطیع
جل نہین سکتا ہے حیلہ شیر سے روباہ کا

ہے طریقت علم باطن ظاہری تعلیم شرع
بے کسی رہبر کے سمجھا کسنے پہیر اس راہ کا

موجزن ہے دیدۂ عارف مین وہ دریاے نور
خلق مین جاری ہی چشمہ جس سے مہر و ماہ کا

دیگیا داد ریاضت کشتگان عشق کو
باغ مین ہر سرو پیکر بنکے ندہ آہ کا

دلکو گر تیری محبت کا اثر کردے غنی
غیر ممکن ہے نشان رہجاے حب جاہ کا

بے سبب کب ہے خموشی مین نفس کا جزر و مد
کھینچتے ہین صفحۂ دل پر الف اللہ کا

ایک مدت سے دل مشتاق جویاہی حبیب
قایم آل محمد حجت اللہ کا

باتون باتون مین ہوئی برہم طبیعت دیکھنا
دم مین ہو جاتی ہے یون رنجش کی صورت دیکھنا

سر کو ٹکراتا ہون دیوارون سی وحشت دیکھنا
کی ہے بر پا مین نے زندان مین قیامت دیکھنا

راہ دیکھی اسقدر آنکھون کی بینائی گئی
اب میسر ہو الہی اونکی صورت دیکھنا!

آہ سوزان سے جلا کر خاک کردونگا تجھے
میرے منہ چڑھنا نہ خورشید قیامت دیکھنا

جان جاتی ہے بلا سے جائے پر کچھ پروا نہین
خون بہا ہے منہ ترا وقت شہادت دیکھنا

فائدہ پہونچا ہمین جب کی بدی بدخواہ نے
اسکو کہتے ہین تال حسن نیت دیکھنا

ہو کے رسوا کی ہے الفت پہر بت بیمہر سے
دل پھنسایا دیدۂ دانستہ شامت دیکھنا

پردہ داری ہے گنہگارون کی آمرزش کا ہاتھ
اپنی نافرمانیان اور اوسکی رحمت دیکھنا

دے رہی ہین حکم اب غیرونکو وہ بیداد کا
ہمکو کرتے ہین عطا جلد وے خدمت دیکھنا

خلق مین ہمکو نہ کچھہ جانکا ہیون کا پھل ملا
کون پائے حاصل باغ ریاضت دیکھنا

جنکی آنکھین عیش وعشرت مین کہلین اے آسمان
اونکے حق مین ہے قیامت روز عسرت دیکھنا

پڑگیا کچھ کام جب رکھنے لگے کانونپہ ہاتھہ
آجکل ہین روشناس ایسے مروت دیکھنا

بٹگیا غم ایسا دل بہلا لیا احباب نے
رائگان جاتی نہین صاحب سلامت دیکھنا

خاکساری مین ہمیشہ سرفرازی ہے حبیب
پاس بہی آنے نہ پائے بوے نخوت دیکھنا

کسی مخلوق سے خالق ہے بنایا جاتا
اوسکا ثانی جو کہین ہوتا تو پایا جاتا

چھپ نہ سکتا کبہی ہرگز جو چھپایا جایا
تیرا جلوہ تو ہے ہر چیز مین پایا جاتا

تو بنائے جسے رحمت سے بگاڑی اوسی کون
پہر مین بدخواہ سے کسطرح مٹایا جاتا

باتین کہنے کی ہین سب گروہ نہ لیتے ترا نام
کوئی مردہ نہ مسیحا سے جلایا جاتا

یاد کر لیتے ہین معبود کسی حال مین ہون
نام تیرا ہے کہین دل سے بہلایا جاتا

ہوتی گر آپ سے امید نہ دلداری کی
سچ یہ ہے دل بہی نہ ہاتہون سے گنوایا جاتا

دیکھتا تو مجہے مین خواب مین جاتا تری پاس
ہوتا پہر ضعف کا احسان جو نہ آیا جاتا

راہ ہستی سے اگر منزل مقصود تہی دور
راستہ اور کوئی مجکو دکہایا جاتا

سخن حق جو زمانے کے موافق ہوتا
نہ کبہی دار پہ منصور چڑہایا جاتا

پوچھو عاشق سے غم عشق مین لذت کیا ہے
تلخ ہوتا تو نہ اس شوق سے کہایا جاتا

اپنے عشاق کا گر آپ کو ہوتا کچھہ درد
بے سبب روز مرا دل نہ دکہایا جاتا

ہین کہان اونکو مری یاد دلانے والے
ہان کبہی یاد جو آتا تو بہلایا جاتا

رات دن جیون نہین سوز محبت سے مجھے
شمع ہوتا تو فقط شب کو جلایا جاتا

ساتھہ غیرونکے وہ گلگشت کو نکلی ہی حبیب
آج تو راہ مین ہوتا تو اٹھایا جاتا

اب بھلا قابو مرے دلپر حسین پائینگے کیا
جلوہ فرما جس جگہ تو ہے وہان آئینگے کیا

ہم چلے دنیا سے کہدو نامہ بر جائینگے کیا
اب خبر دین موت کی پیغام پہونچائینگے کیا

جا چکے ہوش وخرد جب چارہ گر آئینگے کیا
ہم سنینگے اونکی کیا وہ ہمسے فرمائینگے کیا

ایک منزل ہے عدم کی ایک دم کا راستہ
آگے جانیوالے ہمسے آگے بڑہجائینگے کیا

مٹ نہ جائین داغ الفت کے ہٹھہ ایچشم تر
ان نشانون کے سوا ہم اونکو دکھلائینگے کیا

مرمٹے جو پوچہیے اونکا نہ اب نام ونشان
آپکو بہولے ہوئے مدت کے یاد آئینگے کیا

خوب واقف ہے میرے ہر حال سے میرا خدا
کاتب اعمال آخر لکہہ کے لیجائینگے کیا

پختہ کاران محبت کو نسمجہو بوالہوس
جو ہوا اچھا ہوا دل دیکے پچتائینگے کیا

ہین بہار باغ قدرت عارض پر نور یار
گل کہلین لاکھون مگر یہ رنگ و بو پائینگے کیا

سر مین اب کس کے ہی سیر باغ وصحرا کی ہوس
مردہ دل خوش ہونگے کیونکر جا کی بہلائینگے کیا

ہے فنا مین تیرے کشتون کے لئے لطف بقا
یہان مسیحا قم باذن اللہ فرمائینگے کیا

روکنے سے تیرے ناصح بڑہ رہا ہی جذب شوق
سالک راہ محبت ہم ہین باز آئینگے کیا

دم لبو پر منتظر ہے اونسے یہ کہدے کوئی
جان میری جب نکلجائیگی جب آئینگے کیا

دلکو اب باقی نہین عشق مجازی کی ہوس
دامن پاک اپنا ان خارون مین الجہائینگے کیا

گو شب ہجران بہت آزار دیتی ہے مگر
جان تو بجتہہ مین ہے ہم جیسے گذر جائینگے کیا

ہو سکا جنسے نہ جیتے جی کسیدم التفات
قتل کر کے مجکو وہ جلاد پچتائینگے کیا

یا وہ احمر ہو گر خون دل ہے ای حبیب
ساقیانِ بادہ پیما مجکو ترسائینگے کیا

کر کے طے راہ خرابات جہان دل ٹھہرا
شام کے وقت مسافر سر منزل ٹھہرا

کر کے طے بحر ہوس شیب مین کچھ دل ٹھہرا
کف دریا کی طرح سے لب ساحل ٹھہرا

سر پہ خود حضرت انسان نے اٹھایا وہ بار
کوئی مخلوق نہ جسکا متحمل ٹھہرا

چارہ سازونکو ہمیشہ رہی تسکین کی فکر
نہ ملا شاہد مقصد نہ میرا دل ٹھہرا

مہر عارض کی تجلی سے بہایخ کی طرح
آئینہ کب مرے چہرہ کے مقابل ٹھہرا

خلق مین دست و گریبان ہین عروج اور زوال
ایک حالت پہ نہ دو دن مہ کامل ٹھہرا

تیزی تصویر مین عاجز ہوا مانی خیال
اسکو جو دعوی اعجاز تھا باطل ٹھہرا

زندگی مین ہوا اوس شوخ کا ملنا دشوار
روح کو جامۂ تن پردۂ حایل ٹھہرا

چمن دہر مین دو روز شگفتہ رہے دل
اہل دنیا کی ریاضت کا یہ حاصل ٹھہرا

نہین آسان ہی برے وقت مین ثابت قدمی
پانون ٹھہرا بھی کسی کا تو بہ مشکل ٹھہرا

قید ملت نے نہ روکا مجھے آزادی سے
ایک دم ہو کے نہ پابند سلاسل ٹھہرا

قیس کی طرح سے سرگشتہ ہون ای بخت سیاہ
تو میری لیلی مقصود کا محمل ٹھہرا

نامہ جب اونکو لکھا سو چکے کچھہ چاک کیا
کوئی اسرار محبت کا نہ حامل ٹھہرا

راستی کب ہوئی مرغوب زمانیکو حبیب
جسنے حق بات کہی دار کے قابل ٹھہرا

نہ لیجے وبال اپنے سر پر کسیکا
بھلا فائدہ دل دکھا کر کسیکا

ترا عکس رخ پڑ کے گل پر ہنسا کیا
اتر والیا جیسے زیور کسی کا

رولاتا ہے عشق ۔

گیا بزم سے کون صورت دھ

کہے کیون نہ پاکر وہ بت حسن یوسف

بناوٹ کی تقریر رندون سے واعظ — پسیجے گا در

ہے آسان نکل جائے گر جان تن سے — جدا ہو نہ پہلو سے دلبر

وہ ہر بات پر آج ہوتے ہین برہم — اولٹتا ہے دیکھو مقدر کسی کا

بہت دکھہ دے تمنے عاشق کی دلکو — نہ سمجھے کہ ہے ناز پرور کسی کا

بنایا سلیمان کا ثانی گدا کو — ہما بن کے آیا کبوتر کسی کا

کجا حسن صورت کجا دلفریبی — ق — یہ منظر مقرر ہے مظہر کسی کا

کسی لب کو جان بخشیان کین کرامت — لیا ہوش جلوہ دکھا کر کسی کا

کوئی دلق تھا سلب طوفان کا باعث — بنا خلعت دار پیکر کسی کا

ہین اس دور مین دانہ زد اہل دولت
بنے کیا حبیب اب ثنا گر کسی کا

کیا بخت نے کیا بگڑ کر کسی کا — چھپا کب چھپانے سے جوہر کسی کا

چلے آپ اللہ رے بے نیازی — نہ دیکھا کہ قدمون پہ ہے سر کسی کا

کرور حسم سرمہ کا دنبالہ پوچھو — بہائیگا پھر خون یہ خنجر کسی کا

بلا وجہہ کرتا نہین کوئی خدمت — چلے کسطرح کام بے زر کسی کا

نہ سر ہے کوئی تیرے سودائی خالی — نہ دل تیرے قبضہ سے باہر کسی کا

وہ گل تیرے عارض ہین کہینگے برسون — مشام تمنا معطر کسی کا

ہے بہتر کسی کا
دن مین ہو روے انور کسی کا
بنا خال عارض پہ اختر کسی کا
جنکے
کرین خوف کیا وہ سخنور کسی کا
ہے یہ درگاہ عالم
بسا گاہ اوجڑا کبھی گھر کسی کا
مہر نے کو کوئی جگہہ ڈہونڈہتا ہے
کسی جا سے اوٹھتا ہے بستر کسی کا
تپان ہے کوئی بنکے دلسوز عالم
کوئی شاد ہے دل دکھا کر کسی کا
ہواؤ ہوس کا ہے پابند کوئی
علایق سے دل ہے مکدر کسی کا
کسی سر کی زینت ہے تاج سعادت
جہان مین لقب ہے ستمگر کسی کا
ملا جو وہ ہے حال مین اپنی بیخود
نہین زور یہان کچھہ کسی پر کسی کا

حبیب اپنے رہبر کا دامن نچھوڑو
سہارا تو ہو روز محشر کسی کا

نہ ہو سامنا اب ہمارا کسی کا
کہ ہم ذکر کرتے ہین تنہا کسی کا
کرے کیون نہ بے چین وعدہ کسیکا
قیامت ہے امروز فردا کسی کا
کبھی تیرے کوچہ مین رہنے نہ پایا
مرے دلپہ قابو جو ہوتا کسی کا
غضب کی ہے صاحب تمہین بدگمانی
قسم ہو گیا نام لینا کسی کا
سراپا بناہون مین تصویر حیرت
نظر مین ہے ہر دم سراپا کسی کا
نہ دو ہر گھڑی جھڑکیان عاشقونکو
بری بات ہے دل دکھانا کسی کا
تہہ بام ہین نقش دیوار عاشق
پری بن کے اترا ہے سایہ کسی کا

وہ خود مجھ سے صاحب سلامت نکرتے
ہوا ہو نہ ہو آج دھوکا کسی کا

غضب مین وہ چین برجبین آرہی ہین
کہین خون ناحق بہایا کسی کا

گلی کوچہ یون ہو کے رسوا نہ پھرتا
اگر سر مین ہوتا نہ سودا کسی کا

غضب ہے ہوا ہون مین نادیدہ عاشق
زمانے مین سن سنکے شہرا کسی کا

ہو بچپن مین کیا قدر بیتابی دل
تماشا ہے اونکو تڑپنا کسی کا

حبیب حزین سخت مشکل تھا جینا
نہوتا اگر کچھ سہارا کسی کا

دل مین داغ عشق یار مہ جبین پیدا ہوا
شکر ہے اس قصر عالی کا مکین پیدا ہوا

نفس امارہ نے اطمینان باطن کھو دیا
یہ ستمگر بن کے مار آستین پیدا ہوا

کیا عجب باہم ہوا گر ارتباط جسم و روح
درد سے پہلے مرا قالب حزین پیدا ہوا

مبداء قدرت سے حسن صورت آرائے ازل
اوسنے جب آئینہ دیکھا اک حسین پیدا ہوا

مژدہ اے نخل محبت کیون نہ دین ہمکو ملک
جس سے روشن ہی قمر وہ مہ جبین پیدا ہوا

دیکھکر روئے ضیا پرور ترا ای رشک مہر
دیدہ دل مین مرے نور یقین پیدا ہوا

لفظ ہستی کا نہ لکھا خامۂ ایجاد نے
عالم امکان مین جب تک تو نہین پیدا ہوا

ہو گئی زایل ترے دم سے سیاہی کفر کی
نام ظلمت مٹگیا مہر مبین پیدا ہوا

مظہر قدرت تجھے پاکر پکارے حق پرست
پردہ دار عرش رب العالمین پیدا ہوا

خاتم ہستی تھی مثل حلقۂ خاتم تہی
جب ہوئی نامی یہ جب تجسا نگین پیدا ہوا

دب گئی از خود نہ بھڑکی آتش قہر و غضب
جب سے تو ای رحمۃ للعالمین پیدا ہوا

معصیت کارونکی بخشش کا بہانہ ہو گیا
فضل خالق سے شفیع المذنبین پیدا ہوا

مے پرستونکو لگی ہے بادۂ کوثر کی چاٹ
تلخ کامونکو مذاق انگبین پیدا ہوا

فرش سے تا عرش ہے اک تہنیت کا غل حبیب
نفس پیغمبر امیر المومنین پیدا ہوا

جفا کر کے عاشق پہ کیا پائے گا
سمجھ لیجئے دل مین پچتائے گا

نصیحت ہوئی ناصح متقی بس
کہین یہانسے تشریف لیجائے گا

تکلف کی کچھہ حد بھی جان پر بنی ہی
مرے ہم تو گر یون ہی شرمائیگا

نہین جھڑکیان پھول جھڑتے ہین صاحب
سنین گے جو کچھہ اور فرمائے گا

کبھی اسکی تسکین بھی مدنظر ہو
کہانتک مرے دل تڑپائے گا

چلے دل دکھا کر میرا یہ تو کہیئے
کہ اب آپ تشریف کب لائیگا

الجھتا ہے دل رات تھوڑی ہی صاحب
کہانتک نبی زلف سلجھائیگا

نہ بگڑیگا کچھہ آپکا ایک دم مین
مین جی جاؤنگا گر ٹھہر جائے گا

نہ مانا کہا مہربان اب تڑپیے
کہین اور پھر دلکو الجھائے گا

حبیب آپ سودا کرین راہ حق کا
یہان دیجئے گا وہان پائے گا

سر ہے جبتک ترے سودائی کا
شور کم ہوگا نہ رسوائی کا

کھینچنا اوسکی خیالی تصویر
مشغلہ ہے میری تنہائی کا

لاکھہ ڈھونڈا نظر آیا نہ کہین
کیا ٹھکانا بت ہرجائی کا

دیکھو عشاق کے دلکی حالت
چھوڑدو شغل خود آرائی کا

دیجئے چشم بصیرت اسکو
دل تو ہو سیر تماشائی کا

چشم خونبار یم رحمت ہو
ابر دامن ہے تماشای کا

کیا خط و خال کی حاجت ہے جہان
حسن سرمایہ ہو زیبائی کا

سب عزیزون کی جدائی ہی ہو شاد
متمنی تری یک جائی کا

دیکھئے چہان کے خاک رہ دوست
سرمہ ملجائیگا بینائی کا

اونکے احباب سے رکھتے ہین نیاز
یہ ذریعہ ہے شناسائی کا

فیض ساقی کا ہون ہر دم مشکور
دل نہ توڑا کبھی صہبائی کا

چست خونریزی پہ باندہی ہی کمر
اور دعوی ہے مسیحائی کا

ہم بھی خاموش ہین کر لو بیداد
امتحان گر ہے شکیبائی کا

اونکو کروٹ بھی بدلنا ہے شاق
شور رہتا جنکی تو انائی کا

حفظ کی فکر نہین گہر مین ہی جنگ
خاتمہ ہو گیا دانائی کا

ہے رہ منزل مقصد ایدل
عیوض اوس بادیہ پیمائی کا

جو کہا خوب کیا تو نے حبیب
بس یہی حسن ہے گویائی کا

زبان سے ہجر کا کلمہ نہ گر ارشاد ہو جاتا
کوئی دم اور وقت واپسین دل شاد ہو جاتا

تمنا تھی لحد کی قید سے آزاد ہو جاتا
غبار اپنا تمہاری راہ مین برباد ہو جاتا

نہین دیکھا جسے کیا ہو گی اوسکی معرفت کامل
ہی صورت آشنا کب کور مادر زاد ہو جاتا

بگڑتا تھا نہ کچھ گر اک نظر تم دیکھتے جاتے
برآتین آرزوئین دل ہمارا شاد ہو جاتا

یہ کہتے ہین ترے نقش قدم سے مرہم دیدہ
سیہ خانہ غبار پاک سے آباد ہو جاتا

مسیحا منتظر تھی روح لب پر مین تو جی اٹھتا
زبان سے قسم کی جا کچھ بھی اگر ارشاد ہو جاتا

کمی کیسی نہ مسکین بھی جنون مین میری ممکن تھی
اگر ہر خار صحرا نشتر فصاد ہو جاتا

ملاتے بے مرے گر جام سے مینا کبھی میکش
لبون تک آتے آتے قہقہہ فریاد ہو جاتا

حبیب خوش بیان گر ایکدم بھی مطمئن ہوتا
زمین شعر پر شہر ارم آباد ہو جاتا

کرامت کا دعوی بجا ہو گیا
جو کچھ تمنے مونہہ سے کہا ہو گیا

تمہین دیکھتے ہی تھما جوش اشک
پھٹا ابر پانی ہوا ہو گیا

ہوا شیفتہ سنکے وصف جمال
مجھے بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

ہوا جان دینے سے یہ فائدہ
کہ حق محبت ادا ہو گیا

منور کیا دل غم عشق نے
مرا درد مجکو دوا ہو گیا

چھپا کب چھپانے سے افسانۂ راز
یہی تذکرہ جا بجا ہو گیا

تصور تری زلف شبرنگ کا
مرے حق مین کافر بلا ہو گیا

بتون کی محبت مین تڑپا یہ دل
کہ آخر کو قبلہ نما ہو گیا

بڑھاپہ جوانی مین بار گناہ
کہ پیری مین قامت دوتا ہو گیا

جلے خار در دو الم دلکے ساتھ
چلو صاف اب راستا ہو گیا

نظر آیا جلوہ ترا خواب مین
مرا بخت خفتہ رسا ہو گیا

شکایت کرونگا بتو حشر مین
خدا کا اگر سامنا ہو گیا

بنا آج کہتے ہین نائب حبیب
یہ میخوار بھی پارسا ہو گیا

جو حق تھا عبادت کا گرچہ نہ ادا ہوتا
فرمایا تھا جو تو نے وہ مین نے کیا ہوتا

کیون بھول کے رستہ کو آفت مین پھنسا ہوتا
کہو یا مجھے ہونے نے ہوتا نہ تو کیا ہوتا

کچھہ تمنے سنا ہوتا کچھہ مین نے کہا ہوتا
کیا اسمین بگڑتا تھا کام اپنا بنا ہوتا

پاس اوسکے پہونچتا مین گر بخت رسا ہوتا
دیوانون کی حالت مین رسوا نہ ہوا ہوتا

پہچان گئے سالک سیارون کی ہیت کو
گھٹتا نہ کبھی ان مین گر نور خدا ہوتا

سمجھے ہین قدیم اوسکو حادث ہی وجود اپنا
دریا سے نہ ملتا جو قطرہ نہ فنا ہوتا

حاصل نہ ہوا کچھہ بھی بیتابی و حسرت سے
کیا خوب تھا گر شیوہ تسلیم و رضا ہوتا

رندون نے عبث روکا اک لحظہ ٹھہرنا تھا
کیا کہنے کو تھا واعظ کہنے تو دیا ہوتا

کیا خوب کیا میرے درپے نہ ہوے ناصح
یہ عشق کا سودا تھا رکنے سے سوا ہوتا

تم آگئے دل ٹھہرا اسوقت یہ عالم تھا
چپ بھی نہ رہا جاتا کہتے تو گلا ہوتا

دنیا کو سمجھتا مین اک تل سے بھی کم رتبہ
جلوہ ترا آنکھون مین گر نور فزا ہوتا

جو شاہ ہمارے ہین آج اونکی وہ حالت ہے
مجبور نہ تھا کل تک جسطرح گدا ہوتا

ممکن تھا حبیب اب بھی منزل ہمین ملجاتی
ہر شخص نہ گا بوسے گر آبلہ پا ہوتا

سیماب وار ہوگا کشتہ نہ پیکر اپنا
ملنے پہ خاک مین بھی چمکے گا جوہر اپنا

ہے بادہ ولا سے لبریز ساغر اپنا
حامی ہے دوجہان مین ساقی کوثر اپنا

یان عیب پوش کب ہی زر مثل قلس ہاہی
رکھتے ہین لقد معنی دل ہے تو نگر اپنا

گردش کا کیا ہے شکوہ یکسان ہی دشت و صحرا
دیتا ہی دینے والا رزق مقدر اپنا

گر حسن ہی بیان مین تاثیر ہے زبان مین
ہر نکتہ رس جہان مین ہوگا مسخر اپنا

پہونچا دیا اگر اوس بلقیس وش کو نامہ
لیجائے گا ہما سے بازی کبوتر اپنا

ہو دلسا ناز پرور قابو سے جبکہ باہر
رکھے کوئی بھروسا دنیا مین کسپر اپنا

دشمن سے خوف کیا ہے حامی اگر خدا ہی
ہم کیون کرین مکدر قلب منور اپنا

کچھہ کم نہین ہے واعظ یہ ابتدا کی سختی
اوسکے کرم سے ہوگا انجام بہتر اپنا

ہر چیز مین ہے قدرت ہر شے ہی ایک صنعت
تو نے بنا دیا ہے عالم کو مظہر اپنا

یوسف کو جسطرح سے کنعان کا تھا تصور
آنکھون مین پھر رہا ہے اوسطرح سے گھر اپنا

جائیگی دل سے کیونکر کنتور کی محبت
اوس خاک سے بنایا خالق نے پیکر اپنا

ق

ہوتا تھا دل مکدر بیمہریون سے جنکے
کب ہی حبیب مصلح اونکے برابر اپنا

آج دانا کل کا غم کیون کھائیگا
ہوگا جو قسمت مین آگے آئیگا

ساقیا کب تک ہمین ترسائے گا
یاد رکھہ پھر دے گا جو پھر پائیگا

دل مین پنہان کیون نہ رکھین داغ مہر
جی اندھیری قبر مین گھبرائیگا

بیخبر داد و دہش مین کر نہ بخل
ساتھہ کیا لایا ہے کیا لیجائیگا

آ اگر آنا ہے اے وعدہ خلاف
تا بہ کے دلکو مرے تڑپائیگا

یاد رکھین ہے ستم پر جنکو ناز
کل یہ ہنسا اشک خون رلوائیگا

ہے خبر کسکو تلون آپ کا
آگے چلکر رنگ کیا کیا لائیگا

بن رہے ہین خود غرض حکام وقت
ق
اِن سے کیونکر داد کوئی پائیگا

کوہ کے پہلو مین ہین دل کیطرح ۲
یہ سمان بھی مدتون یاد آئیگا

سوچ رکھین دینگے ظالم کیا جواب ۳
منتقم جب سامنے بلوائیگا

ہے جہان مین راحت و غم بی شباب ۴
نیک و بد کا نام ہی رہجائیگا

جلد اوسلٹے گی بساط انبساط		کیا ہمارا صبہ خالی جائیگا	

شکر کر موجودہ حالت پہ حبیب
آگے جو کچھہ ہوگا دیکھا جائیگا

بھلا ہو جس کام مین کسی کا تو اوسمین وقفہ نہ کیجئے گا۔

خیال زحمت نکیجئے گا ملال ایذا نہ کیجئے گا

وہ مجھسے فرما رہے ہین ہنسکر ہمیشہ ملنے کی آرزو پر
ملال ہوگا محال شے کی کبھی تمنا نہ کیجئے گا

حباب ہے زندگی کا نقشہ کہان کا دن ماہ و سال کیسا
ہوا ہے یہ دم کا کیا بھروسا امید فردا نہ کیجئے گا

کیا تو ہے عشق حضرت دل لیا ہے سر پہ یہ بار مشکل
ہوا اگر مدعا نہ حاصل تو راز افشا نہ کیجئے گا

جو آپ آئین پے عبادت یقین ہے ہو جائے مجکو صحت
مگر برائے خدا یہ زحمت کبھی گوارا نہ کیجئے گا

جو اہل دنیا کے تھے مخالف ہوئے وہ دنیا کے اور نہ دینکے
سمجھئے اب خاتمہ ہے دین کا جو فکر دنیا نہ کیجئے گا

یہہ قاعدہ رسم و راہ کا ہے خیال دونو طرف ہو یکسان
کسیکو پروا نہ ہوگی جسدم کسی کی پروا نہ کیجئے گا

تعلق اہل جہان سے ہو گر تو رکھئے بیم و رجا برابر
سوا خدا کے کسیکے اوپر کبھی بھروسا نہ کیجئے گا

غزینہ ہے جوہر امانت کسی سے الفت ہو یا عداوت
اگر ہے کچھ غیرت سترافت تو راز افشا نہ کیجئے گا
بیان کی احتیاج ہے کب رہا ہے صرف ایکحرف مطلب
حبیب کا درد دل سنا سب اب اسکا چارا نہ کیجئے گا

بام پر آکر جو وہ ابرو کمان ہو جائیگا
ایک عالم کو مہ نو کا گمان ہو جائیگا

آکے اونکے جب کبھی ہمنے کیا اظہار عشق
ہنسکے بولے خیر اک دن امتحان ہو جائیگا

بر مین ہوگا شاہد مقصد بنا رہبر جو بخت
ناقہ لیلیٰ کا مجنون ساربان ہو جائیگا

ابتدائے عشق مین مطلق نہ تھا اسکا خیال
ایکدن افسانہ یہ زار نہان ہو جائیگا

کیا بھروسا کیون کسیکو دو کلید عافیت
ہوگی آفت گر مخالف راز دان ہو جائیگا

اکتساب فن مین کوشش چاہیئے اکدن یہ شغل
خلق مین وجہ حیات جاودان ہو جائیگا

صحبت احباب سے تھی دو گھڑی کی دلگی
یہ گمان کب تھا وہ ظالم بدگمان ہو جائیگا

ڈر خدا سے ہنس نہ اے آسودہ دل غفلت کے
ہر تبسم اوسکے دلکو اک سنان ہو جائیگا

دیکھنا حالت جو پہونچا جلوہ گاہ یار تک
دامن نظارہ کشت زعفران ہو جائیگا

اس طرف بھی اک نگاہ فیض اے جانبخش خلق
چارہ گر میرا ترا لطف نہان ہو جائیگا

خوف کیا گر دشت مین پھینکا ہمین بدخواہ نے
رحمت حق سے یہ صحرا گلستان ہو جائیگا

خاکسارونکو چھپا رکھیگی دامن مین زمین
بس یہ ہوتا ہے جو دشمن آسمان ہو جائیگا

دل کی استغنا نے بخشی ہے تکلف سے نجات
یان شریک ماحضر ہر میہمان ہو جائیگا

ہوتی ہے امیدواری کی بھی صاحب انتہا
تا بکے سنتا ہون آخر مین ہان ہو جائیگا

دیکھیو پچھتاؤگے دل دیکر تو نکوای حبیب
سودا تو معلوم ہے جیکا زیان ہو جائیگا

آکے خود لپٹی ہے مرگ ناگہانی دیکھنا
ہنسسے مُنہ موڑا اجل نے سخت جانی دیکھنا

آئینہ توڑا نہ بہایا اپنا ثانی دیکھنا
اونکا بچپن مین ہی یہ عالم جوانی دیکھنا

وقت پر دونگا طبیعت کی روانیکا ثبوت
سنگدل باتون مین ہو جائینگے پانی دیکھنا

اپنا جلوہ دیکھتے ہین سنکے قصہ طور کا
یا آلہی ان بتون کی لن ترانی دیکھنا

تو سہی رہجاے بت بنکر رقیب سخت جان
اونکی محفل مین مری جادو بیانی دیکھنا

صفحۂ دل پر ہے صورت یار کی اکچشم تر
ہو نہ بے رونق یہ شکل زندگانی دیکھنا

میری بیتابی کا چہرے پر اثر مطلق نہین
دردِ دلکو وہ سمجھتے ہین کہانی دیکھنا

کیا کہون مین کسقدر دلکو رقابت شاق ہے
اپنے سایہ سے ہی وحشت بدگمانی دیکھنا

ہم ہین غافل راتدن وہان فکر اسیقدر ہے
حُبِّ قومی اور شوقِ حکمرانی دیکھنا

اب مشرقیون مین نہین ہین پس نمک کیسی فہیم
ہین یہی بدنامئ دولت کے بانی دیکھنا

کرتے ہین برباد اپنا گھر ہم اپنے ہاتھ سے
انتزاعِ ملک و دولت کی نشانی دیکھنا

طالب کین پدر آکر بنے ہین معتمد
بدنصیبی اپنی اونکی کامرانی دیکھنا

جنکا دل غمخوار ہے اونکو مبارک ہو حبیب
مرگ سے پہلے ہماری نوحہ خوانی دیکھنا

قتل کرکے ایک نظر دیکھا نہین تڑپا کیا
یہ تغافل ہے ستم جلاد تو نے کیا کیا

زندگی بھر راہ مین دیکھا کیا تڑپا کیا
بعد مردن دیکھنے آئے بہت اچھا کیا

کیا کہون سودای زلف یار نے کیا کیا کیا
دربدر مجکو پھرایا جا بجا رسوا کیا

ہوتی شادی مرگ گر تشریف فرما ہوتی آپ
وعدہ کرنے پر یہ حالت تھی کہ مین تڑپا کیا

کشتۂ تیغ تغافل کو نہین اصلا گلہ
خوش رہو پیاری کیا جو کچھ بہت اچھا کیا

کی بہت کوشش مگر کچھ اسپہ بس چلتا نہین
وحشت دل لے زمانہ مین مجھے رسوا کیا

عمر بھر مین آج پایا لطف زخم دلکشا
اوسکی ناوک افگنی پر مرغ جان تڑپا کیا

یاد ایام گذشتہ آگئی جسدم مجھے
دیر تک زانو پہ سر رکھے ہوئے رویا کیا

سامنے غیرون کے بیتابانہ لوٹا خاکپر
راز میرا آج طفل اشک نے افشا کیا

قافلہ منزل پہ پہونچا اور مین حسرت زدہ
کیا کہون حال اپنی غفلت کا پڑا سویا کیا

کب سے ہے یہ عارضہ کیا دشمن جان ہو حبیب
کچھ علاج اب تک نہ تمنے وحشت دل کا کیا

دشت مین پہر نیکا سامان کبھی ایسا تو نہتا
یہ جنون دست و گریبان کبھی ایسا تو نہتا

لب پہ ذکر رخ جانان کبھی ایسا تو نہ تھا
وز پوشیدہ نمایان کبھی ایسا تو نہتا

وہ پریوش میرا مہمان کبھی ایسا تو نہتا
عشرت و عیش کا سامان کبھی ایسا تو نہتا

ہون مین ہم پہلوے جانان کبھی ایسا تو نہتا
درد دل کا کوئی درمان کبھی ایسا تو نہتا

یاد قاتل مین ہر ایک دیدہ دل خون رویا
زخم خندان مرا گریان کبھی ایسا تو نہ تھا

سر بکف مین ہون اگر تیغ بکف ہے قاتل
شکر ہی قتل کا سامان کبھی ایسا تو نہ تہا

رشک گوہر اسے لکہتا ہون اوسی غیرت لعل
شغل وصف لب و دندان کبھی ایسا تو نہتا

کیا صبا کاکل دلدار کی خوشبو لائے
غنچہ دل مرا خندان کبھی ایسا تو نہ تہا

خون کے آنسون ارو تا ہون دلکی باتون
جی کا میرے کوئی خواہان کبھی ایسا تو نہتا

کبھو دے زلف کیا درہم و برہم گلشن
دیکھہ غنچہ پریشان کبھی ایسا تو نہ تہا

دل ہی بیتاب ہے غیر سے شاید وہ حبیب
جوش وحشت کا مجھے مان کبھی ایسا تو نہ تہا

پھرسے بہت پہ نہ وہ رشک ماہتاب ملا
جگر کو داغ ملے دلکو اضطراب ملا

لقب ضعیف ہوا ناتوان خطاب ملا
تمہارے چھٹنے سے کیا خاک میں شباب ملا

مرے تڑپنے پہ نالے عبث ہین ازبخیر
اسیر زلفکو حصہ مین پیچ وتاب ملا

بدن کو سوز کلیجہ کو داغ دلکو درد
جو کچھ ملا ترے چھٹنے سے بیحساب ملا

اٹھا دیا تہا جسے آج کچھ سنا بھی اوسے
تری گلی سے نکلکر لحد کا باب ملا

جو پیکے بادۂ الفت گرمک کی خواہش کی
جگر برشتہ ملا ہمکو دل کباب ملا

جفا وجور مین ناز وادا مین صورتمین
وہ شوخ ساری حسینون مین انتخاب ملا

خط اونکا آیا پس مرگ خوبی قسمت
جواب نامہ کی جانامہ کا جواب ملا

مقرر ہوا اثر سوز عشق کا صیاد
کہ سیخ تیر پہ ہر مرغ دل کباب ملا

چھپی گنہ کی سیاہی سپید بالون مین
قصور خلد مین بچھڑا ہوا شباب ملا

جب آیا سامنے ڈوبا عرق مین غیرت سے
کبھی نہ رنگ رخ یار مین گلاب ملا

اگے جو خاک سے عاشق کی یہ سزا پائی
کہ داغ لالہ کو سنبل کو پیچ وتاب ملا

بھرا جو جام بلورین کہیرے ساقی نے
عیان ہوا مہ کامل سے آفتاب ملا

جہان مین نیک کو ہرگز امان نہین بد سے
کہلا یہ خار جو ہم پہلوے گلاب ملا

حبیب عزت وتوقیر ورزق بی منت
جہان مین عوض مدح بوتراب ملا

ایدل غم فرقت کا اظہار نہ کرنا تہا
گر ضبط نہ تہا ممکن جی سے ہی گذرنا تہا

مطلب یہ کہلا آخر دزدیدہ نگاہونکا
پہلو سے مرے اونکو دل لیکے مکرنا تہا

دریا ہی مین رہنا تہا قطرے کی طرح شامل
غافل نہ حباب آسا یہان تجکو ابھرنا تہا

کچھہ حال نپوچھو تم پیاری شب فرقت کا
مین کہہ نہین سکتا ہون چینا تھا کہ مرنا تھا

پوچھی نہ مری حالت دکھلا کے چلی صورت
آئے تھے اگر صاحب دم بھر تو ٹھہرنا تھا

کیسی ہے عطا تیری ابتک نہ ہوئی سیری
اکبار تو ایساقی ساغر مرا بھرنا تھا

سمجھے تھے وہ ایسا کب حیران ہین اعزا سے
دشوار بہت مجھہ سے بگڑے کا سنورنا تھا

کی قافلہ والون نے تقدیم زلیخا پر
جس چاہ مین یوسف تھی پانی نہ سی بھرنا تھا

ہاتھہ اوسنے جو رکھا ہی قدر تنکا مداوا ہے
ای زخم جگر تیرا مشکل ابھی بھرنا تھا

بیتابی سے ہون نالان ظاہر کئی سب ارمان
یار آیا تھا جب مہمان کچھہ دیر ٹھہرنا تھا

رکھنا تھا حبیب اپنے مالک پر نظر ہر دم
بیداد مخالف سے ہرگز نہین ڈرنا تھا

کام غفلت مین ہوگیا دل کا
نہ سنا تمنے مدعا دل کا

کیا دشمن کو بھی نہ آزردہ
اسقدر تھا پاس ہمکو دل کا

کون کرتا ہے کسکی ہمدردی
کون سنتا ہے ماجرا دل کا

درد نے کردیا تھی پہلو
خون آنکھون سے بہہ گیا دل کا

اہل دل ہے وہی زمانے مین
پاس جسکو ہو اک ذرا دل کا

پھر گئی بے سبب تمہاری نگاہ
ہوگیا خون بے خطا دل کا

ہجر مین اک غریق رحمت کے
ہے غم تازہ آشنا دل کا

مردہ ہے جو ہو نہ پیرو نفس
سخت مشکل ہے روکنا دل کا

اپنی وقت پسندیون سی مٹا
مانگے کس سی جو نبہا دل کا

زندگی تک تھے ساتھہ بیم و رجا
مٹ گیا آج وعدہ غدل کا

خود غرض اس کی قدر کیا جانین
پاس کرتے ہین باوفا دل کا

بخیۂ زخم تیغ یاس نہ کر
چارہ گر کام ہو چکا دل کا

چھوڑ دنیائے بی ثبات حبیب
ہے تقاضا یہ بارہا دل کا

رفیق بعد فنا عشق یار تک نہ رہا
اوٹھے یہ صاف کہ دل کا غبار تک نہ رہا

جو دل کے لینے مین تہا وہ قرار تک نہ رہا
بتونکا ظلم حساب و شمار تک نہ رہا

تمام کردیا کیا جلد دور مے ساقی
ہمارا آج تجھے انتظار تک نہ رہا

ہوا یہ موت کا حیلہ مری عبادت کو
وہ آیا اور دم احتضار تک نہ رہا

جنون کے ہاتھ سے باقی برائی نام کوئی
کہین ہمارے گریبانکا تار تک نہ رہا

یہ باغبان کو ہوئی کد کہ آشیانہ مرے
نشان بہی آمد فصل بہار تک نہ رہا

سزائے عشق یہین دی ہتون نے یہ جھگڑا
ہزار شکر کہ روز شمار تک نہ رہا

صبا کے جور سے اک ذرہ غبار مرا
سم سمند بت شہسوار تک نہ رہا

نہ پوچھی ایک نے مرقد کی سرگذشت افسوس
کوئی رفیق پہونچکر مزار تک نہ رہا

بلند قصر تھے ہمت کی طرح جنکی اونھین
فلک نے ایسا مٹایا غبار تک نہ رہا

سرور گھٹنے نپائے یہ لطف ہی ساقی
دوا ہے مے نہین جسدم خمار تک نہ رہا

غم فراق مین خون ہو کی چشم تر سے بہا
ہمارے پاس دل داغدار تک نہ رہا

دل حزین کو نہایت تہا جوش بیتابی
مگر پہونچ کے بت گلعذار تک نہ رہا

گھلا گنہ کی ندامت سے شمع سان صد شکر
تن ضعیف سزائے فشار تک نہ رہا

حبیب کاشکہ پہلو مین درد ہی ہوتا
دل حزین کا کوئی یادگار تک نہ رہا

کب دل مین دخل غیر کا سوہان جان نہ تہا
کسدن خیال یار مرا میہمان نہ تہا

الفت مین کوئی دل کے سوا رازدان نہ تہا
رسوا کریگا اسپہ مجہے یہ گمان نہ تہا

کہتا نہ اونکے سامنے کیون اپنا دردِ دل
مانند طفل اشک تو من میزبان نہ تہا

آئے کہان سے شیب مین دلجمعی شباب
اوسوقت اسپہ عمر گسستہ عنان نہ تہا

سینہ سے سوز عشق کے شعلے بلند ہین
یہ کوہ اسطرح کبہی آتش فشان نہ تہا

سب حال کہکے چارہ گری اوسپہ چہوڑدی
جس سے قریب میرا کوئی مہربان نہ تہا

رحمت کا جوش کہتا ہی کیون دربدر پہرا
کیا مکتفی تجہے مرا اک آستان نہ تہا

خم کردیا مثال کمان بار عشق نے
یہہ بوجہہ دیکہنے مین کچہہ ایسا گران نہ تہا

کسدن مجہے نہ یہہ سبکی ناگوار تہی
احسان کب عزیز دنکا دلپر گران نہ تہا

کہتے ہین لوگ دار عنا باغ دہر کو
شاید یہان کبہی کوئی دل شادمان نہ تہا

اوسنے دلائی ہین وہ امیدین حبیب کو
پہلے کسیکا جن مین سے نام ونشان نہ تہا

یہ خیال وضع تہا عمر بہر کہ عیان نہ راز درون ہوا
پہرے خاک ہونے پہ کوبہ کو پس مرگ جوش جنون ہوا

تمہین کیا جفاؤن سے ملگیا کہوا ایسے جور سے فائدہ
ہوئین خاک سیکڑون حسرتین دل ناشکیب کا خون ہوا

ترا دل معین نظر بنا ترا غمزہ موجد شر بنا
ہوا جو تبہ نہ وہ گہر بنا وہ فسان ہوا یہہ فسون ہوا

رہے شکل دیکہتے چارہ گر کہ ہتین ساری کوششین بے اثر

وہ سنبھالتے گئے جسقدر مرا حال اور زبون ہوا

ہمین لیچلی ہے قضا جہان ہی یقین کہ مورسے وہان

دم نزع آئے ہو جانجان یہ عجیب نیک شگون ہوا

تہا شباب یا کہ کوئی فسون وہ ہجوم شوق وہ جوش خون

جسے لوگ کہتے تھے ہے جنون وہی مٹکے صبر و سکون ہوا

دم ضبط خشم مین تہا دم جو ش حرص امین تھا

جو نظر مین نور یقین تہا سبب صفائے بطون ہوا

نہ سہام طعنہ سے کچھ ڈرا نہ خدا سے دلمین رہی حیا

کیا سجدہ بت کو جو بر ملا مجھے عشق راہ نمون ہوا

تہا حبیب طالع زشت مین اوگین خار غم میری کشت مین

تہا فساد اوسکی سرشت مین جو معین سفلہ و دون ہوا

ناصحا بس ورنہ دلکا حوصلہ بڑہجائیگا
ہر گھڑی کے چھیڑنیسے آبلہ بڑہجائیگا

گریہ ہین ایذا فراق یار کے سہتے رہے
اشتیاق وصل سے شاید گلہ بڑہجائیگا

ناز پرور نوجوانو دم نہ لو دہڑکا یہ ہے
تم پڑے رہجاوگے اور قافلہ بڑہجائیگا

مفت لے لینگے وہ دل ہرگز نہ تہا ایسا گمان
ہم یہ سمجھے تھے کہ قیمت سے صلہ بڑہجائیگا

نامہ و پیغام سے ہوتا ہی پیدا ربط ضبط
شکوے گہٹ جائینگے جب یہ سلسلہ بڑہجائیگا

دل بیتاب خون ہو کر نکل اڈے ہین اشک
دیکہیے پچتائیگا پہر جب راحلہ بڑہ جائیگا

عاشقون کو اپنے داد جان نثاری کچھ تو دو
واہ کہدینے سے انکا حوصلہ بڑہ جائیگا

یاس کا لشکر ہی دل مین ای شہ خوبان مقیم
دیکہہ کر از خود یہ تیرا داخلہ بڑہجائیگا

راہ مقصد کو سراب آسا سمجھلوای حبیب
جب قریب آئیگی منزل فاصلہ بڑھجائیگا

غم کرے جز مرے جمعیت دوران کسکا
خاک ہوکر بھی ہے ہر ذرہ پریشان کسکا

ایک مدت سے نہان رکھتا ہے ارمان کسکا
یا الٰہی دل بیتاب ہے خواہان کس کا

یہ بھی دو نقش ہین رفتار جہانکے ایدل
کسکی شادی غم اندوہ فراوان کسکا

ہے بلا خیز کہین روز قیامت ہی سوا
آج گھونٹیگی گلا تو شب ہجران کسکا

حسرتون نے پر طاوس بنایا تن کو
کیا کہین داغ عیان کسکا ہی پنہان کسکا

مستند کب ہے یہ عشرت پس قتل عشاق
سوگ رکھتی ہے تری زلف پریشان کسکا

دشت و صحرا مین حسین پھرتے ہین گھبرائے ہوے
آجکل خانۂ امید ہے ویران کس کا

لے وہ چھپ چھپکے جو آتا تھا گیا سوی عدم
تاک رکھین گے تری حاجب و دربان کسکا

یاد کسکی ہی جو اک لحظہ نکلتی ہی نہین
بنگیا ہے دل حسرت زدہ زندان کسکا

لطف ہی حضرت واعظ ہین آزادی مین
قید ملت کی کسے کہتے ہین ایمان کسکا

روح لیلی مری تربت پہ یہ چلاتی ہے
خاک مجنون سے بنا ہی تن بیجان کس کا

کہہ چکین وعظ تو واعظ سے یہ پوچھون کہ جناب
شکوہ تھا ہاتھ مین ساقی کے گریبان کسکا

معتکف ہونی پہ شہرت کسی ہوتی ہی حبیب
دیکھین دم بھرتے ہین مشہور سخندان کسکا

زلف کو رخ پہ ترے اوبت رعنا دیکھا
آج ہمنے سحر و شام کو یکجا دیکھا

رخ جانان مین فروغ کف موسیٰ دیکھا
لب جان بخش مین اعجاز مسیحا دیکھا

ہوئی امداد جنون جب تو نہ کیا کیا دیکھا
کبھی زندان مین بیٹھے کبھی صحرا دیکھا

آہ نے راز کو میرے کیا افشا دیکھا
تہا جو ہمدم وہی اب کرتا ہی رسوا دیکھا

ہمنے ساقی کی جدائی مین نہ بہولیسی کبھی
سر اوٹھا کر طرف ساغر و مینا دیکھا

حسرت دید مین دی جان تڑپ کر اوسنے
تمنے مڑ کر نہ سوے عاشق شیدا دیکھا

داغ جسمین کہ نہون دست فلک سی دو چار
ایک دل ہمنے زمانہ مین نہ ایسا دیکھا

مثل عشاق رہا کرتا ہی گردش مین مدام
اوس جوان کا فلک پیر کو شیدا دیکھا

سامنے سے ترے ہوتا نہین آئینہ جدا
ہو گیا محو جمال رخ زیبا دیکھا

پڑ گئی ہے دل سنبل مین گرہ الفت کی
جب سے اوس دلبر طرار کا جوڑا دیکھا

صاف کہتا نہین کیون دل کا ہی کیا حال حبیب
آئے جو وقت ترے پاس تڑپتا دیکھا

رنگ مین بو مین ثمر مین ترا جلوا دیکھا
تو ہی تو تہا نظر غور سے جسجا دیکھا

باغ و صحرا و جبل معدن و دریا دیکھا
ایک عشق رخ دلدار مین کیا کیا دیکھا

بہولے سب جب سے تمہارا رخ زیبا دیکھا
جو کچہہ اس عمر مین تہا ہمنے سنایا دیکھا

اقربا ترک وصیت سے پشیمان ہوئے
اوسکے کوچہ سے نہ اوٹہا مرا لاشا دیکھا

چشم مشتاق کو آغوش تمنا سمجھے
شکل دکھلا کے چھپے وہ یہ تماشا دیکھا

وائے قسمت کہ سوائے نگہہ گرم کبھی
ایکدن بہی نہ ترا لطف و مدارا دیکھا

ہو گیا صورت تصویر بحیرت نگران
جسنے اے آئینہ رو تیرا سراپا دیکھا

نہین معلوم کہ ہی کب سے روان چشمہ چشم
ہوش جب سے ہوا ہمنے اسے بہتا دیکھا

دلمین انکے تہا دہی کہدیا جو تو نے حبیب
سب زخود رفتہ ہین حال اہل ولا کا دیکھا

ملال آپسمین اسے دلبر ہمدمی سے ہو نہین سکتا
نگاہ کرمنہ خفا ہو یہ کسی سے ہو نہین سکتا

نہ بولین اون سے اگر ن یہ تو جیسے ہو نہین سکتا
کنارا دو گھڑی کی دلگی سے ہو نہین سکتا

کبھی عسرت کا حیلہ ملتجی سے ہو نہین سکتا
کبھی سائل کو بر جا یہ نہی سے ہو نہین سکتا

مرا بگڑا ہوا کام اور میرے درد کا درمان
کسی سے بن نہین پڑتا کسی سے ہو نہین سکتا

نہ ڈر رہتا ہے خلقت کا نہ دل مین خوف خالق کا
سوائے کبر و نخوت کچھ غنی سے ہو نہین سکتا

ہزارون جان بلب عاشق ہین اک معشوق بیوفا
نظر کرنا نگاہ سرسری سے ہو نہین سکتا

بلا زلفون کی لی سر پر عوض مین نقد جان دیکر
یہ سودا اک سوا میرے کسی سے ہو نہین سکتا

نہین ممنون کیون اہل توکل اہل دولت کے
گوارا ننگ محتاجی غنی سے ہو نہین سکتا

یہان بھی اور وہان بھی ہین وہی مالک وہی حاکم
جدا ہاتھ اپنا دامان علی سے ہو نہین سکتا

ہمیشہ ہے عدو کی عافیت نااہل کی صحبت
کوئی دل خوش بدونکی دوستی سے ہو نہین سکتا

حبیب مبتلا ایسا تحمل درد فرقت مین
کسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

شب کہ مطرب تھا شراب ناب تھی پیمانہ تھا
وہ پریوش کیا نہ تھا گویا کہ جو کچھ تھا نہ تھا

سوز دل سے لب پہ ہر دم نالہ بیتابانہ تھا
ہجر ساقی مین کسی پہلو قرار اصلا نہ تھا

جلوہ گر دل مین خیال عارض جانانہ تھا
گھر کی زینت تھی کہ زینت بخش صاحب خانہ تھا

کیا کرون اب مبتلا ہون آپ اپنے حال مین
دی تھی لعنت اسنے جب لب پر مرے شکرانہ تھا

شہرہ آفاق ہوتی میری از خود رفتگی
خیریت گذری کہ آنکھون سے تجھے دیکھا نہ تھا

فصل گلمین چھوڑتا مے دیکھکر ماہ صیام
کچھ جنون مجکو نہ تھا وحشت نہ تھی سودا نہ تھا

کیا کہون ڈر یہ ہے وہ لیلی ادا رسوا نہ ہو
ورنہ مجنون ہی بھی کچھ بڑھ کر میرا فسانہ تھا

ق

گر نزاکت مین نہ ہوتا مثل تار عنکبوت
خوب الفت سے زمانہ مین کوئی رشتہ نہ تھا

یون ضعیفی آگئی گویا ازل سے تھی ضعیف
اور شباب ایسا گیا جیسے کبھی آیا نہ تھا

ہے یقین عاشق تمہارا مر گیا ہو لو خبر
مینے کل دیکھا تھا جاکر حال کچھہ اچھا نہ تھا

ہم بار انگلیون تمہارا نام تھا ورد زبان
زخم دل پر ہاتھہ تھا لب پر گر شکوہ نہ تھا

بخت کی برگشتگی گذری ہی حد سے ای حبیب ؛
دیکھتے ہین اونکے تلوے جنکا منہ دیکھا نہ تھا

جبین پر کیون شکن ہی اے جان منہ ہے غصہ سے لال کیسا
ہزار باتین ہون ایک ہین پھر بھلا یہہ باہم ملال کیسا

نہین ہے اب تاب درد فرقت کہان کی عزت کہانکی غیرت
ہین مبتلا اپنے حال مین ہم کسیکا اسدم خیال کیسا

بتاؤ مجکو یہ کیا ہوا ہے یہ کون سا درد لادوا ہے ؛ ؛
یہ کیون میرا دم الجھ رہا ہے ہی خود بخود جی نڈھال کیسا

تمام عالم ہوا جو شیدا تو کچھہ تعجب نہین ہے اسکا
بت ستمگار تجکو بخشا خدا نے حسن و جمال کیسا

گنہ سے سیری ہوئی نہین ہے یہ کہتے ہین سب اجل قریب کر
قلق مین ہر دم دل حزین ہے کہ ہوگا اپنا مآل کیسا

یہ اوس ستمگر سے کوئی کہدے مریض فرقت کی اب خبر لے
ہین کٹ رہی زندگی کی گھڑیان کہانکا دن ماہ و سال کیسا

غضب ہے وان جو چین جبین پہ ہجوم غم ہے دل حزین پر

لہو کے دھبے ہین آستین پر ہی دامن اشکون سے لال کیسا

ہوس ہی ہر ایک جی کی جی مین ہوے جو عشق وصل کی خوشی مین

تمام شب گذری بے خودی مین جواب کیسا سوال کیسا ٭

جہان چھانا پڑا ہے کب کا فلک پہ وحشت کا اب ہی شہرا

کہانکا مغرب کہانکا مشرق جنوب کیسا شمال کیسا ٭

وہ مہر ہون مین ہوا جو طالع تو اک زمانہ نے خاک اوڑائی

چمکنے دیتے نہین ہین بدبین عروج کیسا زوال کیسا ٭

حبیب کر کے بتون کی الفت ابھی سے یہ ہجر کی شکایت

رہے گا اب حشر تک یہ جھگڑا یہان بھلا انفصال کیسا

شراب پی جان تن مین آئی الم سے تہا دل کباب کیسا

گلے سے لگجاؤ آؤ صاحب کہان کا پردہ حجاب کیسا

اب آؤ بھی برطرف تکلف نقاب کیسی کہان کا پردہ

جھکاے کیون ہو شرم سے تم عیان ہی رخ سے حجاب کیسا

بڑہا جو مین رکھہ کے عذر مستی کہا یہ ہنسکر چڑہا کے تیوری

ہٹو ذرا ہوش مین رہو جی سنبھالو دل اضطراب کیسا

مبارک ہو جو لیا ہے بھلا دو جو ہمکو دیدیا ہے ۔

جو ہو گیا اوسکا ذکر کیا ہے یہ دوستون مین حساب کیسا

بہار کے دن ہین کیا مزہ ہے شراب کا دور چل رہا ہے ۔

لگا ہے سبزہ چمن کھلا ہے برس رہا ہے سحاب کیسا

مین رشک مجنون ہون دیکھہ ادہر تو نہ لاصبا گلستانکی خوشبو
غبار کی ہے دماغ کو خوکہان کا عطر اور گلاب کیسا

وہ چشم کرتی ہے صید آہو ہین اتنے تیر مزہ ترازو +
پکار ہوگی یہ کل کو ہر سو کر یہہ ہے مشکناب کیسا

کبھی وہ مستی مین رنگ لائے کبھی کیا شاد مسکرائے
عجب طرحکے مزے اوٹھائے وصال کی شب مین خواب کیسا

نہ میل کر ساقیا یوہین دے پسند مجکو نہین کوئی شئے
جگر پہ چرکا لگے پیاپے کہان کا پانی گلاب کیسا

نہین ہے دوزخ کا دلکو کچھہ غم میری بہی سن ناصحا ذرا تھم
رحیم وہ پرگناہ ہین ہم عذاب کیسا ثواب کیسا

جو روز ہے رخ تو زلف سے شب ذقن ہے مانند چاہ بخشب
یہ حال ہے بیچینی مین یارب تو ہوگا عہد شباب کیسا

یہ دور ہے چشم سرمہ گونکا فلک سے اک قطرہ بحر خونکا +
جہان مین رنگ ہے فسون کا ہی مست ہر شیخ و شاب کیسا

حبیب ہین بندکام تیرے کہان ہین شاہ انام تیرے
نہین پہونچتے امام تیرے ہے بندۂ بوتراب کیسا

روح پرور وقت بدین ہی سبب بیداد کا	صید کا خون رہنما بنتا ہے خود صیاد کا
ای دل مضطر ٹھہر دار عنا ہے باغ دہر	ای زبان خاموش یہ موقع نہین فریاد کا
پند ناصح کی خلش بہتر ہے لطف عیش سے	حکم رکھتی ہین یہ باتین نشتر فصاد کا

عذر کیسا جب اجازت دیچکا پیر مغان
مین تو اب تک منتظر بیٹھا تہا اس ارشاد کا

کیون کمی کرتا ہی گر بیداد ہی منظور ہے
شاید اکدن یہ بھی ہو جاے وسیلہ یاد کا

دے نہ ایغافل متاع نیکنامی ہاتھ سے
پیش پا ہے راستہ تک عدم آباد کا

پہیرتے رہتے ہین جو ہر دم ضمیر مین قوی
لین ابہی کچہہ دن سبق لاتخلف المیعاد کا

آفرین عاشق کے دلپر ورنہ یہ فرقت کی آگ
ایکدم مین توڑ دے دم کورۂ حداد کا

دلکو ملتی تہی حباب عشق سے داد سخن
نکتہ سنجی حق یہ ہی حق تہا اوسی استاد کا

ایکسان رہتی نہین نادان ہوائے روزگار
دیکہہ لی قرآن مین افسانہ قوم عاد کا

ہوسکا جو کچہہ کیا وہ دست و بازوی حبیب
مین نہین خوگر ابہی تک غیر کی امداد کا

دیکہہ ٹھہر انظر آنے سے ترے دل کسکا
بنگیا قبلہ نما طائر بسمل کس کا

کون ہے تیرے سوا رازق و جواد و کریم
کبھی محروم پلٹتا نہین سایل کس کا

جلگئی میرے سوا کشت تمنا کسکی
ناامیدی سے بدلتا رہا حاصل کس کا

چاہیئے طالب عزت کو عزیزون ہی سے لوگ
یون ادب کرتے ہین افزون دامائل کس کا

پہر کہان آپ چہپین گے جو کہی داور حشر
آج پہچان لین سب کون ہی قاتل کسکا

مین ہون یا ترک ملاقات کی باعث ہین حضور
ہوگیا تازہ طریقہ جفا فاصل کس کا

بدر بنجاتا ہے اپنی ہی تئک دوسی ہلال
ہوا شرمندۂ احسان نہ کامل کس کا

ہم بھی ہین تم بھی ہو ای حضرت واعظ دیکہین
نیک انجام کرے خالق عادل کسکا

جمع ہین عاشق جانباز اشارہ کردے
دل ہے ان سب مین تری نذر کی قابل کسکا

ای صبا کون گل اندام چمن سے گذرا
تذکرہ کرتے ہین آپس مین عنادل کس کا

یہان تو اکثر یہ حسینون کا رہا دیوانہ
دیکھین محشر مین طرفدار بنے دل کس کا

چھوڑا یشیخ نکر فکر حبیب بے ہوش
کچھ خبر ہے تجھے ہشیار ہے غافل کس کا

بنھے گی اوس سے کیونکر ایجدا انجام کیا ہوگا
سنا ہے پھر خفا ہین کچھ کسی نے کہدیا ہوگا

زیادہ ہوتی جاتی ہے شب فرقت کی بیتابی
سحر سے مین اسی تشویش مین ہون آج کیا ہوگا

گذر ممکن نہین اسی سا کنان کوچہ دلبر
گئے تھے ہم بھی ملنے کے لیے تمنی سزا ہوگا

کوئی پہلو نہین ملتا ہے وعدے سے مکر جیکا
بھری وہ مجھ سے کہتے ہین اچھا کہا ہوگا

مزہ دیکھو کیا ہے قصد میخانہ کا زاہد نے
ٹھہر کر ہر جگہ کہتا ہے کوئی دیکھتا ہوگا

ادا مین اوس پریوشکی کہے دیتی ہین بچپن سے
قطعہ ۱ یہ چتون جانستان ہوگی یہ قامت فتنہ زا ہوگا

رہیگی راتدن اک عاشقون کی بھیڑ کوچہ مین ۲ کوئی دیوار سے در سے کوئی سر پھوڑتا ہوگا

گریبان جوش وحشت مین کوئی پھاڑیگا دامن تک ۳ جگر پر ہاتھ رکھے کوئی بسمل لوٹتا ہوگا

نشانہ سنگ طفلان کا بنیگا کوئی دیوانہ ۴ کسی کے قتل کا سب کی زبان پر تذکرہ ہوگا

ٹپکتا ہے مگر یہ رنگ جسکا حسن صورت سے ۵ جو سیرت بھی ہوئی اچھی نہین معلوم کیا ہوگا

اونہین جسبد نسے خط بھیجا ہی ہر دم یہ تصور ہے
اب اونکے پاس پہونچا ہوگا قاصد جلا ہوگا

خدا شاہد ہے ہمنے جتنے ناز اونکے اٹھائے ہین
زبان سے گو نہین کہتے مگر دل جانتا ہوگا

حبیب خستہ جان لے خود الفت کی سزا پائی
ذرہ پوچھو تو اس سے پھر کسیکا مبتلا ہوگا

گھٹیگی خواہشین ایدل تو حاصل مدعا ہوگا
ذرا یہ بھیڑ چھٹ جائے تو پیدا راستا ہوگا

ابھی تک مین تمہاری دوستی پر ناز کرتا تھا
نہ تھی امید یہ اغیار سے ہر دم گلا ہوگا

نہین امکان مین اپنے نتیجہ فکر و کوشش کا
وہی ہوتا ہے اکدن جو مقدر مین لکھا ہوگا

کہین گے اور کیا کاٹو گلے اپنے اسیرونکے
دم تکبیر ہر لب پر رضینا بالقضا ہوگا

جفا سہکر وفا کا دم بھرے ایسا زمانے مین
اگر ہوگا کوئی میرا دل صبر آزما ہوگا

کرینگے ایکدن بدنام یہ اہل غرض تمکو
کہے دیتا ہون مین دیکھو خفا ہوگے تو کیا ہوگا

خدا سے مانگ ایدل شرم کر بندونکی منت سے
جو حاجتمند ہے ہر دم وہ کیا حاجت روا ہوگا

جب آجائینگے آنکھین منتظر ہین جنکے آنیکی
وہ شب حیرت فزا ہوگی وہ دن عشرت فزا ہوگا

ہے چشم زاہدہ دریوزہ گر درویش کا کشتا
یہ مال وزر کہین بدنیتی سے ملگیا ہوگا

ترے احسان ہین لاتحصی سحر سے شام تک مالک
کسی بندے سے حق بندگی کیون کر ادا ہوگا

تصور مین ہون بیخود اوں سے کیونکر ہونگی دیدار نکہین
زبان سے حرف مطلب کسطرح یارب ادا ہوگا

مزا کیونکر ملے گا دانہ زد کو بذل نعمت مین
جو پس خوردہ ہے شب کا وہ سحر کو ناشتا ہوگا

نہ پایا ایک بھی تیرا شناسا سارے عالم مین
مین سمجھا تھا کہین کوئی تو صورت آشنا ہوگا

رسائی طبع کی اکثر دم فکر سخن دیکھی
نہین معلوم پر اپنا مقدر کب رسا ہوگا

حبیب اکثر کیا یہ قصد لیکن ہو نہین سکتا
کرینگے ہم بھی اب جو وقت کا جو مقتضا ہوگا

اونھین جو اپنی جفا کا خیال آجاتا
تو رخنہ خود عرق الفعال آجاتا

جو خواب مین نظر اون کا جمال آجاتا
ہمین فراق مین لطف وصال آجاتا

نکالتا فلک اکدن تو آزرو سے عروج
بقا کسی ہی بلا سے زوال آجاتا

شناے یار جو سنتا وہ سنگدل مجھسے
تو ایک آن مین زاہد کو حال آجاتا

بناتا بزم حسینانکو مصر کا بازار
اگر ادہر مرا یوسف جمال آجاتا

سنا تھا غیر سے جو تمنے کہدیا مجھسے
وگرنہ مفت دلون مین ملال آجاتا

بچایا سنگدلون سے حبیب نے پہلو
وگرنہ آئینہ دل مین بال آجاتا

حال اپنا خلق کو قصہ کہانی ہوگیا
عشق مین مرنا حیات جاودانی ہوگیا

خط مین جو وعدے کئے تھے اپنے اب انکار ہے
آپکا لکھنا بھی پیغام زبانی ہوگیا

کہتے ہو بے اعتنائی دوستی کی شان ہے
خوب غصہ بھی دلیل مہربانی ہوگیا

عیش مین اپنی سیہ کاری کا جب آیا خیال
کچھ نہ پوچھو شرم سے مین پانی پانی ہوگیا

خود غرض سمجھے دیا جان بازیکا یہ صلہ
واہ صاحب مین تو نذر بدگمانی ہوگیا

سیدھی باتون مین نکالا تمنے وہ حسن ادا
شش جہت مین شہرہ جادو بیانی ہوگیا

چرخ نے پنہان کئی کیا کیا حسین زیر زمین
نوجوانون کا عدو یہ پیر فانی ہوگیا

سنکے شہرہ دل کا آجانا بت بیمہر پر
میرے حق مین اک بلای آسمانی ہوگیا

خدمت خلق خدا ہے موجب عظمت حبیب
منصب شاہی طریق پاسبانی ہوگیا

بساط دہر پر پھر کیون بچھائے دام آز اپنا
کبھی سوچی اگر انجام تو اے حیلہ ساز اپنا

ہر اک تدبیر گویا فکر بہبودی دشمن تھی
کیا بیتابی دل نے غضب افشای راز اپنا

زبان تک حرف مطلب سا منے اونکے نہ لاتا تھا
تملق پر محمول ہوگیا عجز و نیاز اپنا

یہان اندوہ محرومی ہے برق خرمن ہستی
دکھاتی ہے کسی ای شمع تو سوز و گداز اپنا

سما سکتی نہین وہم و گمان مین بھی عطا تیری
کہان تک ہوگا دامان ہوس یارب دراز اپنا

کہا سب نے پریوش چھوڑ دی انسانیت تمنے
کوئی یون ہاتھ سے دیتا ہے حسن امتیاز اپنا

عجب حالت ہی خوش آتی نہین کوئی جگہ دلکو
تمہارے در سے پھرتا ہی نہین روے نیاز اپنا

ہوس ہی رہنما ہر دم در ارباب دولت کی
قناعت کہتی ہی بیٹھو خدا ہے کارساز اپنا

نکلکر آنکھ سے آنسو دکھا دیتا ہے مردم کو
یہ پستی ہے نشیب اپنا وہ رفعت تھی فراز اپنا

تجھے منظور ہو دینا تو یہہ کیا روک سکتا ہے
ذریعہ ہے حقیقت مین خداوند مجاز اپنا

ہوئی تب بزم ہستی انکی خوش خوئیسی عطر آگین
گلون نے وقف گلچین کر دیا جب امتیاز اپنا

ہوا آخر یہ طے دونون طرف الفت برابر ہے
تجاوز کر گیا جب حد سے ناز اونکا نیاز اپنا

حبیب مبتلا کو صبر نے کیا کیا تسلی دی
مصیبت مین یہی تھا ایک یار دلنواز اپنا

عقل پر پتھر پڑے الفت مین دیوانہ ہوا
دل جو اکمدت سے اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

کہہ گیا جو جی مین آیا اب سا دیوانہ ہوا
بوند مین کم ظرف کا لبریز پیمانہ ہوا

سچی باتون مین یہی ہوتا ہے قیامت کا اثر
تذکرہ میر اعجب دلچسپ افسانہ ہوا

بد نما سمجھا گیا پیوند استغنا و حرص
ننگ دلق فقر کشکول گدایانہ ہوا

رنگ خلعت سے دل شیدا مرقع بنگیا
یہ خدا کا گھر بھی اسصورت سے بتخانہ ہوا

مخرب بنیاد آسایش ہی رفتا جہان
بستیان اوجڑین کبھی آباد ویرانہ ہوا

جان ہی مول اوسکا ای عشق ہوا نی جان لے
نقد دل حسن یوسف ثانی کا بیعانہ ہوا

تیرہ بختی کی بلا سے یون نکلنا چاہیے
جسطرح سلجہا کے زلفون کو الگ شانہ ہوا

جذب دل یہ ہی اسے کہتے ہین باطن کی نمود
اونکے پرتو سے منور میرا کاشانہ ہوا

کیا شکایت اسکی صاحب اپنا اپنا رنگ ہی
غیر ہین ہم تمسے جب غیر دلی یارانہ ہوا

ملگئے دونون مین تھی جلنے کی قوت ایکسان
میل جنسیت سے جزو شمع پروانہ ہوا

اوسکی شان عالم آرائی یہ کی جسدم نظر
گوشۂ غربت مرا دربار شاہانہ ہوا

غالب خاکی مین ساقی تو نے پھونکی ہی یہ روح
قلقل مینا سے پیدا شور مستانہ ہوا

خوب ہی رنگ جوانی شیب نے کھویا حبیب
محو دلسے بھی خیال روے جانانہ ہوا

سر سے اونچا جب یہ سیلاب فنا ہو جائیگا
کہتے ہین نا آشنا ہر آشنا ہو جائے گا

ساز و سامان نذر طوفان بلا ہو جائیگا
نوح کی کشتی ہمارا بوریا ہو جائے گا

رنگ لائینگے کبھی نقش و نگار آرزو
اک نہ اکدن یہ چمن بھی جانفزا ہو جائیگا

سبکو ہی معلوم ہین دینے کے اوسکی لاکھ ہاتھ
ورنہ حاجت مند کیا حاجت روا ہو جائیگا

صبر لازم ہے جو زک دے پاکے قابو خود غرض
ایکدن حال اوسکا خود عبرت فزا ہو جائیگا

مہربان جب ہونگے وہ ہوگی نہ حاجت عرض کی
ہر اشارہ اپنا حرف مدعا ہو جائے گا

اب تو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین مثل نقش پا
یا مٹین گے یا مقدر رہنما ہو جائے گا

ہے وہ انسان جو بقائی نام کی کوشش کرے
ملکی دولت زیادہ گر تو کیا ہو جائے گا

جھک کے مل سب سے اگر ہے سرفرازی کی ہوس
بن پڑیگا گر یہ نسخہ کیمیا ہو جائے گا

بیقراری کو گریگی دور جب سچی کشش
مرغ دل خود طائر قبلہ نما ہو جائے گا

کر ریاضت اسقدر زنگ کدورت دور ہو
رفتہ رفتہ عامل خذ ما صفا ہو جائیگا

غیر کے سایہ سے بچکر چل طریق عشق مین
ورنہ یہان زہزن ترا خود رہنما ہو جائیگا

جو دیا ہے اوسنے اوسکا شکر کر دل سے حبیب
وجہ استغنا تجھے فضل خدا ہو جائیگا

بنا کے آئینۂ تصور جہان دل داغدار دیکھا

فراق مین لطف وصل پایا خزان مین رنگ بہار دیکھا

تمام کامون کا راستی پر ہمیشہ دار و مدار دیکھا

فساد طینت مین جنکی پایا ہر ایک صحبت مین خوار دیکھا

سنبھالا جسدن سے ہوش ہمنے وطن کو کل چندبار دیکھا

نہ کی عزیزون کی غمگساری نہ پھر کے اپنا دیار دیکھا

ہوے جو مانوس کجروی سے پھرے رہ صدق و راستی سے

نہ بیٹھے اکروزوہ خوشی سے نہ کچھ بجز انتشار دیکھا

ہے مہر اہل دول مین رنجش معاہدون مدام کاہش

نہ ہمنے پایا اسی کو بیغش نہ اوسکو کامل عیار دیکھا

بساط عیش و طرب ہے برہم یہ ہے نشیب و فراز عالم

پیادہ ہین اونکو دیکھتے ہم جنہین ہمیشہ سوار دیکھا

پڑی ہے پیچھے کچھ ایسی شامت مٹا رہے ہین نشان ثروت

بہت عزیزونکو بہر شہرت گنواتے اپنا وقار دیکھا

جمانتا جسوقت رنگ صحبت تہا نیک و بد مین بہی لطف خلت

مگر خزان آئی یا قیامت نہ پہول دیکھا نہ خار دیکھا

دل و جگر کو ہوا گوارا کہان سرور شراب ہستی

ملا کبھی اضطرار مین بہہ کبھی اوسے بیقرار دیکھا

گیا وہ دور سیاہ مستی رہا فقط نام مے پرستی

جو ضعف پیری مین آنکھ کھولی تو کچھ طبیعت پہ بار دیکھا

حبیب ہم ہم صفیر بلبل ہمیشہ تھے گلشن جہان مین
وفا کی خو بو ہو جسمین وہ گل نظر نہ آیا ہزار دیکھا

ہچکیان آنے لگین مین بیخبر ہونے لگا
خود بخود دلوا انتظار نامہ بر ہونے لگا

دور تک جانے لگی وہ لکے دھڑکنے کی صدا
فرقت قاتلین پہر ٹکڑے جگر ہونے لگا

دی اجازت نام لینے کی تو چل نکلے حضور
ذکر غیر و نکام یجان رات بھر ہونے لگا

دھو دو دامن کو تا کوئی گریبان گیر ہو
شور قتل عاشق شوریدہ سر ہونے لگا

فصل گل آتی ہے یا پیغام جانان آجل
جوش وحشت پہر مجھے دو دو پہر ہونے لگا

دیر مین کعبہ سے آکر گر پرستش کی تو کیا
شکر ہے اوس بت کے کوچہ تک گذر ہونے لگا

ہجر مین گلزار کا رہنا نہ راس آیا ہمین
شور مرغان چمن سے دردسر ہونے لگا

کوچہ الفت کی چالین ہمنے ساری سیکھ لین
عشق سا استاد جب سے راہبر ہونے لگا

روتی جاتی ہے شب عشرت تمہاری ساتھ ساتھ
دیکھلو صدمہ سے فق روے سحر ہونے لگا

یاد آیا پھر عدیل خوش بیان ہمکو حلبیب
رنج تنہای بڑہا مضطر جگر ہونے لگا

نہ نکلا منہ سے کچھ جبتک کہ دم لب پر نہین آیا
گئی جان پر زبان پر شکوہ دلبر نہین آیا

بنی جان پر مری گو کچھہ وہ بن ٹھنکر نہین آیا
ادا سے جب چلا حیرت ہے کیون محشر نہین آیا

بتا ای نرگس بیمار کیون پتھرا گئین آنکھین
اجل آئی تجھے یا قاصد دلبر نہین آیا

چنی افشان جبین پر موتیون کی حسن خوبی نے
پسینہ شرم سے ای گل ترے منہ پر نہین آیا

کہون کیا تم سے مر مر کے جیا ہون درد فرقت مین
مرے سینہ مین دم دو دو پہر اکثر نہین آیا

نجانے پر مرے وہ شوخ کہتا ہے محبت سے
کئی دن سے جفاؤن کا مری خوگر نہین آیا

جو چلتے چلتے لے لیتا خبر تیری نہ گھٹ جاتی
گلی تک تیرے اے قاتل تیرا خنجر نہین آیا

توکل نے دکھایا لطف شاہی کا گدائی مین
جو سرکش تھا ہمارے در پہ کب جھککر نہین آیا

بہار آئی گل اندامون نے پہنے ہار پھولونکے
مرا طوق و سلاسل لیکے آہنگر نہین آیا

حبیب رند مشرب نے نہ پی مے اوسکے ساغر مین
زبان پر جسکی نام ساقی کوثر نہین آیا۔

مائل خال رخ حور ہوا خوب ہوا
دلپہ جو داغ تھا ناسور ہوا خوب ہوا

ہوگیا میرے تڑپ جانے پہ قاصد برہم
اور زخمون سے بدن چور ہوا خوب ہوا

بڑھگیا حسن جو بکھرائے مونہہ پر گیسو
دن مثال شب دیجور ہوا خوب ہوا

سنگ رہ جانکے سر کو مرے ٹھکراتے ہو
آنے جانے مین یہ دستور ہوا خوب ہوا

میرے اٹھ جانے پہ غیرون سے وہ ہنسکر بولے
بزم کے پاس سے یہ دور ہوا خوب ہوا

بڑھگیا سوز جگر گھٹگئی طاقت دلکی
نالہ کرنیسے بھی مجبور ہوا خوب ہوا

مستحق دار کا عشق قد دلبر نے کیا
خلق مین ثانئ منصور ہوا خوب ہوا

مجکو محبوب جو دیکھا اونہین رحم آہی گیا
رنگ رخ شرم سے کافور ہوا خوب ہوا

شکر ہے میرے طرف سے نہ ہوئی کوئی کمی
ترک الفت اونہین منظور ہوا خوب ہوا

مین نے خود کہدیا جب چھپ نہ سکا عشق کا راز
تیرا دیوانہ جو مشہور ہوا خوب ہوا

خود نہین آیگا ہے وضع کا پابند حبیب
اونکی صحبت مین یہ مذکور ہوا خوب ہوا

توڑ کر دلکو مرے تیر سے پہلو ٹوٹا
نہ یونہین کیون قدر انداز کا بازو ٹوٹا

میرا منہ دیکھین گے حیرت سے سب اہل محشر
گر گرانباری عصیان سے ترازو ٹوٹا

محتسب ہوگا یہ پانی ابھی سب آب مضاف
مجھسے میخوار کا شیشہ جو لب جو ٹوٹا

تیرے ہر تار سے وابستہ ہے جان عاشق
موت ہی رشتۂ الفت جو کہین تو ٹوٹا

شرم کو دیکھکے شرمائی خزانکی سختی
دست بیداد سے کب برگ لب لو ٹوٹا

سر جھکا جب ہوا باعث وہ سرفرازیکا
کبھی تہہ کرنے سے طاعت مین نہ زانو ٹوٹا

نکرو دور نظر سے کہ ہون مانند شہ شک
سلسلہ اسکا ملاکب جو سر مو ٹوٹا

شب فرقت ہے ٹھہرتے نہین شعلی دلمین
تارہ ٹوٹا کہ مری آنکھ سے آنسو ٹوٹا

حفظ مین رکھتی ہے نرمی ستم ایجاد ونکو
نہ سر وہی کیطرح خنجر ابرو ٹوٹا

سب کو حیرت ہے کہ غائب ہوا کیونکر مرا دل
چاک سینہ ہے کہین اور نہ ہے پہلو ٹوٹا

شکر ہے بچگئے بدخواہ کے حملے سے حبیب
ہاتھہ بیکار ہوا کوئی نہ بازو ٹوٹا

نور سے تیرے منور اکجہان ہونے لگا
مہر عارض رشک مہر آسمان ہونے لگا

ابتدائے عشق مین شرط شکیبائی نتھی
کیا تحمل کا ہمارے امتحان ہونے لگا

تخم معنی کیلئے اچھی نہین یہ سرزمین
بوستان فکر تاراج خزان ہونے لگا

ہے گسستہ ناقہ لیلائے مقصد کی مہار
قیس قسمت کا مخالف ساربان ہونے لگا

خشک ہے کشت تمنائے چمن آرائے نظم
خارزار فکر باطل گلستان ہونے لگا

عندلیب باغ کو ہے کنج تنہائی نصیب
زاغ اسود بلبل ہندوستان ہونے لگا

جس ستمگر کو مرے عہد وفا پر نار تھا
ہے یہ قسمت کی کجی وہ بدگمان ہونے لگا

کھکے دلکی آرزو خود کر لیا ہمنے عدو
جب ذرا ہموار اونکا پاسبان ہونے لگا

ہو گئے رسوا خدارا چھوڑ دو بیداد کو
ہر طرف سے اب تو شور الامان ہونے لگا

پڑگئی ہے دلمین جسکا فرکے رخشش کی گرہ
منتون سے وہ بھلا کیون مہربان ہونے لگا

ہو چلا ہی ہر طرف شہرہ تمہارے حسن کا
ابتو اکعالم ہمارا ہم زبان ہونے لگا

شک تہا چہرہ پکا تغیر دیکھکر ہمکو حبیب
ورد الفت ابتو باتون سے عیان ہونے لگا

ردیف بائے تازی

قاصد ہنوز لیگئے نہ خط کا پھرا جواب
جان آئی لب پہ زیست نے ہمکو دیا جواب

کالی ہے عمر شغل شراب و کباب مین
ہے خوف حق کو روز جزا دینگے کیا جواب

سائل زکوۃ حسن کے بیٹھے ہین دیر سے
ای شاہ حسن کچھ نہ ابھی تک ملا جواب

جادو بیان فکر لب و شیرین زبان ہین وہ
ہر اک کو بات بات مین کرتے ہین لاجواب

انداز مین ادا مین ملاحت مین حسن مین
ہوگا جہان مین نہ کوئی آپکا جواب

طرز جفا مین وہ ہین زمانے مین بے نظیر
کوئی نہین طریق وفا مین میرا جواب

پڑہکر نیاز نامہ کو دین اوسنے گالیان
بہیجا مرا سلہ کا ہمارے نیا جواب

دیتی ہے سیر ہوکے یہ آواز آسیا
ہے اوسکی ذات رحمت و بخشش مین لاجواب

دینگے دعائین پہول پلا گل کی فصل مین
للہ بے زرونکو نہ دے ساقیا جواب

آئی ہے لب پہ جان دم رحلت قریب ہی
بس انتظار کی ہوئی حد آچکا جواب

گذری نہین ہے وعدہ کی ساعت ٹھہر حبیب
آجائینگے وہ خود ہی کو ئید م مین باجواب

ساقیا شاق ہے یہ پیش و پس جام شراب
دل مین رندونکے ہے یکسان ہوس جام شراب

سیرنیت تھی دم دسترس جام شراب
توبہ کرتے ہی ہوئی پھر ہوس جام شراب

موسم گل مین ہو گر دسترس جام شراب
پی ہی جاؤن نکرون پیش و پس جام شراب

ساقیا کہتی ہے دلسے ہوس جام شراب
رہیئے میخانہ مین بنکر مگس جام شراب

دور کے ساتھہ چلا قافلہ ہوش و خرد
بنگئی قلقل مینا جرس جام شراب

فصل گل خوب ہی ساقیکو کرم سے گذری
نرہی دلمین ہمارے ہوس جام شراب

ذوق رغبت سے بدل دیتا ہی نفرت دلکی
شکل زنبور عسل ہے مگس جام شراب

ڈالدے جان تن خاکیمین ہی ساقی دمسیح
دم مین ہو قلقل مینا نفس جام شراب

میکشی مین ہو جو وہ ترک نظر مائل صید
قید کرلے بطمے کو قفس جام شراب

بزم سے جب وہ اوٹھین غدر شگون بدہو
چھلکے ساغر تو کہین سب عطس جام شراب

بنکے ساقی روش باغپہ بیٹھا ہے وہ ترک
آج شہگام چلے گا فرس جام شراب

دور دیتا ہے وہ سرہنگ تو کہتے ہین رند
دیکھو کاوے پہ لگا ہی فرس جام شراب

مانگتے جائین نہ کیون رند ہے دست ساقی
در توبہ کیطرح بازپس جام شراب

کیفیت کیا جو بھرے دل ہی نہ میخوارونکی
ہوتی ہے یہ غرض بازپس جام شراب

عہد و پیمان کا ہو اک شاہد عادل ساقی
منہ سے جو کہتا ہے لکھدے وہ پس جام شراب

تھوڑی می بدلی گرزک کی بھی مجھے دی ساقی
ذائقہ منہ کا بدلنے کو پس جام شراب

ہو گیا دور و تسلسل مین تناسخ کا ثبوت
باکم و کیف دم بازپس جام شراب

تنکے چنواتی ہے مہر لب میگون جنکو
سمجھے ہین خط شعاعیکو خس جام شراب

ایسی تدبیر بتا ہمکو بھی اے زاہد خشک
کہ ہو ابرو ہوا مین ہوس جام شراب

عبرت آگین ہے یہ فریاد شکست ساغر
کون میخانہ مین ہے داد رس جام شراب

عود کرتی ہے جوانی کی حرارت دلمین
ہے بجا پیر کرین گر ہوس جام شراب

لیچلا کھینچ کے ہمکو سوئے میخانہ حبیب
جرم توبہ کی سزا ہین عسس جام شراب

مہر والفت سے ہے آل تہذیب
خاکساری ہے کمال تہذیب

ہے وہ آرایش حسن باطن
جسکو کہتے ہین جمال تہذیب

کم نہین مردمک چشم سے کچھ
رخ انسان پہ خال تہذیب

آج کل ہم مین اگر سچ پوچھو
شکل عنقا ہے مثال تہذیب

کبھی ہوتا نہین بدوضع کا خوف
ہے عجب جاہ و جلال تہذیب

رخنہ کرتا ہے متانت پیدا
دل مین آتے ہی خیال تہذیب

اپنے مطلب کا جہان کچھ ہو لگاؤ
نہین رہتا ہے خیال تہذیب

قوم کا اپنے نہ گھٹتا وہ عروج
ہو نہ جاتا جو زوال تہذیب

جام جم سے ہے کہین پر تمکین
بزم خلت مین سفال تہذیب

اسکا خون کرتے ہین جو ناحق کوش
اون کی گردن پہ وبال تہذیب

مردہ قومون کے لئے آب حیات
بنتا جاتا ہے زلال تہذیب

بدر بنجائیگا چندے مین حبیب
حق نے چاہا تو ہلال تہذیب

تری جفا کے سوا ہے مری وفا کا سبب
مری وفا ہے مگر تری جفا کا سبب

ہمیشہ ہے مری بیچارگی کا پاس اوسے
ہوئی شکستہ دلی رحمت خدا کا سبب

تباہ کرتی ہے خودبینی و خود آرائی
ہے عجب جاہ چشم فقر اغنیا کا سبب

خدا کو بند و نپہ حجت تمام کرنا تھا
ہوا ہمیشہ یہ ترسیل انبیا کا سبب

جدا نہین ہے کبھی بحر سے نمود حباب
تری بقا نہو کیونکر مری بقا کا سبب

نہین جو دلپہ موثر کوئی سخن واعظ
بُرا نہ مانئے حضرت یہ ہے ریا کا سبب

حسد عزیزونکو ہوتا ہے کامیابی پر
ہے پیشتر یہی بیداد اقربا کا سبب

ترے جمال کا پرتو ہے داغ الفت مین
ہے نور مہر مبین ماہ کی ضیا کا سبب

نہوتی اتنی جسارت جو آپ رکہتے خیال
کہین حضور سے کیا عرض مدعا کا سبب

کسی سے شرم ہو کیا جب خدا سے شرم نہین
کچہہ اسمین شک نہین ایمان ہی حیا کا سبب

وہ اپنے وقت پہ آتی ہے ٹل نہین سکتی
ذرہ سی بات بھی ہو جاتی ہے قضا کا سبب

بقا کے بعد فنا ہے فنا کے بعد بقا
بقا مین کسلئے مضمر نہو فنا کا سبب

کریم جلد بتا دے حبیب کو وہ راہ
مدام دار عنا مین ہو جو غنا کا سبب

حشر کے دن بھی نہ پاس آئیگا ڈر سے آفتاب
خوب واقف ہی مرے سوز جگر سے آفتاب

ہجر کے صدمہ سے آنکھون مین جہان تاریک ہے
چھپ گئے تم ہو گیا پنہان نظر سے آفتاب

بام پر وہ مہروش ہی راہ مین مین محو دید
کیا کشش ہے بندہ گیا تا زنظر سے آفتاب

سینۂ پر داغ پر پھٹ کر گریبان آگیا
چاند نکلا ہو گیا پنہان نظر سے آفتاب

وصل کی شب باتون باتون ہی مین ہو جاتی ہی صبح
کیا نکل آتا ہے کچھ پہلے سحر سے آفتاب

تربیت سے جرم اصلی مٹ نہین سکتا کبھی
کھو سکا دہبہ نہ دامان قمر سے آفتاب

ہون مین اک آئینہ عبرت سپے اہل نظر
دیکھہ غافل کہہ رہا ہے ہر بشر سے آفتاب

تم مرے گھر آئے مین ششدر ہون اوسکی شان سے
آج نکلا ہے خدا جانے کدہر سے آفتاب

آجتک اس صبح کا آنکھونمین پھرتا ہے سماں
گھر سے وہ نکلے ادہر نکلا اودہر سے آفتاب

مین چھپاکر سوز دلکو گرچہ پیتا ہون کبھی
جہانکتا ہے زخنۂ دیوار و در سے آفتاب

وقت رخصت رخ تہا سوئے کوچۂ جانان حلیب
حال پوچھو چلکے پلٹا ہے سفر سے آفتاب

افسوس جارہی ہے جوانی گیا شباب
اب خلد مین ملیگا یہہ بچھڑا ہوا شباب

بیچین کررہا ہے دلون کو ترا شباب
ایسا کسی کا کب ہوا حیرت فزا شباب

کیون ہو نہ سیر بیعت پیر مغان سے دل
کیفیتین تھین رندی و مستی کی تا شباب

گذرا وہ وقت چھوڑئے بچپن کی شوخیان
پڑہ لیجئے رسید کا خط آگیا شباب

جب سے ہوے جوان معیشت کی فکر ہے
سودا تہا سر مین عشق کا جب تک رہا شباب

رکھی حزین فراق کے صدمون سے جان زار
تمنے ملایا خاک مین اے دلربا شباب

پیری مین آہی جاتی ہے کچھ کچھ صلاحیت
ہے وقت امتحان ثواب و خطا شباب

دیکھا نہین زمانہ مین ایسا غرور حسن
ہے آپ کی نرالی جوانی نیا شباب

کہتا ہے دل یہ جھیل کے پیری کی زحمتین
اک سلطنت ہے آئے اگر دوسرا شباب

ساقی نے پھونکدی ہی بدن مین وہ تازہ روح
دہوکا ہے دلکو شیب مین پھر آگیا شباب

قامت جہکا جو بار الم سے تو کیا عجب
جینے کا کچھ مزہ نرہا چل بسا شباب

غفلت مین مفت ہوگئی آخر بہار عمر
کرنیکے کام کچھ نہ کئے کہو دیا شباب

نکلی ابہی نہ پوری تمنا کوئی حلیب
پیری بھی آئی گذری جوانی گیا شباب

گل پہ شیدا ہوگئی دیوانہ بن مین عندلیب
نام میرا لیتی ہے ہر دم چمن مین عندلیب

آگئی کس سرو رعنا کے گل عارض کی یاد
بنگئی از خود زبان میرے دہن مین عندلیب

زلف مشکین مین لگایا گل کا طرہ یار نے
کیون نہ اب تنکے چبھے دشت ختن مین عندلیب

ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہے
آج صدر آرا ہے مرغان چمن مین عندلیب

عطر گل ملکر نہ زیب بزم ہو ایشمعرو
جنکے گل ہین عالم غربت مین ہم پہلو خار

وہ اعزا ہین گلستان وطن مین عندلیب
موسم گل دیکھکر ایسا خوشی کا جوش ہے

اب نہین پہلے سمالی پیرہن مین عندلیب
دیکھین کب آئے ہمارے باغ مقصد مین بہار

ابتو ہے ہر آرزو کے چمن مین عندلیب
ساتھ رہنا نوحہ خوان میر اجنازہ جب اوٹھے

لپٹی ہوگی چادر گل بھی کفن مین عندلیب
لے بہار آئی بنا اب شاخ گل پر آشیان

رہ چکی ہے مدتون رنج و محن مین عندلیب
ہین چہکنے کے یہ دن اور نغمہ ہائی شوق کی

درد دل کہتی تہی تو دیوانہ پن مین عندلیب
سنکے یہ حیران نہ ہوتے کیون نواسنجان دہر

بنگئے ہین زاغ بستان دکن مین عندلیب

ق

مستند رنگین مقالی اوسکی ہوگی اے حبیب
خوش بیانی سے بنے جو اہل فن مین عندلیب

ردیف بائے فارسی

ہجر مین وصل کی دی دلنے خبر آپ ہی آپ
جسطرف غور کیا آئے نظر آپ ہی آپ

پاس آنے وے نہ یہ سود امید مین امان
دور ہو جائیگا سب خوف ضرر آپ ہی آپ

میری تقدیر کی گردش کا تماشا دیکھو
پھر گئی چاہنے والون کی نظر آپ ہی آپ

عمل صانع مطلق کی صدف شاہد ہے
قطرہ بنتا نہین دریا مین مگر آپ ہی آپ

کوئی بیمرفہ اگر بوئے گا تخم نیکی
ہاتھ آئینگے ریاضت کے ثمر آپ ہی آپ

امتحان کی ہی جگہ کہتے ہین دنیا جسکو
فاش ہو جاتے ہین یان عیب و ہنر آپ ہی آپ

ہے بشر فاعل مختار نکوئی و بدی
پیش آجاتے ہین سب نفع و ضرر آپ ہی آپ

دوستی ہو کہ عداوت نہین رہتی پنہان
دلکی ہو جاتی ہے ہر دلکو خبر آپ ہی آپ

قطعہ ۱

پھیل جاتی ہے کسی قوم مین تہذیب جہان
سیکھ لیتا ہے ہر اک علم و ہنر آپ ہی آپ

۲

ہے اسیطور پہ افعال ذمیمہ کا رواج
کارگر ہوتا ہے صحبت کا اثر آپ ہی آپ

بہرے کان کسینے نہین کچھ اسمین کلام
یون پلٹتی نہ کبھی اونکی نظر آپ ہی آپ

روح پر ہوتی ہے خود ہیبت حق کی تاثیر
دل ہلا دیتا ہے اللہ کا ڈر آپ ہی آپ

ہو گئی مشترک اغراض مین جب خود غرضی
روکے لاکھہ بپا ہوتا ہے شر آپ ہی آپ

حصن آہن مین بھی ہو گر کوئی آزاد خیال
توڑ لیتا ہے وہ دیوار مین در آپ ہی آپ

اپنی باتون مین کرے غیر کا مطلب جو ادا
اوسکو ہو جاتی ہے ہر دلپہ ظفر آپ ہی آپ

یہہ بھی پاتا ہے شرف قطع منازل کر کے
ماہ نو ہو نہین سکتا ہے قمر آپ ہی آپ

تم کرو فکر سخن چھوڑ کے افکار حبیب
کیا عجب قدر کرین اہل نظر آپ ہی آپ

لائین تشریف لحد پر جو پس مردن آپ
کیجئے گا نہ کہین بہر خدا شیون آپ

سہہ کے صدمے بھی غم عشق سے نیت نہ بھری
عیش و راحت کی بنے مفت مین دشمن آپ

ائے درنگ وہ اودہر پانسے بڑہا دست نظر
صف مژگان کیطرح مٹنے لگے چلمن آپ

نہ بہڑکتی کبھی پہر دیکھئے عارض کی چمک
مارتے آتش گل پر نہ اگر دامن آپ

کہنے سننے کا اثر چارہ گر و کیا ہوگا
رام ہو جاے دعا دو وہ بت پرفن آپ

بدگمانی سے جفا کر کے وفادارون پر
خیر خواہونکو بتاتے ہین عبث دشمن آپ

فائدہ خوف جہنم کا دلا کر واعظ
غضب حق سے لرزتے ہین یہ تر دامن آپ

یون مری آنکھون مین ہوتا نہ زمانہ تاریک
منہ چھپاتے جو نہ دکھلا کے رخ روشن آپ

ستم ایجاد چھپا ہے کہین خون ناحق
جسطرف جائیگا کہدی گی تری چتون آپ

سچی ہوتین نہین ارباب غرض کی باتین
بے سبب ہوتے ہین ہر ایک سے کیون بدظن آپ

روکنے سے نہین رکتی ہی کبھی تیغ قضا
ہیچ ہے منہ پہ اگر لین سپر آہن آپ

عشق کی راہ مین کھٹکا ہے مجھے حضرت دل
نہ بنین راہبری کر کے کہین رہزن آپ

یہ زمانہ ہے سمجھ بوجھ کے ملنے کا حبیب
کسی موقع پہ نکر جائین نہ ملا پن آپ

ہر اک عروج حکومت ہے دوپہر کی دھوپ
ہمیشہ رہتی ہے دولت کی چھاؤن کب ملتی دھوپ

جہان ہو طور تجلی اوٹھائین گروہ نقاب
جلے ابھی ورق زر کی طرح ساری دھوپ

نہین قرار ہے اوس مہر وشکی الفت مین
خیال کسکو ہے سایہ کہان کا کیسی دھوپ

تم آکے سامنے غرفہ مین بیٹھ جاؤ اگر
بنے ہمارے لئے چاندنی سی ٹھنڈی دھوپ

زمانہ کھوئیگا جب زنگ تیرہ بختی کا
طلا بنائیگی آہن کو یہ سنہری دھوپ

فلک کریگا ستمگر سے بھی وہ بیمہری
بنے گی خرمن عیش عدو کو بجلی دھوپ

عروج ہے شہ خاور کو خاکساری سے
غرور ہوتا اگر کیون زمین پہ پڑتی دھوپ

سہانے وقت ہین ایدل دم طلوع و غروب
سمان دکھاتی ہے قدرت کا ہیمی ہیمی دھوپ

جو قوم آج ہے پستی مین کل تھا اوسکا عروج
کسی جگہ پہ ٹھہرتی کبھی نہ دیکھی دھوپ

یہ عارضی ونکا ہے مہر اور وہ ہی پر تو مہر
خدا کی شان ہی دیکھو تو کتنی سمٹی دھوپ

حبیب آگئی پیری سفید بال ہوے
اٹھو بلند ہوا آفتاب پھیلی دھوپ

ردیف تائے مثناۃ فوقانی

اکدن خیال یار رہا تھا تمام رات
روشن تھی شمع داغ تمنا تمام رات

درد جگر سے خواب نہ آیا تمام رات
تڑپا تمام رات کراہا تمام رات

لکھی ثنائے زلف چلیپا تمام رات
ظلمات مین پھرا مین اکیلا تمام رات

کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
اس زلف کی قسم نہین سویا تمام رات

اوس مہروش کے نور سے روشن تھی بام و در
گھر مین تھا میرے دنکا اُجالا تمام رات

وہی جان مریض عشق نے آخر دم سحر
آیا نہ جب وہ رشک مسیحا تمام رات

اللہ رے حسن تار و پہ افشان ہی خندہ زن
ہنستا ہی چاند کو رخ زیبا تمام رات

پھیلے جہان مین نافۂ مشک ختن کی بو
سوئین جو آپ کھولکے جوڑا تمام رات

کی خوب ساتھ ساقیٔ مہوش کی میکشی
بر مین رہی عروس تمنا تمام رات

ہے لب پہ جان زار تمہارے فراق مین
غش ہی تمام دن تو ہے سکتا تمام رات

خود بوئے گل تھی بلبل باغ شباب یار
تھی سیر صنعت چمن آرا تمام رات

دل مین جو اوس قمر کا تصور بندھا حبیب
بستر سے اوٹھ کے صحن مین ٹہلا تمام رات

تھا اشتیاق ابروئے دلبر تمام رات
دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات

سو جاؤن مین وہ آکے کہین یہان سے پھر نجائین
جھپکی نہ آنکھ ای دل مضطر تمام رات

پھرا ہے دنکو مہر کا در پر حضور کے
اور پاسبان ہے ماہ منور تمام رات

بدمستیون سے رندون کی سب چور ہو گئے
یکجا تھے جمع شیشہ و ساغر تمام رات

انگور پھٹ گیا ہے کسی زخم کا ضرور
بے چین تھا بہت دل مضطر تمام رات

جی بھر کے تا نہ دیکھہ سکون وقت ذبح بھی
پھیرا ہے اوسنے سا پہ خنجر تمام رات

کرتا ہون می کشی مین بسر اپنے دن مگر
رہتی ہے یاد ساقی کوثر تمام رات

اوس ترک کو جو مشق ستم کی نئی ہی چاٹ
تلوار کو چٹاتا ہے پتھر تمام رات

یون گیسوے صنم کا بندہا یک بیک خیال
سینہ پہ لوٹتے رہے اژدر تمام رات

دن بھر تو شغل دشت نوردی ہی ہجر مین
کرتا ہون کانٹے تلوون سی باہر تمام رات

جب نام میرا سنتا ہی کہتا ہے وہ نگار ق
قصہ اوسیکا سنتا ہون گھر گھر تمام رات

جسدم سنا کہ کل ہی شہادت کا سامنا
اللہ بخشنے ہاتھو نہ تھا سر تمام رات

ساقی کی چشم مہر کچھہ ایسی ہوئی حبیب
چھوٹا نہ میرے ہاتھہ سے ساغر تمام رات

ہے نگہبان رخ کا خال روئے دوست
حافظ قرآن ہوا ہندوے دوست

ہم نہ ہون پتھر ہو ہم پہلوے دوست
آئینہ لوٹے بہار روئے دوست

پھر گئی جب نرگس جادوے دوست
سب مسلمان ہو گئے ہندوی دوست

بھا گئی ہے دلکو ایسی خوئے دوست
آتی ہی ہر گل سے مجکو بوئے دوست

ہے خیال عارض و گیسوئے دوست
گھہ مسلمان ہون کبھی ہندوے دوست

سو بلائین آگئین عشاق پر
جب کہ تک آگئے گیسوے دوست

ہڈیان میری نہ کھانا اے ہما
دانت رکھتے ہین سگان کوی دوست

آگ بھڑکے کیون نہ پہلو مین مرے
غیر ہین واان آج ہم پہلوے دوست

اصل یہ ہے نقل محراب حرم
سجدہ واجب ہے تہہ ابروی دوست

تیغ ابرو پر کٹے لاکھون گلے
بنگیا گنج شہیدان کوے دوست

دل ہوا مفتون نگاہ یار کا
شیر افگن ہین مگر آہوے دوست

بعد مردن قبر مین آٹھون پھر
آئیگا مجکو خیال روے دوست

پھر رہا ہے آج پتلی کیطرح
میری آنکھون مین قد دلجوئی دوست

ہے خیال خال مشکین رات دن
دل کو میرے جان لو مشکوی دوست

اب وہی سر ہے کہ ٹکراتا ہون مین
وصل مین یہ تھا سر زانوے دوست

کیا کوئی آفت ابھی باقی ہے اور
لے چلا ہے دل مجھے پھر سوی دوست

لے اوڑی بیساختہ دل کو مرے
آگئی جسدم ہوا ئے کوے دوست

رنگ الفت سے مٹا رنگ دوی
ہوگئی ہے مجھ مین پیدا بوی دوست

غیرت منصور ہون مین اے حبیب
ہر گھڑی ہون صرف ہائے وہوی دوست

اوس سے کیا چھپ سکے بنائی بات
تاڑ جائے جو دل کی آئی بات

کہئے گذری ہے ایکسان کس کی
کبھی بگڑی کبھی بنائی بات

رہے دل مین تو ہے وہ بات اپنی
منہ سے نکلی ہوئی پر آئی بات

مین سمجھتا ہون یہ نئی چالین
کبھی چھپتی نہین سکھائی بات

کہدیا اپنے دل کو خود بیرحم
چھین لی مرے منہ کی آئی بات

رکھ لیا عاشقون نے نام وفا
گئی جان پر نہ جانے پائی بات

رنگ بگڑا ہے اونکی صحبت کا
اب نہین ہے وہ ابتدای بات

مجھسے بیوجہہ ہوتے ہو بدظن
کر کے باور سنی سنائی بات

کیا ہوا ذکا مزا جدا انکا کوئی
روٹھنا کھیل ہے لڑائی بات

غیر کا ذکر گر نہ تھا صاحب
میرے آتے ہی کیون اوڑائی بات

دل مین رکھتا ہے خوب سنگی حبیب
چاہے اپنی ہو یا پرائی بات

اوٹھتا کسی مخلوق سے کیا بار محبت
ہونا تھا ہمین حامل اسرار محبت

ساقی وہ پلا بادۂ سرشار محبت
آجائے نظر عالم اسرار محبت

دنرات تڑپتے رہے بیمار محبت
آیا نہ کسیکو کبھی تیمار محبت

انسان ازل سے ہے گرفتار محبت
راس آیا اسے طوق گرانبار محبت

ہر دم ہے کسیکی گل عارض کا تصور
پہلو مین کھٹکتا ہے مرے خار محبت

کیا حال ہے زاہد نہین عمامہ کا بھی ہوش
حضرت تو کیا کرتے تھے انکار محبت

کیون خوف کرون قبر مین آئینگے فرشتے
سننے کو زبان سے مرے اقرار محبت

گو غیر مخاطب تھے نظر میری طرف تھی
سب تاڑ گئے یار کی گفتار محبت

ہر وقت یہی دھن ہی کہ منزل پہ پہونچ جاؤن
یارب ہو کہین طے رہ دشوار محبت

دنیا ہے یہ شاید کہین کچھ اور مخالف
احباب رہین شاہد اقرار محبت

تحریر سے تقریر سے انداز و ادا سے
گر دل مین ہے ہوجاتا ہے اظہار محبت

ہر آبلۂ پا کو ہوئی دشت مین تسکین
تھے خار مداوا سے دل افگار محبت

یارون سے کھو وقت گیا چارہ گری کا
اب تو مرا دل ہوگیا ناچار محبت

ہمدرد نہین رنج مین راحت کا ہی دشمن
اے چرخ نہ آئی تجھے رفتار محبت

فرمائین وہ جو حکم گوارا ہے خوشی سے
ہین قابل تعذیر گنہگار محبت

احباب کا شیدا ہی حبیب جگر افگار
دل اسکا ہے یا یوسف بازار محبت

بہت عزیز ہے دنیا مین بے ثبات مین بات
یہ آرزو ہے کرون اونسے مین حیا تمین بات

خیال صاف ہو بندش مین بہی نزاکت ہو
سخن کا حسن یہی ہے کہ نکلے باتمین بات

جہان کو ہے حلاوت بیان کی مرغوب
پسند کام و زبان ہوگئی نبات مین بات

کبھی ملا نہ بناوٹ مین سادگی کا مزا
بگڑتی دیکھی ہے اکثر تکلفات مین بات

محال ہوتا ہے الجھی ہوئی کا سلجھانا
بڑا ستم ہے جو پڑجائے مشکلات مین بات

نہون شریف ازل سے کسطرح ممتاز
ہے اک نہ ایک تو مختص ہر ایک ذات مین بات

فقط عوام کو مرغوب ہے ادا بندی
خواص ڈہونڈہین گے رنگینی نکات مین بات

نہ کچھ ہوا ہے نہوگا ہماری کوشش سے
بنے گی آپکے اونے سے التفات مین بات

سند ہے جو شرفا کی زبانپہ جاری ہو
بدلتی رہتی ہے پڑکر محاورات مین بات

حبیب غم ہے کسے مال و زر نہین تو نہو
جو نکتہ سنج ہین ہے اونکی کائنات مین بات

ردیف تائے ہندی

ذرہ ہو کوہ چاہین اگر ہم اولٹ پلٹ
کردے وہ اک اشارہ مین عالم اولٹ پلٹ

برہم وہ صحبتین ہوئین احباب منتشر
کچھ ایسا دفعتًا ہوا پیہم اولٹ پلٹ

جمتا نہین نفاق مین یون نقش مدعا
ہو جاے جسطرح خط توام اولٹ پلٹ

کس کے شہید ناز کا یہ ذکر چھڑ گیا
دم بھر مین ہوگئی صف ماتم اولٹ پلٹ

چاہے تو اک نظر مین بنادے گدا کو شاہ
کرنی پڑیگی تجکو بہت کم اولٹ پلٹ

وہ آتے آتے تہر گئے اک یہ بھی چال تھی
یان جان پر بنی کہ ہوا دم اولٹ پلٹ

ہوتا ہے یون غضب سے طبیعت مین انقلاب
قلب و جگر کو جیسے کرے سم اولٹ پلٹ

ظالم نکال دلسے شہادت کی آرزو
تلوار کو نہ غیض مین ہر دم اولٹ پلٹ

بندون کے جرم پر جو نہ کھینچے وہ خط عفو
ہو جاے دم مین دفتر عالم اولٹ پلٹ

کل جنکے عدل و داد کا شہرہ تہا خلق مین
بیکس ہین آج وہ یہ ہے کچھہ کم اولٹ پلٹ

مثلین روی ہین دفتر تنسیق ملک و مال
ابتر تباہ درہم برہم اولٹ پلٹ

مضمون سے ہیچ صاف نہ بندش ہو گر جلیب
الفاظ مین ہے سب سے مقدم اولٹ پلٹ

گلونکا دور ہے بلبل مزے بہار مین لوٹ
خزان مچائیگی آتے ہی اس دیار مین لوٹ

کشود کار کی کوشش مین دے نہ حرص کو دخل
شکست دیتی ہے فوجونکو کارزار مین لوٹ

لبھاے سیکڑون دل اونکے خال عارض نے
مچائی رنگیون نے وادئ تتار مین لوٹ

وہ منتظم ہے رہے جسکی جزو کل پہ نظر
نہ کر سکے کوی گونگیر کاروبار مین لوٹ

جہان مین ہوتی ہے احسان کی جزا احسان
ثواب نیکیون کی دورا ختیار مین لوٹ

عبث ہی بوند کا چوکا اگر گھڑے ڈہلکاے
ہمیشہ نقد مین وار اہے یان اودہار مین لوٹ

کیے ہین شیب نے سب جسم کے قوا کمزور
شروع ہو گئی ہر سمت اس حصار مین لوٹ

ہجوم یاس مین چہوڑا ی امید کشور دل
ہے قتل عام کا غل شہر مین جوار مین لوٹ

بنے وہ فاتح کونین خوش ہو تو جس سے
زیادہ گنج کو اکب سے ہو شمار مین لوٹ

دیار دل مین ہے پہر داغ عشق کا توڑا
جنون متاع ہوس موسم بہار مین لوٹ

بھری ہے تازہ ہر ایک سر مین شور و شر کی ہوا
عجب نہین جو مچے باغ روزگار مین لوٹ

حبیب مشق ریاضت سے کہو کے رنگ دوی
مزے وصال کے ہر دم فراق یار مین لوٹ

ردیف ثانی مثلثہ

راتدن فرطندامت ہے الم کا باعث
ہوگا اقرار گنہ او سکے کرم کا باعث

میرے کاشانہ مین اسطرحکی رونق کب تھی
ہے یہ ایجان تمہارے ہی قدم کا باعث

نزہت باغ عمل دہر مین انسان کے لئے
ہوگئی مسکن گلزار ارم کا باعث

غور کرتا ہون تو ہے شان تری اے معبود
حرمت دیر و کلیسا و حرم کا باعث

لاکھہ چاہا نہ فراہم ہوا سامان نشاط
شادمانی کی تمنا ہوئی غم کا باعث

راستی کہتی ہے غافل یہی بار عصیان
ہوگا اکروز تری پشت کے خم کا باعث

نقش احسان کیا ثروت کی ہوا نے برباد
وضع کا پاس ہوا قول و قسم کا باعث

سارے حادث متغیر ہین فقط تو ہے قدیم
تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

رکھیا عالم ایجاد مین ایجاد سے نام
ندرت جام ہوئی شہرت جم کا باعث

یون ترے نقش تولا سے ہی نامی ہر قلب
سکہ جسطرح ہو ترویج درم کا باعث

کسکی مشاطگئی خلق شمیم گل سے
ہوگئی رابطہ قوت شم کا باعث

ہے یہ کسکی نگہہ یاس کا پرتو قاتل
کثرت جوہر شمشیر دو دم کا باعث

دلمین محجوب ہے کیون ہیچمدانی سے حبیب
فضل خالق ہی ترے زور قلم کا باعث

عمر رفتہ کے پلٹنے کی ہے تدبیر عبث
دلمین رکھتے ہین جوانی کی ہوس پیر عبث

کوشش شیرین کرکے تہکے مفت کی احسان لے
تہی نہ تقدیر موافق ہوئی تدبیر عبث

فرق آیا نہ کسی طرح سے آزادی مین +
چارہ سازون نے پہنائی ہمین زنجیر عبث

کیا عجب منہ سے وہ کچھ کہکے پلٹ جائے اگر
بارہا ہوگئی جس شخص کی تحریر عبث

آجتک تو نے کسی کام مین کوشش کبکی
کرنے بیٹھا ہے ولا شکوۂ تقدیر عبث

خاکبیزی ہے مقدر مین مہوس تیرے
رائگان کرتا ہے یہ کوشش اکسیر عبث

مانگنا ہے تو نہ کیون اپنے خدا سے مانگون
ہاتھ پھیلا کے مین دون ہاتھ سے توقیر عبث

اپنے اقوال پہ حضرت تو کرین پہلے عمل
نہین تاثیر تو واعظ کی ہے تقریر عبث

شکر کرنا کہین ملجائے زمین گر دو گز
اسی مکین قبر کے کرتا ہے یہ تعمیر عبث

جز ندامت نہین کچھ غیظ و غضب کا انجام
پیر و نفس نہ کھا رنج گلوگیر عبث

سخت جان ایسی نہین آپ پہ مرنیوالے
کھینچئے خنجر ابرو کو ہے شمشیر عبث

آجتک کچھ بھی اثر یار کے دل پر نہ ہوا
آہین بیکار ہین اور نالۂ شبگیر عبث

چارۂ عشق بتان شیخ سے کیا ہوگا حبیب
درد دل سنکے کرے گا میری تکفیر عبث

ردیف جیم تازی

حصہ مین آگیا ہے دل مبتلا کے رنج
دنرات ہین غضب کے تردد بلا کے رنج

فرقت کا حال کون کہے قصہ مختصر
تمسے ملے ہین جھیلکے صدمے اوٹھا کے رنج

فکر حصول رزق مین گردش کی حد نہ پوچھ
سن اوسکے منہ سے سیر شکم آسیا کے رنج

معشوق بے نیاز غم عشق دے مجھے
دل تک نہ آنے پائین کبھی ماسوا کے رنج

ہوتا ہے درد و غم کا اثر اہل درد پر
کرتے ہین رنج دیکھ کے خلق خدا کے رنج

ہو کوہ بھی تو ہے وہ پرگاہ سے سبک
ہے ہیچ سامنے دل صبر آزما کے رنج

فصل خزان مین نغمہ بلبل کا لطف کیا
ہونگے سوا بیان سے اہل عزا کے رنج

اوٹھی گھٹا بہار کا موسم ہے ساقیا
دھو ڈال دلسے بادہ گلگون بلا کے رنج

راحت بتون کے عشق مین مفقود ہو گئی
پتھر کیطرح بیٹھ گیا دل اٹھا کے رنج

ہوتا ہے وقت مرگ غم ترک ملک و مال
شاہونکے رنجسے ہین کہین کم گدا کے رنج

ہوگا ملال تمکو بھی پوچھو نہ دوستو
مشکل ہے آشنا سے سنے آشنا کے رنج

دلسے حبیب فوت ہوئی وصل کی خوشی
اتنے اوٹھاے ہجر مین اوس مہ لقا کے رنج

اہل بینش کو نہین اکسیر زر کی احتیاج
بہر سرمہ ہے تو اوسکے خاک در کی احتیاج

فرقت دلدار مین دونون برابر ہین ہمین
انتظار شام ہے کچھ نہ سحر کی احتیاج

اپنے بندونکو دیا ہے جسقدر اللہ نے
کچھ نہ کچھ اوسکے سوا ہے ہر بشر کی احتیاج

لاکھ رد کو جذبۂ دل کھینچ لے جاتا ہی خود
کب ہی الفت کی گلی مین راہبر کی احتیاج

بڑھتے جاتے ہین مخارج کثرت دولت کیساتھ
ہی ہمیشہ دخل کی تابع بشر کی احتیاج

یہ یقین جانو کہ اب نزدیک ہے اوسکا زوال
جس حکومت کو نہین اہل ہنر کی احتیاج

کرلے اے غافل مہیا جلد کا فور و کفن
ہے تجھے ہر وقت سامان سفر کی احتیاج

غم دیا ہے جسنے اوسکو اشک شوئی چاہیے
ہوگی دامن سے نہ پوری چشم تر کی احتیاج

کیون نہو وقت فراغت سیم و زر سے دل غنی
ہوتی ہے ذنکو کہان نور قمر کی احتیاج

ہوتی گر بچی مری دل سے تمہاری دلکو راہ
جانجان ہوتی نہ ہرگز نامہ بر کی احتیاج

رحمت باری سے کیا نسبت ہی دولتمند کو
پیاس مین ہوتی نہین آب گہر کی احتیاج

ہر نظر مین خوار ہے جو نخل بار آور نہین
پاس کیون جائیگا ہے جسکو ثمر کی احتیاج

فکر عقبیٰ ہو نہین دنیا پر مقدم رکھہ حبیب
جانگسل ہے جسطرح غربت مین گھر کی احتیاج

ردیف چیم فارسی

خود ہین جو سچے وہ کر لیتے ہین باور جھوٹھ سچ
روح کی قوت سے ہو جاتا ہے اکثر جھوٹھ سچ

آجکل بخیش زر سکوک ملتا ہی نہین
غازۂ روئے عمل بنتا ہے ملکر جھوٹھ سچ

ان بتون مین آئے شان کبریائی ہی محال
ہو نہین سکتا ہے ہرگز بندہ پرور جھوٹھ سچ

کچھ دلون سے گہٹ گیا ہی خود بخود اونکا پتا
بدگمان کرنے کیا یارب لگا کر جھوٹھ سچ

کون دیسکتا تہا اعجاز بنوت کا جواب
بن نہین سکتا کبہی پیش پیمبر جھوٹھ سچ

غیر ممکن ہے کہ ذوق آئے محبت مین مری
اسمین کیا بس کوئی کہدے تسے کچھہ کر جھوٹھ سچ

جوہری کرتا ہے جب گاہک سے اوسکا مول تول
صاف کر دیتی ہی ظاہر آب گوہر جھوٹھہ سچ

کیون نہ بہاگون صحبت اہل دول سی دور دور
ہونگے خوش یہ جب کرون باتین بنا کر جھوٹھ سچ

راست بازی پر ہو انسان کو کسطرح نار
کرتے ہین جوہر سے ثابت جبکہ پتہر جھوٹھ سچ

سیدہی باتون مین وہ الجھے ہو گیا برہم مزاج
کان مین کچھ کہہ گئی زلف معنبر جھوٹھ سچ

ہے بلاے جان شب فرقت مین درد انتظار
کیا کہون کہتا ہی کیا کیا قلب مضطر جھوٹھ سچ

کیون نہین آتا کبہی تحقیق کا تجکو خیال
خون کئے لاکھون ہی سن سن کر تنگر جھوٹھ سچ

کہتے ہین وحشی ترے یون اپنے دل کا مدعا
جسطرح بڑہانک دیتے ہین قلندر جھوٹھ سچ

اہل دنیا کو نہین مرغوب خالص راستی
شاہد اغراض کا گویا ہے زیور جھوٹھ سچ

ہے محل راحت و آرام اپنا کوے دوست
گو کسی جا ئی معین پر ہو بستر جھوٹھ سچ

مدتون اللہ کے گھر مین خدائی کر چکے
سید ہے لوگونکو یہ بت کرواکے باور جھوٹھ سچ

پڑگیا افواہ مین سچ بھی تو ہوجاتا ہے جھوٹھ
یہ بھی دیکھا ہی کہ ہوجاتا ہے اکثر جھوٹھ سچ

صورت آئینہ و تصویر دان محو جمال
بنگلے ہین کتنے ہی حیران و ششدر جھوٹھ سچ

ہم بھی سنتے ہین یوہین مدت سے واعظ ذکر حور
تمکو باور ہوگیا بے دیکھے کیونکر جھوٹھ سچ

ہے مبصر کو حبیب اوسوقت مشکل امتیاز
خلق مین ہوجائے شایع جبکہ ملکر جھوٹھ سچ

شاق ہے دلپہ غم ابروئے خمدار کی آنچ
سچ کہا ہے کہ بُری ہوتی ہے تلوار کی آنچ

کیون نہ آجائے فرومایہ کو غصہ جلدی
آگ لگتے ہی بھڑکتی ہے خس و خار کی آنچ

حرص کے جوش مین اچھا نہین لڑنا بھڑنا
خاک اقوام کو کردیتی ہے پیکار کی آنچ

ہین کثافت سے بری جنکے طبایع ہین لطیف
نہ دہوان ہے نہ کہین آتش گلزار کی آنچ

پہونکدیگی دل بدخواہ کو اکروز حبیب
برق سے کم نہین کچھ آہ شرر بار کی آنچ

ردیف حا حطی

نہین طول شب فرقت ترے گیسو کیطرح
سحر عید صباحت مین نہین رو کیطرح

سینہ مشتاق ہے پھر بعد شہادت قاتل
پاؤن رکھہ قبر پہ آکر کبھی زانو کیطرح

مثل دل اب نہین باقی مرے پہلو مین جگر
بہہ گیا ہوکے لہو آنکھ سے آنسو کیطرح

بیکسی پر مری ہر دیدۂ جوہر رویا
خون ٹپکا کیا تلوار سے آنسو کیطرح

جام ٹوٹا تو صدا آئی شکست دل کی
بہہ گیا بادۂ گلگون مرے آنسو کیطرح

جگر و دل جو کیا آتش فرقت نے کباب
خون آنکھون سے ٹپکتا رہا آنسو کیطرح

جذب الفت کہین دلدار کے در تک لیچل
گر کے اوٹھ سکتے نہین ہم تو اب آنسو کیطرح

تجھکو آنا ہے تو آ ہم ہین جہان مین پیارے
گل پہ شبنم کیطرح پلکون پہ آنسو کیطرح

نہ بہنین آتش غیرت مین گلا کاٹکے کیون
مچھلیون مین نہین حسن آپکے بازو کیطرح

ہے چڑہی چرخہ پہ تیغ مہ نو مدت سے
حسن خم پر نہین ملتا ترے ابرو کیطرح

دشت غربت مین جو مین خار مغیلان پہ چلا
بہہ گیا پھوٹ کے ہر آبلہ آنسو کیطرح

استخوان میرے بنائے سگ لب سے ہما
آخرش رہ گیا منہ دیکھکے اُلو کیطرح

کبھی رہنا نہ حبیب اہل حسد سے غافل
عادت نیش زنی ان مین ہے بچھو کی طرح

نگہہ یار اثر کر گئی جادو کی طرح
چوکڑی ساری حسین بھولے ہین آہو کیطرح

اپنی وہ سیدہی روش ہے کہ جھکے جو اکبر
تو ہم آنکھون پہ بٹھائین اسے ابرو کیطرح

بیرخی دیکھ کے ہر روز نہ آؤن ظالم
میرا قابو جو ہو دلبر ترے قابو کیطرح

عشق چھپتا نہین گو لاکھ چھپائے کوئی
بولتا رہتا ہے سر چڑھکے یہ جادو کیطرح

بنگیا خوب شب ہجر مین ہمدرد فلک
تارے ٹوٹے ہین پیارے مرے آنسو کیطرح

ہے تماشا مرا سر کاٹکے کہتا ہے وہ ترک
کھو لڑکون سے پھر آئین اسے ٹیسو کیطرح

چشم پرخون سے ہماری جو اوٹھیگا طوفان
فلک پیر نظر آئیگا ٹاپو کیطرح

یہ نزاکت ہے کہ بوسہ کا خیال آیا اگر
گل عارض ہوئے پژمردہ لجا لو کیطرح

شب فرقت ہے کہ آنکھون مین جہان ہے تارا
ماہ کامل بھی نظر آتا ہے جگنو کیطرح

داغ الفت تو چراغون سے سوا ہین روشن
دو نمین دل لیکے پھرین طفل جو ٹیسو کیطرح

باغ عالم مین سدا صاف رہے پاک اوسکے
رنگ کی طرح جمے آکے چلے بو کیطرح

دشت غربت مین حفاظت کو ہمین کافی ہے
تیغ قاتل کا نشان جوشن بازو کیطرح

لکھنے بیٹھا کبھی گر حال شب ہجر اوسکین
ٹپکی خامہ سے سیاہی مرے آنسو کیطرح

اونکو کیا پاس نمک شاہ دکن کا ہو حبیب
جو مسلمانونکے دشمن ہین ہلاکو کیطرح

بخشے اثر نہ وصف لب یار کسطرح
شیرین نہو بہلا مری گفتار کس طرح

صحبت مین میکشی سے ہوا انکار کسطرح
چھوڑیگا بے پلائے وہ میخوار کسطرح

جو کچھ دیا ہے وہ بھی نہ دینے سے ہے سوا
ہے جائے شکر کیجیے تکرار کسطرح

ہر شب خیال گیسوئے خمدار یار مین
تڑپون نہ مثل مرغ گرفتار کسطرح

قاتل تو کھینچتا ہے ادھر جذبۂ دل ادھر
سینہ سے نکلے دیکھئے سو فار کسطرح

صیاد کے ستم سے کہ گلچین کی جور سے
بلبل چھٹا بہار مین گلزار کسطرح

سودا ہوا ہے کاکل مشکین یار کا
پٹکون نہ سر کو مین پس دیوار کسطرح

وہ مسکرادے مرے آنسو ٹپک پڑے
ہوتا نہ درد ہجر کا اظہار کسطرح

گر مجھسے اتحاد مین ہوتی نہ کچھ کمی
آتی تمہاری بزم مین اغیار کسطرح

مثل کلیم غش ہوئے ہم اوٹھتی ہی بقا
کرتے نظارۂ رخ دلدار کسطرح

حیران ہون وہ تو ہوتے تھے اس ذکر پر خفا
کرتے ہین آج وصل کا اقرار کسطرح

جیمین ہے جاکے کوچہ جانانہ مین جان دون
پر ہاتھہ آئے طاقت رفتار کسطرح

ہے سربت وصال دوا مریض عشق
جائے بغیر مرگ یہ آزار کسطرح

کین لاکھہ منتین پہ وہ رہتے ہین جلیب
خیر اب زیادہ کیجیے اصرار کسطرح

لاؤن زبا نپہ حال دل زار کسطرح
ہون ناتوان کہلین لب گفتار کسطرح

جز وصل جائے ہجر کا آزار کسطرح
اچھا ہو بے مرے ترا بیمار کسطرح

آتے ہی اونکے کہلگئین آنکہین ہزار تکر
ای بیخودی کیا مجھے ہشیار کسطرح

ڈرتا ہون ای کریم کہ سنکر صدائے صور
اوٹھین گے معصیت کے گران بار کسطرح

اللہ ری جوش وحشت دل اب یہ فکر ہے
پہاڑون جنون مین دامن کہسار کسطرح

کہتے ہین کرکے وہ مرے نامہ کو پاش پاش
کہدو کوئی پڑیگا یہ طومار کسطرح

کیونکر خیال خود غرضون نے بدلدیا
دلدار تھے بنے وہ دل آزار کسطرح

بلبل کے آشیانہ مین کیونکر رہیگا زاغ
لیگا چمن مین گل کی جگہ خار کسطرح

محشر سے پہلے چاہیئے عصیان کا فیصلہ
اوٹھکر چلین گے ورنہ گرانبار کسطرح

بیوجہ گر کروگے یونہین عاشقونکا خون
سوچو تو ہوگی گرمئ بازار کسطرح

زاہد خلاف وضع کے ہے ترک رسم و راہ
چھوٹے نشست خانہ خمار کسطرح

بہرتا ہے دیکھو پھولون سے قدرتکا باغبان
ہر فصل گل مین دامن کہسار کسطرح

رازق نے خود بنایا ہے جب انکو واسطے
رکہین نہ منعمون سے سروکار کسطرح

راحت مین دلنواز ہے آفت مین چارہ ساز
چھوٹے حبیب ہے تری سرکار کسطرح

ردیف خا معجمہ

ہے آٹھ پہر تو جلوہ نما تمثال نظر ہے پر تو رخ
عارض ہے قمر خورشید جبین شب زلف سحر ہے پر تو رخ

آنکھون مین ہوا ہے گھر تیرا دل کہتا ہے رکھہ ہر دم پردہ
ہو چشم تمنا کیونکر داغ عاشق کی نظر سے پر تو رخ

جب مد نظر اغیار تھے وان تاریک تہا یان آنکھون مین جہان
روشن ہے چراغ روح روان کیا آج ادہر ہے پر تو رخ

کی فکر مگر باعث نہ کھلا اے لالہ رخ بیمہر و وفا
بتلا تو یہ دل کا درد ہے کیا گر داغ جگر ہے پر تو رخ

عشق کوئی کسیکو ہے سکتا ہے نور خدا تیرا جلوہ
ہو دخل ترے گھر مین کسکا یان حاجب در ہی پر تو رخ

اوٹھہ عاشق مضطر سجدے کر آئی ہے شب مقصد کی سحر
وہ دیکھتے ہین غرفے سے ادہر اے خاک بسر ہے پر تو رخ

شہرہ ہے بہار عارض کا بلبل کیطرح عاشق ہین فدا
ہے باغ جوانی روح فزا برگ گل تر ہے پر تو رخ

جس سے ہو آنسو خون جگر بنجائے عقیق و لعل گہر
خورشید قمر اور سیم و زر ایجان مگر ہے پر تو رخ

بیتاب حبیب مضطر ہے حیران کبھی گہ شاد رہی
پہرتا ہے گل خورشید صفت منہ اسکا جدہر ہے پر تو رخ

آئی بہار جلوہ گل سے چمن ہے سرخ
ہین کوپلین درختون کی یا پیرہن ہی سرخ

تختہ کھلا ہے لالہ خودرو کا دشت مین
یا ہر شہید ناز کا تیرے کفن ہی سرخ

ہم مے پئین کہ خون جگر مے پرست ہین
کہا ئین نہ کھائین شیر ہمیشہ دہن ہی سرخ

کیا دل غنی ہے لیکے مئے ارغوانکا دور
جام بلور صورت لعل مین ہے سرخ

کیا خانہ جنگیون سے ابھی دل بھرا نہین
کیون آج پھر لباس تیرا تیغرن ہی سرخ

لائیگی رنگ کچھ یہہ طبیعت کی برہمی
غصہ سے روے شاید یمان تکن ہی سرخ

پھولی ہے ہر طرف شفق مہر اقربا
پھر آجکل حبیب فضاے وطن ہی سرخ

ہوا کوئی نوشتہ کب خط تقدیر کا ناسخ
نہ لکھا خامہ قدرت نے اس تحریر کا ناسخ

رخ گلرنگ سے مشتق سواد خط مشکین ہے
نہین ممکن ہے اس قرآن کی تفسیر کا ناسخ

وہ ہر اقرار سے دم بھر مین خود انکار کرتے ہین
سخن آخر کا ہے اول کی کل تقریر کا ناسخ

کراما کاتبین نے عمر بھر میری جو لکھا تھا
ہوا ہے ایک خط غفو اوس تحریر کا ناسخ

حبیب اس عہد مین ویسا ہی ناسخ کا مقلد ہے
تھا اپنے وقت مین جسطرح پیر و میر کا ناسخ

عشاق مین کسیکو نہ اتنا ملا رسوخ
پایا ترے حبیب نے حیرت فزا رسوخ

ادنی سا فرق بھی ہے کوئی فرق ظاہری
ہے انتہا عروج کی بس ہو چکا رسوخ

آخر کو بے سبب او نہین بدظن ہنا دیا
تھا شاق حاسدون کے دل نیمہ ار رسوخ

ہر حال مین بھرینگے او نہین کا دم وفا
ہو بے سبب عتاب کی تشویش یار رسوخ

ہے مخرب عمارت دولت جہان مین
طبع وزیر و شاہ مین نا اہل کار رسوخ

لاتا ہے فرق وقت و اعزاز و جاہ مین
ادنی کا خدمت امرا مین سیوار رسوخ

ہم بھی کبھی دخیل تھے او نکے مزاج مین
مشکل ہے آجکل تو رسائی کجا رسوخ

اہل دول کے قرب مین ہے خوف آبرو
محسود خلق ہے جسے کچھ بھی ہوا رسوخ

کہلجائیگا حبیب دم نظم مدح شاہ | دکھلائین آج اپنی عقیدت کا کیا رسوخ

ردیف دال مہملہ

اوس چشم فسونگر نے کیا جسسے نظر بند | بیٹھے ہین تصور مین کئے حجر بکا در بند
مطلق نہین ہشیاری و غفلت مین تفاوت | بیداری سے کیا چشم بصیرت ہے اگر بند
طوفان مین بہ جائین نہ اے دیدۂ پرجوش | یہ پارۂ دل حسرت و حرمان کے جگر بند
مجبور علایق سے ہو کیا فکر ترقی | کسطرح اوڑے لیکے قفس طائر پر بند
کیونکر نہ ملین پنجۂ مژگان کف افسوس | تھے پارۂ دل مردم دیدہ کے جگر بند
خود بینی و نخوت کا جنھین روگ لگا ہی | دراوسکے ہین دایم پئے ارباب ہنر بند
بے قید ہین پائے طلب علم و کمالات | رکتا نہین ہوکر کبھی ہالہ مین قمر بند
اے پیک دعا لیکے پلٹ گوہر مقصود | پھرنا نہ کہین باب اجابت ہو اگر بند
پڑجاتی ہے فی الفور گرہ یاسکی دلمین | مٹھی کو جہان دیکھتی ہین دست نگر بند
کرتی نہین رد کوئی سپر تیغ قضا کو | ایک وار مین بیکار بنا دیتی ہے ہر بند
کہلتا نہین جادو ہے بیان اونکا کہ اعجاز | ہو جاتا ہے تقریر مین ہر ایک بشر بند
آنکھون مین پھرا کرتی ہے تصویر تمہاری | کرتا ہون کسیوقت اگر دیدۂ تر بند

تیرے لئے دنیا مین حبیب متوکل
کھلجائین ہزار اور کرے ایک جو در بند

کیا دکھائین گے حسین ناز و ادا میرے بعد | نہ بنے گا کوئی سر مشق جفا میرے بعد
صحبتون مین نہ رہیگا یہ مزا میرے بعد | صبر دے اہلوطن تمکو خدا میرے بعد

حوصلہ کیلیگا بیداد کا کیا میرے بعد
کون لیگا یہ محبت کا صلہ میرے بعد

منہ کھلا خنجر قاتل کا خدا خیر کرے
دیکھیے آتی ہے کس کس کی قضا میرے بعد

بخشدے طاعت واجب ہی قضا اے معبود
کیا کریگا کوئی یہ دین ادا میرے بعد

کہتے تھے کچھہ کہ گیا مین وہ ہوے چپ بن اوٹھا
کس سے پوچھون مرا کیا ذکر رہا میرے بعد

کیون سنین غیر جو کہتا ہے وہ منہ پر کھلکر
ہوگی غیبت جو کیا میرا گلا میرے بعد

دوستو یاد رہے شرط محبت یہ ہی
دل سے کرنا میری بخشش کی دعا میرے بعد

میری الفت کا بیان کرکے حسین روئینگے
دیکھ لیگا جو زمانے مین رہا میرے بعد

دم آخر بھی نہ لاکر دیا نامہ کا جواب
نامہ بر بیٹھہ رہا آئے گا کیا میرے بعد

کون دیکھیگا گلستان تمنا سرسبز
چمن دہر کی بدلے جو ہوا میرے بعد

آکے اس باغ کو دیکھین جو ہوا خواہ چمن
ق
ہر زبان پر ہو یہ کیا رنگ ہوا میرے بعد

موسم گل مین نکلوایا تھا گل چینون نے
ہاے دو دن بھی وہ عالم نہ رہا میرے بعد

زندگی مین نہوئی قدر تو کیا غم ہے حبیب
داد اس نظم کی دینگے فصحا میرے بعد

ہر اک گلی مین ہون آکے ماہرو آباد
الہی پھر ہو اوسیطرح لکھنو آباد

نمک نہ چھڑکیے کہتا ہے لب سے زخم جگر
ختن کریگی یہان زلف مشکبو آباد

تمہارے تیر جب آتے ہین دل یہ کہتا ہی
ہزار شکر ہوے داغ آرزو آباد

یہہ ذیکمال ہنرمند صاحب تمکین
تباہ پھرتے نہ ہوتا جو لکھنو آباد

پیے وہ جام کہ ساقی بدن مین جان آئی
یہہ میکدہ رہے باشیشہ و سبو آباد

حسد نہین ہے زمانے کا خیر خواہون مین
کریم ہو تو رہے خانۂ عدو آباد

ملا زمین پہ نہ وہ بت ہزار جہاں خاک ہوئے ہین زیر زمین پھر جستجو آباد
یہان سے اوٹھکے وہان بیٹھے وہانسے یہان آئے رہین ہمیشہ یہ میخانے کو بہ کو آباد
نکل سکے لب عیسیٰ سے پھر نہ تم کی صدا جہان مین شہر خموشان کرے جو تو آباد

حبیب کلبہ احزانکو دیکھیے کب تک
کرے قدم سے وہ بیمہر و تند خو آباد

لطف آئے کسکی مدح مین اوسکی ثنا کے بعد رتبہ زیادہ سب سے ہے جسکا خدا کے بعد
ہوتی ہے قدر اوسکی جو راحت ہو بعد رنج پر جانگسل ہے فقر کی ایذا غنا کے بعد
یون دلکو مژدہ دیتے ہین ہم ہر امید پر کہتا ہے جیسے خود کوئی آمین دعا کے بعد
مانگون خدا سے اپنے نکیون نفس مطمئن بس ایک یہی مقام ہے بیم و رجا کے بعد
ہوتی ہے جسطرح شب دیجور کی سحر آتا ہے روز عیش یونہین ہر بلا کے بعد
کیا خوف حشر جمیل کے دنیا کی سختیان مجرم کو چھوڑ دیتے ہین عادل سزا کے بعد
ہو التیام زخم زبان کا محال ہے کیا لطف معذرت سخن ناسزا کے بعد
ہین مبتلائے جہل مرکب وہ خیرہ سر ہوتا نہین ہے جنکو تنبہ خطا کے بعد
بر ہین معاملات مین در پردہ سازشین یاران سینہ صاف سے عہد وفا کے بعد
مذموم ہے بہار مین اتنا بھی انشراح بلبل کا سینہ چاک ہو گل کی قبا کے بعد
لازم ادائے دین ہے جسوقت ہو سکے مقبول رب ہے طاعت واجب قضا کے بعد
سمجھو بنا رہا ہے خطا کار کو دلیر راضی جو در گذر پہ نہو التجا کے بعد

انداز ساز زہر ہے حیرت فزا حبیب
دلچسپ تر ہے یان جو صدا ہی صدا کے بعد

قید تکلیف سے ہین اہل طریقت آزاد
غم دنیا سے یہ رکہتے ہین طبیعت آزاد

ہوگا تنہائی و غربت سے ضرر کیا اسکو
پا گئے روز کے جہگڑون سے فراغت آزاد

نہین جمتے کسی چہرہ پہ کبھی ہوکے غبار
بنتے ہین ابر کرم جنکی ہے طینت آزاد

یار شاطر بہی کہین ہوتے ہین بار خاطر
روز احباب کو دیتے نہین زحمت آزاد

متکفل ہے خدا بار علایق کا حبیب
خلق مین چاہیئے انسان کی ہمت آزاد

اے فلک خوب دم دادرسی کی بیداد
جیتے جی ہم کبہی بہولینگے نہ تیری بیداد

جس ستمگار سے رکہتے تہے نوازش کی امید
ولے قسمت اوسے بیدرد کو بہائی بیداد

تمنے یکسان کئے عاشق کیلئے راحت و رنج
ہے کبہی شفقت و لینت کبہی سختی بیداد

غضب حق سے امان ملتی ہے کب ظالم کو
ایکدن سامنے آجاتی ہے ساری بیداد

فوت مقصد نے کیا جسکا کلیجہ پانی
ہوگئی اوسکے لئے موت کی تلخی بیداد

جو سنا خود غرضون سے کیا باور تمنے
خون انصاف بہایا ہے یہ کیسے بیداد

دادرس ہین شہ ذیجاہ دکن تیری حبیب
خوف کیا ہے کسی ظالم نے اگر کی بیداد

عیان ہے سنگ سے آہن کے اشتیاق کا درد
ہر ایک نوع مین موجود ہے فراق کا درد

وہ سنگ ہے نہ جس دل مین اتفاق کا درد
ہمیشہ مہلک اقوام ہے نفاق کا درد

ہوا نہین ہے بلا وجہ کوئی دل پر داغ
کہلے قمر سے جو پوچہے کوئی محاق کا درد

گلے مین پڑتا ہے جو وقت رنج کا پہندا
تو بہول جاتا ہے انسان کو غناق درد

نہ سمجہے گا جو ہمیشہ رہا ہے با سامان
کہے بہی گر کوئی بے ساز و بے یراق کا درد

تمہین بھی بہائیو لازم ہے اسکی چارہ گری
ہمارے دلپہ بہت شاق ہے نفاق کا درد

حبیب خوب تھی طرز کلام اہل عرب
ہوا ہے ہندین حالی کو اوس مذاق کا درد

اب نہین جور و جفا کے متحمل ناشاد
تا بہ کے رکھے گا ایچرخ مرا دل ناشاد

ایکدن بھی دل لیلی مین نہ گذرا یہہ خیال
آرہا ہے مرا مجنون پس محمل ناشاد

یوہین فرقت مین ہین اے گل تری عاشق نالان
جیسے کرلے ہین فغان ہوکے عنادل ناشاد

بے سبب ہوتے ہین گر خون بلا سی ہوجائین
آکے مقتل مین پلٹ جائے نہ قاتل ناشاد

آج پر کیا ہے ہمیشہ سے ہے دنیا کا یہ رنگ
شادمان ناقص و بے علم ہون کامل ناشاد

دل و جان سے ترے پابند ہین جو حلقہ بگوش
ہونگے کیا دیکھکے یہہ طوق و سلاسل ناشاد

ہے مقدم اونہین مظلومون کا پاس خاطر
داد خواہونکو نہین رکھتے ہین عادل ناشاد

تیری تقدیر مین راحت ہے تو پیش آئیگی
سختیان جھیل کے کیون ہوتا ہی بیدل ناشاد

دمبدم مانگنے والون سے زیادہ خوش ہے
اوسکے در سے نہین پھرتا کوئی سائل ناشاد

داد صابر کی بہت جلد نہ کیون دے مالک
رنج مین بھی نہین ہوتے متحمل ناشاد

سچے ہمدرد ہین رہتے ہین جو ہر وقت حبیب
دیکھکر کلفت اقران و اماثل ناشاد

ردیف دال ہندی

ناز رفتار پہ حسن رخ روشن پہ گھمنڈ
ہے جوانی پہ غرور آپ کو جوبن پہ گھمنڈ

نفس سرکش کو دبا کر یہہ خوشی کیون ایدل
ہوگیا تجھکو ظفر پاتے ہی دشمن پہ گھمنڈ

دلبری کی وہ ادا تھی یہہ دلیل الفت
ہمکو بیتابی پہ نازاونکو ہے چتون پہ گھمنڈ

قافلے لوٹتی ہے اونکی نگاہ خونریز
کارفرما کو ہے بیباکی رہزن پہ گھمنڈ

ہمہ تن جوہر قابل ہون مجھے زیبا ہے
زر خالص کیطرح اپنے کھرے پن پہ گھمنڈ

فصل گل آئی بنی تخت زمرد ہر شاخ
عندلیبونکو ہوا حسن نشیمن پہ گھمنڈ

خاک مین ملکے بنے سرمہ چشم اُمید
میرے ذرونکو ہے اوس قصر کی روزن پہ گھمنڈ

سرگذشت اپنی کہین ہم تو پسیجین پتھر
خوش گلو یون نکرین پھر کبھی ساون پہ گھمنڈ

رہنے دی ہی یہ امانت تری ای دست جنون
آستین پر ہمین غرّہ ہے نہ دامن پہ گھمنڈ

تم بھی ایجان مسی ملکے چلو سیر کو آج
پھر گلستان کو ہوا تختۂ سوسن پہ گھمنڈ

سایۂ زلف نے بیجان کیا دونون کو
سانپ والونکا تنہا اوڑتی ہوئی ناگن پہ گھمنڈ

سہی کبھی ہند مین مرغوب ادا سے بت چین
حسن وخوبی کو ہے انروزون مین لندن پہ گھمنڈ

تھا مسلمانون اکدن یوہین بغداد پہ فخر
اہلمغرب کو ہے جسطرح سے لندن پہ گھمنڈ

کردیا برق حوادث سکے ستم نے برباد
نہوا تھا ابھی دہقان کو خرمن پہ گھمنڈ

حسن تدبیر کی تحسین کرین کیون نہ حبیب
بخت بد کرتا ہے بدخواہی دشمن پہ گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

بکے اک اشرفی کو خوبیٔ تقدیر سے کاغذ
ورق سونیکا بنجائے تری تصویر سے کاغذ

منور ہو جو تمثال بت بے پیر سے کاغذ
تو بدلین اہل ثروت منصب وجاگیر سے کاغذ

خط گلزار مین لکھون کا نامہ اوس سمنبر کو
بنے گا تختۂ گل خوبیٔ تحریر سے کاغذ

ہوا دشوار مجکو اشتیاق وصل کا لکھنا
اوڑا بنکر کبوتر پہلے ہی تحریر سے کاغذ

فقط قید رضوا لبط وجہہ حفظ ملک و دولت ہے — وہی دربان ہے چپکا دین اگر زنجیر سے کاغذ

ضرر پہونچا نہین سکتا ہے مصلح کو کوئی سرکش — بنا بیڑا تو پھر کب کٹ سکا شمشیر سے کاغذ

کیا بیجان مرغ نامہ بر کو پھر ستمگر نے — عیوض پر گیر یونکے ہے جو چیپان تیر سی کاغذ

ہمارے آپ کے رسل و رسائل شاق ہین سب پر — جلا دیتے ہین حاسد چھین کر رہگیر سے کاغذ

دبا نامہ کا منقار مین سیکھا کبوتر نے — بنایا جب اوٹھا کر مینے کاغذگیر سے کاغذ

لفافہ مین نہین ہیوجہ خط نے منہ چھپایا ہے — پڑہو اوس راز کو نادم ہے جس تحریر سی کاغذ

ودیعت خامہ مشکین کی لیکر سادہ لوحونسی — کیا بیگانہ سنگ طبع نے تحریر سے کاغذ

لکھے عرضی اسیر زلف مشکین شاہ خوبان کو — بہم پہونچے جو زندان مین کسی تدبیر سی کاغذ

ردیف ذال وجہ ابتذال لفظ و معنی ہے — ق — تعلق کسطرح پیدا کریگا تیر سے کاغذ

حبیب اہل سخن کی بذلہ سنجی ہی اگر کہدین
بنا ہے تختۂ مشکین تری تحریر سے کاغذ

سمجھے نہ بات باتکو کیون کام جان لذیذ — قند و نبات سے ہے تمہارا بیان لذیذ

شیرین کسی طرح نہ بنا آب شور اشک — فاقون کے بعد بھی نہ ہوئین گا لیان لذیذ

بخشا ہے مشت پر کو قناعت نے یہہ وقار — حق نے کئے ہما کیلئے استخوان لذیذ

راحت نما ہے حد سے گذر نیکے بعد رنج — ہے وقت جوش گر سنگی خشک نان لذیذ

غم کا اثر مٹاتی ہے انجام کی خوشی — سمجھی ہیشہ تلخیٔ مے کو زبان لذیذ

ہر شب ہے افسانہ زلف دراز یار — ذکر دہان و لب سے ہوئی داستان لذیذ

تبدیل ذائقہ مین نہین لطف ساقیا — ہے ہر گزک سے آج مے ارغوان لذیذ

عناب تازہ ہین چمنستان حسن کے — کیونکر نہون ترے لب شکر فشان لذیذ

مرغوب ہے ہر ایک طبیعت کو انقلاب
کہتے ہین ہر جدید کو اہل جہان لذیذ

کب تلخ ہے مذاق کی تلخی سے کوئی شئے
ہے وصل یار سے کوئی نعمت کہان لذیذ

پھیکا ہے گر سخن مین ملاحت نہو حبیب
ہوتا نہین بغیر حلاوت بیان لذیذ

ردیف الف مع لام

مجبور کر رہا ہے مجھے ضبط آہ پر
ظالم خدا سے ڈر یہ ستم بیگناہ پر

آخر اثر ہوا یہہ دل کینہ خواہ پر
آنسو ٹپک پڑے مرے حال تباہ پر

کہدو نگاہ درد عشق جو بگڑو گے آہ پر
لازم سوال حرج نہین اس گواہ پر

انسان جان دے نہ اگر عز و جاہ پر
کیون ہو اجل کو بھوکے رہنے کی راہ پر

دیکھین ہمارا حال وہ عبرت کی آنکھ سے
ہے یار ناز جنکو تری رسم و راہ پر

کیا ہوگی اور گوشہ نشینون کی منزلت
بال ہما ہے تاج سر بادشاہ پر

بے جستجو جہان مین ملی کسکو آبرو
پیاسا ہمیشہ دوڑ کے جاتا ہے چاہ پر

آپس کا میل جول بڑھا دور کر نفاق
اے بوالہوس نظر ہے تری گر فلاح پر

ناحق فلک سے کرتا ہے بیداد کا گلہ
جسنے کیا عبث بھی ستم داد خواہ پر

ظالم نہ ہوگا خلق مین مشہور حق شناس
کر کے میری حقوق کا خون اشتباہ پر

ہر شب ہین شمع خلوت دل داغ آرزو
ظلمت کو ناز ہے مرے بخت سیاہ پر

جاہل نہ کر عوام کی تحسین پر غرور
نفرین عاقلون کی ہے اس واہ واہ پر

ہے عاصیونکو رحمت معبود کی صدا
توبہ کا در کھلا ہے جو آتے ہو راہ پر

دیکھا ہوا نہ اسپہ بھی تاریک عیش کا
دل کا وبال پڑ گیا آخر نگاہ پر

ہوتے ہین شیخ و پیر و مغان آج متحد
مجمع ہے میکشون کا در خانقاہ پر

شاید ہے فسخ عہد وفا کا اونھین خیال
ساکت ہین پھر معاملہ روبراہ پر

کب کمال سے تمہین ہاتھہ آسے کیا حبیب
احباب کی نظر ہی نہین دستگاہ پر

شباب قیس کو بھی رشک ہوتا میرے بچپن پر
وہ مجنون ہون پلا جو کھیل کر صحرا کی دامن پر

بھرے ہین کشت دل مین داغہائے داغ آتش زا
اوڑا دونگا دھوئین بجلی گرے تو میری خرمن پر

ہوا خواہی کا جن پھولونکی دم بھرتا تھا اک عالم
نہین اتا ہے کوئی سبزہ و گل اونکی مدفن پر

نقاب الٹو تو ہو نظارہ باغ حسن کا گلچین
نہین پروانہ آسکتا چراغ زیر دامن پر

میرے چاک گریبان کا رفو اک وجہ حیرت تھا
کہ رشتہ بنکے مژگان رہگیا ہے چشم سوزن پر

تعلق چھوٹ جائیگا مکانون سے مکینونکا
نگاہ یاس کا عالم ہے دیوار و نکے روزن پر

غبار راہ ہستی خاک چھوٹا غسل دینے سے
کفن اجلا اور ہر پہنا اور ہر میلا ہوا تن پر

توکل کا مٹایا نام اطمینان دولت نے
بنے ہم دوست کے بدخواہ تکیہ کر کے دشمن پر

مزا ملتا ہے دلکو اشک خونین کی شرارت مین
یہ طفل ناز پرور لوٹتے رہتے ہین دامن پر

گواہ بیگناہی ہے لب سوفار کی سرخی
جمایا ہمنے کیسا رنگ دیکھو آب آہن پر

سواد چشم عاشق پیشتر رکھتا ہے نورانی
وہ جلوہ عہد موسیٰ مین جو تھا وادی ایمن پر

مصائب مین مقدم ہے تحفظ خوش خیالی کا
ہوا مین چاہیے فانوس رکھنا شمع روشن پر

نہین آسان حبیب نکتہ سنجان جہان ہونا
بڑی جان کاہیون سے دسترس ہوتا ہی اس فن پر

کرون مشق سخن یون پیرو رنگ جہان ہوکر
وہ لہ رہے میری فصاحت جوہر تیغ زبان ہوکر

امید ین نقش پائے سعی بنکر نا امیدی ین
رہینگے مجکو آزاد یسے مانع بیڑیان ہوکر

وہ مایوسی بہایا جسنے دلکا خون آنکھون سے
کھٹکتی ہے ابھی پہلو مین یاد رفتگان ہوکر

بُرا ہو دشمن اعزاز کا سبکی نگاہون مین
سُبک ٹھہرے خمار آرزو سے سرگران ہوکر

اجازت دیکے عرض مدعا کی خود ہوے برہم
مسرت وجہہ حیرت بنگئی قفل دہان ہوکر

ہوا کی امن و آسایش کی اکثر خانہ بربادی
تمنا ین سدا پیش آین مجھ سے سختیان ہوکر

دقایق پر نظر کرنے سے وقت بڑھتی جاتی ہے
زمین شعر کہلاتی ہے نیرنگ آسمان ہوکر

وہ کوشش کیجیے رہجاے نام نیک محشر تک
مزا یہ ہے کہ موت آے حیات جاودان ہوکر

جو کچھہ کرنا ہے کرلو سوچین بیٹھے ہو کیون یارو
متاع عمر ہاتھہ آئی ہی کسکو رائیگان ہوکر

گئے جو منزل ہستی سے اب نقش قدم اونکے
نظر آتے ہین چشم حسرت واماندگان ہوکر

حبیب مبتلا سنبھلا نہ ہمنے لاکھ کوشش کی
پھر آخر تری الفت مین رسوائے جہان ہوکر

رنگ صحبت کا طبیعت مین جما خو ہوکر
بت پرستون مین مسلمان رہی ہندو ہوکر

تازگی کا یہ مزہ ہے کہ جہان مین پہیلے
گل مضمون سے حقیقت کی ادا بو ہوکر

ہے جہان دیدہ کی آنکھون کا یہی عین کمال
تولتی رہتی ہین مردم کو ترازو ہوکر

ہو مری آہ رسا گر تو پریشان ہوجاے
عارض شاہد امید پہ گیسو ہوکر

اثر نغمہ و لکش کی کہون کیا حالت
ہوش کھو دیتا ہے انسان کے جادو ہوکر

نغمہ یاس مین کھٹکے تھے جو ارمان میرے
اک زمانہ ہوا سب بہگئے آنسو ہوکر

حسرت اوس کشتہ اندوہ پہ جس بیکس کی
اجل آئی بھی تو بدخواہ کا دارو ہوکر

دلسے مٹ جاے کسی طرح یہ نقش امید
کہین ٹھہرے بھی طبیعت مری یکسو ہوکر

بیٹھتے اوٹھتے تمہین دھیان رہے زانو پر
دے نہ آزار مجھے رنج کا پہلو ہو کر

میری قسمت کی کجی گر کبھی بدلے قالب
چشم خوبان بنے جگہ لے خم ابرو ہو کر

جرعۂ بادۂ راحت جو کرون نوش طبیب
نیش حسرت مجھے بنجائے گا او چھو ہو کر

تھی گھٹا یاس کی چھائی ہوئی بیچارون پر
بارے رحم آگیا خود اوسکو گنہگارون پر

مجھسے جو ہوگا محبت مین وہ کر گذرونگا
آپ قائم نہین رہتے کبھی اقرارون پر

قید وحشت مین لکھا قصۂ مجنون لیلی
تیرے سودائی نے زندان کی دیوارون پر

جو کہا حضرت واعظ نے بجا ہے لیکن
در توبہ تو نہین بند ہے میخوارون پر

باتین دو چار وہ پوچھو گے جو بچپن سے ہین یاد
بس نکرین کرو رحم دل افگارون پر

بیٹھے بیٹھے تمہین کیا سوجھی یہ وحشت کیسی
خود چھری پھیرتے ہو اپنے طرفدارون پر

گرمی حسن گئی رخ پہ چمک سے بہی تو کیا
دھوپ ڈھلتی ہوئی چڑھ جاتی ہی دیوارون پر

آس توڑی مری بیوقت نہ آیا یہ خیال
سب دم نزع ترس کھاتے ہین بیمارون پر

اہل زر کب ہوئے ہمسایہ کی عسرت سے ملول
کی کہان پھولون نے بخشش کی نظر خارون پر

ربط غیرون سے خوش آیا نہ انہین کیون صبا جب
خفگی کا یہی باعث ہے وفادارون پر

جگر و دل کی نقاہت سے پریشان ہین حواس
یاس چھائی ہے مریضون کی پرستارون پر

جان جانی ہے تو پھر مفتین کیون جانی پائے
جب ہے مرنا ہی مرین کیون نہ طرحدارون پر

غنچہ کو کس حسن جہانسوز کا آیا تھا خیال
بستر گل نے لٹایا ہمین انگارون پر

دیکھہ واعظ وہ اوٹھی جانب میخانہ گھٹا
ناز ہے رحمت باریکو سیہ کارون پر

الفت حور جنان ہین ہین قیامت کے قیود
شاق کس طرح نہون تیرے طلبگارون پر

حشر مین دینگی شہادت یہی خونریزی کی
نازکیون ہے ستم ایجادون کو تلوارون پر

شیخ کا حال سُنا جیب سے بوتل نکلی
معترض تھے یہی کل تک میرے گرداپر

اصل ثابت ہے وہی شرع کا اک پردہ ہے
دانے تسبیح کے سب پہرتے ہین زنار و نپر

اوٹھہ در پیر خرابات سے للّٰلہ حبیب
ایسے افعال سے حرف آتا ہے دیندار و نپر

کسیکی جبہہ سائی سے کبھی گھستا نہین پتھر
وہ چوکھٹ موم کی چوکھٹ ہے یا میری جبین پتھر

کہلا اب رکھتے ہین پہلو مین پنہان نازنین پتھر
نہ تھا معلوم ہین قلب بتان مہ جبین پتھر

بٹھایا خاتم عزت پہ تیرے نام نامی نے
دگر نہ ہے یہ ظاہر تھا حقیقت مین نگین پتھر

دکھلائے پہر نہ کیون تاثیر اپنی جذب روحانی
یقین ہو جاے جب حاجت روا ہی بالیقین پتھر

تلاش یار مین کیا خار دامنگیر ہمت ہون
ہوے نادم ملے جب سدرہ بنکر کہین پتھر

جو مین آے کوہکن دون جان شیرین عشق شیرین مین
تو دکھلاے بجاے شیر جوے انگبین پتھر

گرادون فیض اعجاز نبوت سے وہ مومن ہون
چھپائین پہر مخالف گر میان آستین پتھر

پس مردن رہی قلب و جگر مین گر یہی سوزش
تو لوح سنگ مرمر ہوگی از خود آتشین پتھر

یہ کہتا ہے کسی نامہربان کا مہربان ہونا
پسیجین گے تری گرمی سے آہ آتشین پتھر

گرین ہر سنگدل پر بجلیان ایسے حوادث کی
کہ دیتے ہین گواہی تیری آہ آتشین پتھر

حبیب آے کہان سی تازگی نخل مضامین مین
جہان تک دیکھیے ہے یکقلم یہ گلزمین پتھر

ہے زیان کاسود کی کوشش مین ڈر آٹھون پہر
وقف بیتابی ہی دل مضطر جگر آٹھون پہر

ہے خدا سے یہ دعا ای میر آٹھون پہر
ہو مرا سر اور تیرا سنگ در آٹھون پہر

پاک باطن سب ہین رندون مین تکلف کچھ نہین
ہین یہ آپسمین شریک ماحضر آٹھون پہر

فکر حالات جہان مین جسنے کرلی آنکھ بند
کارعینک کرتی ہے اوسکی نظر آٹھون پہر

چھوڑ کج بحثی کو بن چپ ہو کے سب کا ہمزبان
فکر تالیف جہان اسطرح کر آٹھون پہر

دوستون سے ملنے جلنے مین ہی لازم قید وقت
ایک حالت مین نہین رہتا بشر آٹھون پہر

گر نہ ساز و برگ ہو آزاد بن مانند سرو
بید مجنون سا نہ رہ آشفتہ سر آٹھون پہر

نیک مردون کا بدون پر بھی گمان ہوتا ہی نیک
بدگمان نیکون سے ہین ارباب شر آٹھون پہر

سب سے تو یکسان تلطف کر جو ہی خواہان عیش
اس چمن مین چلتی ہے باد سحر آٹھون پہر

جو غنی ہین دلکے خوبو اون کی چھپ سکتی نہین
عنچے مٹھی مین لئے رہتے ہین زر آٹھون پہر

دمبدم گھڑیال کا بجنا ہے کوس الرحیل
کاروان عمر ہے گرم سفر آٹھون پہر

خواب دیکھا تھا کوئی یا صحبت احباب تھی
عیش مین یا ہو گئے تھے مختصر آٹھون پہر

آجکل ہے کچھ عجب عالم حبیب زار کا
ہاتھ دلپر ہے تو آنکھین سوے در آٹھون پہر

بھلا روئین نہ اپنے دیدۂ گریان لہو کیونکر
کہین کیا کسطرح ملکر چھٹا وہ ماہرو ہو کر

مقابل ہو الٰہی مجھسے وہ آئینہ رو کیونکر
اوسے دیکھون مین دیکھون بنکی حیرت مو بمو کیونکر

یکایک وصلکی اون سے کرین ہم گفتگو کیونکر
یہ مطلب بے تکلف لب تک آئے دو بدو کیونکر

نظر آئین خدایا کو بکو وہ ماہرو کیونکر
نگہہ کیطرح سے آنکھون مین رکھون لکھ تو کیونکر

نمک زخمونپہ ہر دم خندۂ قاتل چھڑکتا ہی
دل صد چاک پر اپنے بھلا ہوگا رفو کیونکر

کبھی پہاڑا گریبان کہاے پتھر کبھی پٹکا
تاسف ہے کہ اس وحشت مین کھوئی آبرو کیونکر

تھمین آنسو بھلا کسطرح جھپکلے سے پلکونکے
رکین ان پنجہاے ناتوان سے آبجو کیونکر

ہوئے ہین خاک پا بوسی کی حسرتمین مگر دیکھین
نکلتی ہے پس مردن ہماری آرزو کیونکر

ادہر پُر درد آہین ہین ادہر نیچی نگاہین ہین
چھپے راز محبت بیٹھنے سے روبرو کیونکر

پس مردن ہماری خاک کے ذرّے پریشان ہین
ذرا دیکھو تو کرتے ہین تمہاری جستجو کیونکر

تماشا ہے ذرا مستونکی کیفیت بھی دیکھ آؤ
ہین چلتے کسطرح ساغر لنڈھکتے ہین سبو کیونکر

دہوان مجنون کی آہون کا سواد دیدہ لیلےٰ
نہو ہر شب بلا گردان زلف مشکبو کیونکر

حبیب احباب کی خاطر سے کہلی یہ غزل ورنہ
پریشانی مین ہو دم بھر طبیعت ایکسو کیون کر

آنے کا سنا جاؤ خذا را کو ئیدن اور
ہوگا مری تقدیر مین ایسا کو ئیدن اور

وہ ہون مرے مہمان مین کرون شکر کی سجدے
اسطرح کا آجائے خدایا کو ئیدن اور

کیون نامہ رسان آج بھی وہ شوخ نہ آیا
ہے ملنے سے انکار کہ ٹھہرا کو ئیدن اور

ہر وعدہ پہ کہتے ہین بنا کردہ کوئی عذر
بہتر تھا جو ملنے کا ٹھہرتا کو ئیدن اور

مجبور ہون کیا اسکے سوا ہے مجھے چارا
لکھہ بھیجون سمجھکر یہ اشارا کو ئیدن اور

یا یہ کہ لکھون اونکو بہت خوب مگر اب
تجویز کرین آپ ہی اچھا کو ئیدن اور

لیکن یونہین ہفتہ یہ گذر جاے تو پوچھون
فرمائے اب انکے علاوہ کو ئیدن اور

وہ آئے ہین مطرب سے ہے معنی بھی ہی ساقی
میرے لئے ایسا تو نہ ہوگا کوئی دن اور

آتی ہے خزان بلبل شوریدہ نہ اترا
شاید نہو پھر عیش کا ایسا کو ئیدن اور

موقوف قیامت ہی پہ ملنا ہی حبیب آہ
اس سے بھی تو اب دور نہ ہوگا کو ئیدن اور

جانگسل ہے یاد زلف و رخ مین یان شام و سحر
ہو رہی ہے قتل کی تدبیر وان شام و سحر

صحبت قلب و جگر سے ناک مین آیا ہی دم
دونون پہلو مین ہین نالان ایکسان شام و سحر

رخصت ای بیماری دل مژدہ ای شوق وصال
کل سے آتے ہین وہ ہو کر مہربان شام و سحر

ہو کے برہم آ گئی زنجیر ترے زلف دوتا
دیکھلے آئینہ مین ہین ایکسان شام و سحر

باغ مین آئے ہین وہ دو چار دنکے واسطے
آجکل بلبل ہے میری ہم زبان شام و سحر

ہون کسیکا خون ناحق روز کہتی ہے شفق
در پے بیداد ہے کیون آسمان شام و سحر

لیٹے وہ گل آ کے جس بستر پہ بو جیتی نہین
سونگھتے ہین میرے تکیے راز دان شام و سحر

کہینچ کر بنت العنب لیجاتی ہے میخانیکو
جانستان ہی یہ بلائے بے امان شام و سحر

سیکڑون رفتار پر مٹجائین مثل نقش پا
سیر کو نکلین جو وہ دامن کشان شام و سحر

بلبلونکو چھوڑ دے صیاد ہی فصل بہار
دینگے خوش ہو کر دعا یہ بے زبان شام و سحر

کھولکر گیسو اگر چہرے سے الٹین وہ نقاب
یکزبان ہو کر پکارین الامان شام و سحر

ہے حبیب خستہ نالان راتدن مثل جرس
دلکو ہے رنج فراق رفتگان شام و سحر

دلکو ہے رنج فراق رفتگان شام و سحر
میرے یوسفکو ہے باد کاروان شام و سحر

سر گران ہین عادی رحل گران شام و سحر
بار زاید ہے وبال کاروان شام و سحر

گوچہ ہاے گیسوے مشکین مین کیا اندھیرے ہے
لٹتے ہین ان راستون مین کاروان شام و سحر

ہے جگر پر داغ اور دلمین بھری ہین حسرتین
کاروان ہی روبری کاروان شام و سحر

ای جگر دل کی طرح تو بھی کہین بہہ جائیگا
چل رہا ہے آنسوؤن کا کاروان شام و سحر

منزل جانانکا ابتک کچھہ پتا ملتا نہین
ہے روان عمر روان کا کاروان شام و سحر

لیچلی ہین دلکو سوے کوے قاتل حسرتین
کس تردد مین ہے میر کاروان شام و سحر

روز و شب ہین وادیٔ غربت مین میرے دو رفیق
عمر مستعجل کے میر کاروان شام و سحر

عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوے عشق
آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر

سرمگین ہون تیری آنکھین یا کہ خواب آلود ہون
لوٹ لیتی ہین یہ رہزن کاروان شام و سحر

خاک کا میری رہ الفت مین کیا ہوگا نشان
روندتا رہتا ہے مدفن کاروان شام و سحر

بحر الفت پر بنا ہے پل مرا سنگ مزار
جھیلتا ہون سر پہ بار کاروان شام و سحر

دیدنی ہے تیرے دیوانیکی از خود رفتگی
تاج سر ہے فرش راہ کاروان شام و سحر

ہنستے آئے تھے چلے گلزار سے روتے ہوئے
عبرت افزا ہے گلونکا کاروان شام و سحر

محشرستان تمنا ہوگی خلوت یار کی
چل رہا ہے حسرتونکا کاروان شام و سحر

عرش منزل ہے مرے افکار بالغ کی حبیب
خلوت دل ہے سرائے کاروان شام و سحر

چھری پہیری ہے چلتی چلتی پھر کر خلق بسمل پر
تڑپ جاؤن نہ بعد ذبح کیون ہین پاے قاتل پر

تڑپتا ہون نہین چلتا ہے کچھ بس قلب بسمل پر
یہ نادان آج شیدا ہوگیا ابروے قاتل پر

بنا رکھا ہے اکعالم کو ناحق غیرت مجنون
گمان ناقۂ لیلیٰ ہے اوس کافر کی محمل پر

لب جان بخش تک جاکر رہی محروم بوسے سے
ہم اوس پانی کے پیاسے تھے جو تڑپا ہی سال پر

حنا ملکر وہ آئے ہین دلونکا نقد سودا ہے
شہادت خواہ دو ہاتھین خون بہا ہی دست قاتل پر

بساط دل مین تھا اک داغ خون ہوکر بہا وہ بھی
لہو روئے نہ کیونکر برق خندان میرے حال پر

سخن شاہد ہے دعوی پر اگر منصف طبیعت ہو
حقیقت نیک و بد کی آپ کھلجاتی ہے عالم پر

اسی تشویش مین اوٹھتے نہین ہم کوی جانا کی
یہ بے قابو نہ ہوجائے بہروسا ہی کسی دل پر

پھرینگے ڈھونڈھتے تجکو یہین صحرائی وحشت مین
یہ پوچھینگے دیوانون سے جب پہونچینگے منزل پر

خدا کیواسطے پہر ذبح کرکے دیکھتے جاؤ
ذرا تلوار کا پانی چھڑک دو مرغ بسمل پر

خط تقدیر ہے میرا جسے سمجھے ہین سب جوہر
برات جان و دل لکھی ہوئی ہے تیر قاتل پر

تمہارے کوچہ مین ہر دم یہ مجکو کھینچ لاتا ہی
سمجھ لو اس سے تم صاحب مرا قابو نہین دل پر

بشارت دیر ہی مین عشق مین بہی سب خاک ہونیکی
سونگھاتے ہین چھڑک کر عطر مٹی کا بھی گل پر

ثواب ذبح کا وہ مدعی ہین خون ناحق کا
سند بنکر مرا محضر بندہا بازوے قاتل پر

جفائین کرکے ناحق شاد ہو لے دل مین او ظالم
عیوض تیرے ستم کا ہمنے بہی چھوڑا ہی عادل پر

گر تک بازار سے لینگے رکہلو جیب مین بوتل
حبیب اوٹھو گہٹا آئی پینگے چلکے ساحل پر

ردیف راے ہندی

کافی ہوئی نہ روح کو تنہا بدن کی آڑ
بالیدہ ہو کے جسم نے لی پیرہن کی آڑ

غربت مین یون کیا ہی تعلق نے پای بند
جسطرح اشک شمع کو روکے لگن کی آڑ

عالم ہے اہل فیض کے جلوے سے مستفیض
سورج کی ضو کو روکے گی کبتک گہن کی آڑ

تہا چونکہ بات بات مین قصد مخالفت
خلقت کیوقت ڈہونڈہی زبان نے دہن کی آڑ

مٹہی مین دیکے کار جہان پیتا ہی چرخ
مہندی ترشتی رہتی ہے بنکر حسین کی آڑ

غافل لحد مین ظلمت اعمال کو کبھی
ہوگی نہ مکتفی ترے اوجلے کفن کی آڑ

لی میری فرد جرم جو عادل نے ہاتھ مین
چھپنے کو ڈہونڈہنے لگین سطرین شکن کی آڑ

دکھلا رہی ہے تختہ سنبل پہ چاندنی
عارض کی ضو کو زلف شکن در شکن کی آڑ

میرے گناہ ڈہونڈہتے پھرتے ہین رات دن
دامان لطف و مرحمت ذوالمنن کی آڑ

عسرت کی خو دہین بے سروسامانیان گواہ — کیونکر چھپائے اسکو لباس کہن کی آڑ
دشمن ہے وہ عزیز جو دشمن کا دوست ہو — کہلواتی ہے شکار ہرن کا ہرن کی آڑ
چہرے کی منوسی خط شعاعی ہون تیلیان — چلمن اگر ہو مہر رخ سیمتن کی آڑ

کچھ ڈر نہین ہے تیر حوادث کا ای حبیب
حصن حصین اس ہے شاہ دکن کی آڑ

اوالجہن ہو دلکی کم کوئی ایسا فسانہ چھیڑ — پھر ذکر زلف یار کا باد صبا نہ چھیڑ
کرتا ہے صلح جو سی جہان عامیانہ چھیڑ — جو ذکر چھیڑ دب کہکے رنگ زمانہ چھیڑ
ہے آج پاس ملت و مذہب کا حال کیا — اس بحث کو برائے خدا واعظانہ چھیڑ
مشکل ہے اونکے ساتھہ ہمین وضع کا نباہ — کرتے ہین بات بات مین جو عامیانہ چھیڑ
ق
مرغوب ہی نہ حسن نہ بیر اور نہ شاہدین — بیٹھے ہین ہم بھرے ہوے بہر خدا نہ چھیڑ
ٹپا کہانگا کسکا خیال اور کہان کی دہن — دہر پت الاپ اور نہ کوئی ترانہ چھیڑ
ساقی خمار غفلت صد سالہ دور کر — مطرب غزل موافق حال زمانہ چھیڑ
پاتے نہین عزیزون مین جز کینہ و نفاق — کچھ رنج کے سوا نہین حاصل گمانہ چھیڑ

جی چاہتا ہے قطع تعلق کو ای حبیب
اہل وطن کی خوبیون کا تذکرہ نہ چھیڑ

چل نہین سکتی وہان ذہن رسا کے جوڑ توڑ — اونکی چالین ہین قیامت کی ملا کے جوڑ توڑ
ہے نظر انداز کوئی کوئی منظور نظر — دیکھنا اوس بت کی چشم فتنہ زا کے جوڑ توڑ
کج ادائی بات سے جسکی لگاوٹ کھیل ہی — سیکھہ لے اوس فتنہ گر سے کوئی آ کے جوڑ توڑ
سب کہین پھر کچھ نہین حرف آنی پائی کیا مجال — گر کرے کوئی تو یون پہلو بچا کے جوڑ توڑ

پا کے قابو کرتے ہین اہل غرض کیا دانون گھات	۱	چلتے ہین مطلب کی چالین مدعا کی جوڑتوڑ
دوست بنکر کرتے ہین نیکی کے پردے مین بدی	۲	راج نیت یہ ہے دیکھو اغنیا کے جوڑتوڑ
سختیان استاد ہین انسان کی دنیا مین حبیب		کرتے ہین مغلوب کو غالب سکھا کی جوڑتوڑ

ردیف زاے معجمہ

جان تازہ ہو تن مین وہ سنا دے اگر آواز	ہر دم رہ مطلوب مین ہون گوش بر آواز
بیجا نہین فرقت مین تمہاری مرے نالے	جاتے ہو جدہر دیتے ہین سنگ و شجر آواز
ہو جاتی ہے دلپر کبھی فریاد کی تاثیر	وہ مجکو بلا لیتے ہین پھر پہچان کر آواز
ٹالے نہین ٹلتین شب فرقت کی بلائین	اب مجھکو سناتا نہین مرغ سحر آواز
اس شکل سے رونا مرا بے سود نہو گا	دے اونکو اگر حالت دل کی خبر آواز
دہوگا مجھے ہوتا ہے کہ تم آئے ہو صاحب	دیتا ہے جو آکر کوئی بیرون در آواز
مشتاق سر شام سے ہین منتظر دید	گر بام پر آتے نہین دو ایکدم آواز
چھوڑا مجھے غمخوار گئے ملک عدم کو	ملتا نہین کچھ اونکا نشان دون کدھر آواز
ای ضعف چھٹا شعلۂ نالہ و فریاد	اب منہ سے نکلتی نہین دو دو پہر آواز
ہے رنج خزان درد اسیری سے زیادہ	کیا دون تجھے صیاد مین آواز پر آواز
جب قافلہ صبر چلا دل ہوا نالان	اکثر یہ جرس دیتا ہے وقت سفر آواز
نالون سے مرے کیون نہ پڑین عرش کی حامل	اونکی بھی ہلا دیتی ہے قلب و جگر آواز

کیا شکوہ حبیب جگر افگار پہ گذری
فریاد کی آتی رہی یہان تا سحر آواز

مدت ہوئی ہین در پہ تیرے گوش بر آواز
پردیسے سنا دے ہمین ای فتنہ گر آواز

وہ غیر کے گھر آئین یہ اُمید نہین ہے
حیران ہون آتی ہے کدہر سے اودھر آواز

کہتا ہون اگر کون ہے یان کیون نہین کہتی
کہتے ہین اجی سنتے ہین دیوار و در آواز

رکھدیتے ہین وہ ہاتھہ مرے مُنہ پہ یہ کہکر
خاموش رہو جائیگی تا رہ گذر آواز

یون آتی ہین اب میرے تنفس کی صدائین
جسطرح سے دیتا ہے کوئی نوحہ گر آواز

مرغوب نہ کسطرح ہو معشوق خوش الحان
کر جاتی ہے بیساختہ دلپر اثر آواز

نالون سے ہمین اور تو مطلب نہین کوئی
ہان اونکو سنا آتے ہین شام و سحر آواز

کیا نیند ہے غفلت کی نہین کہلتی ہین آنکھین
دیتے ہوئے جاتے ہین ہمین ہمسفر آواز

دیوانہ حبیب جگر افگار جو ہوتا
ہرگز دل سامع پہ نکرتی اثر آواز

ردیف سین مہملہ

داغ دل ہین غیرت صد لالہ زار ابکے برس
بعد مدت کے پھر جوش بہار ابکے برس

ابیاری سے تری اے تیغ یار ابکے برس
تختہ گل ہے ہمارا جسم زار ابکے برس

تا بدامن ہے گریبان تار تار ابکے برس
ٹوٹتے ہین تلوون مین چھبہ چھبہ کی خار ابکی برس

ہے یہ زور آمد فصل بہار ابکے برس
مست ہین زاہد بھی مثل بادہ خوار ابکی برس

الفت ساقی نے لو زاہد کو بھی کھینچا ادہر
دورے کا سبحہ پہ ہوگا شمار ابکی برس

فصل گل مین بعد مردن بھی ہوا جوش جنون
سنگ طفلان سے ہو ترمیم مزار ابکی برس

شیشہ مین پنہان ہی مے اور دلمین ذوق مے کشی
آ مے ہی ساقیکی ای ابر بہار ابکے برس

ساقیا عینک چڑھے ہون رنج و غم بالائے طاق
بادہ دیسالہ کا شیشہ او تار ابکے برس

ظلم پر باندھی ہے پھر صیاد نے گلچین نے کمر
قید بلبل کی ہے گلشن مین پکار ابکے برس

آرزو ہے بعد مرنے بھی رہون سیراب مے
صرف جام و خم کرین میرا غبار ابکے برس

جوشش خون بلبل شیدا کا پیدا ہو اثر
لے اگر نصدر گل نوک خار ابکے برس

جلتے ہین دل بلبلون کے آشیانکی طرح سے
آتش گل کی ہے گلشنمین پکار ابکے برس

قسمت اپنی اپنی ہے اچھا مبارک ہو حبیب
خار غم ہمکو تہین پہلوئے یار ابکے برس

وقت کی قدر نہ جانی افسوس
مفت مین کہوئی جوانی افسوس

خلق مین ہیچمدان بنکے رہے
کر رہی ہے ہمہ دانی افسوس

داغ بھی زخم جگر کا نہ رہا
تہی یہ قاتل کی نشانی افسوس

اوسی بیدرد پہ مایل ہوا دل
میری اکبات نہ مانی افسوس

دلسے آمادۂ بیداد ہین وہ
اور کرتے ہین زبانی افسوس

حال فرقت نہ کہون ہوگا اونہین
سنکے یہ رام کہانی افسوس

چمن دہر مین کیا کیا گل ہین
پر ہے یہ عالم فانی افسوس

جنسے امید وفا تھی وہ حبیب
ہو گئے دشمن جانی افسوس

تری امید پہ ہوتے ہین ہم کہان مایوس
ہمیشہ دلکو کرے لاکھہ آسمان مایوس

نہین خبر اونہین اپنے امیدوارونکی
کہین زیادہ ہین پیرونسے نوجوان مایوس

ستایا درد نے ہرچند اے مرے عیسی
نہ زندگی سے ہوا تیرا نیمجان مایوس

کسے ہے حوصلہ اب منت وسماجت کا
ہوئے ہین عفو سے اونکے مزاجدان مایوس

جو سیکھا اوسکا تغافل تو اے سگ دلبر
رہینگے میر طرح میرے استخوان مایوس

مجھے اُمید ہے بخشے گا اپنی رحمت سے
کریم کرتا ہے بندونکو تو کہان مایوس

ردی ہے حال تمہارے مریض عشق کا آج
طبیب دیکھ کے ہین نبض ناتوان مایوس

بھلا رہی نظر مہر سے کہان اُمید
بنا چکی ہین جب یار کی زبان مایوس

پہنسے گا قہر الٰہی مین دیکھ اے ظالم
کرین نہ زیر فلک شور الامان مایوس

ہمارے زور طبیعت کو دیکھتے احباب
نہ کرتے ہوتے صلہ سے جو قدردان مایوس

خدا گواہ ہے باقی نہین اُمید کوئی
کیا ہے اوسنے مجھے ہو کے بدگمان مایوس

ہمیشہ صبر ہے مفتاح باب فرح و سرور
کبھی بہار سے کرتی نہین خزان مایوس

حبیب کو در شاہ دکن ہی باب اُمید
خدا نخواستہ کب ہی یہ خوش بیان مایوس

جانجان کس فکر سے ہی پھول سا چہرہ اوداس
آپکو ہمنے کبھی دیکھا نہین ایسا اوداس

یہ بھی کوئی بات ہے صاحب ملو یا دو جواب
صبح سے بیٹھا ہی در پر عاشق شیدا اوداس

عیش کا سامان سب تھا ایک وہ دلبر نہ تھا
باغ ویرانہ نظر آیا مجھے صحرا اوداس

لوگ سچ کہتے ہین ذکر عیش نصف العیش ہے
چھیڑ دین باتین تمہارے دلی جب بیٹھا اوداس

اپنی اپنی عیش و راحت سے زمانے کو عزیز
بے سبب کوئی کسیکے غم سے کیون ہوگا اوداس

شام سے رونق تھی ایسی کچھ کہا جاتا نہین
صبح کو رخصت ہوئے وہ گھر ہوا میرا اوداس

درد کی تاثیر خود ہوتی ہے اہل درد پر
میرا دل بھر آیا جب کوئی نظر آیا اوداس

دی تسلی تیری اُمید کرم نے اے رحیم
ہو کے مین ہر سمت سے مایوس جب بیٹھا اوداس

یہ تغیر دیکھنا خندان تھے جو گل شام کو
جا کے جب وقت سحر دیکھا اونہین پایا اوداس

کشور دل کا یہ عالم ہے تمہارے ہجر مین
ایک مدت سے ہو جیسے کوئی ویرانہ اودا اس

پیکے اک ساغر کہان رہتی ہی کلفت ساقیا
پاس تیرے بیٹھکر کوئی نہین اوٹھتا اودا اس

اے مغنی چھیڑ دے کوئی ترانہ جانفزا
ہے ہجوم فکر سے اسوقت دل میرا اودا اس

چار دنکی زندگی یہ کاٹ دو ہنس بول کر
اے حبیب اچھا نہین ہر دم پڑے رہنا اودا اس

کیون مستقل مزاج کو ہونے لگا ہراس
بیم و رجا کا لطف کجا اور کجا ہراس

اعمال زشت آتے ہین بنکر مہیب شکل
ظالم کو مرتے وقت ہی دیکھو سوا ہراس

ہر وقت ہے نظر تری رحمت پہ اے کریم
ہوتا نہین ہے دلکو ہمارے ذرا ہراس

جو ہین جری وہ ہنستے ہین تیغون کی چھاؤنین
کرتا ہے دور دل سے یقین قضا ہراس

حاشا نہین ہے کچھ مجھے اپنے فنا کا غم
باقی اگر ہے بحر تو قطرہ کو کیا ہراس

کرتی ہے خوئی جور ستمگر کا دل ضعیف
ہے تیغ انتقام کے ڈر سے بجا ہراس

رہتی ہین ہم خدا کے سہارے پہ اے حبیب
ہوگا نہ ایک لحظہ بھی تا انتہا ہراس

ردیف شین معجمہ

تھکا ہے دست جنون کرکی پیرہن کی تلاش
ہوئی ہے شوق گریبان مین اب کفن کی تلاش

کھلا نہ عقدۂ موئے کمر کی طرح یہ راز
گئے عدم کو بہت کی ترے دہنکی تلاش

مژہ پہ خون جگر ہے ٹپک گئے آنسو
ملے ہین لعل یمن ہے در عدن کی تلاش

جہان مین کوئی مجھسا نہو گا سودائی
اسیر ہو کے بھی کی زلف پرشکن کی تلاش

سوائے نکتہ طرازی زبان کو کام نہین
پسند ہے ہمین ہر بات سے سخن کی تلاش

کہلے کہین در زندان توہین کرون جلکے
میان دشت وجبل قیس و کوہکن کی تلاش

سبھی کو ہوتی ہے نعمت کی قدر بعد زوال
قفس مین بلبل نالان کو ہے چمن کی تلاش

شمیم کاکل جانان نسیم لائی ہے
خطا ہے اب جو کرون نافۂ ختن کی تلاش

پسند آئینگے حلے ہمین نہ حور و قصور
کرینگے پھر اسی ترجامۂ کہن کی تلاش

چلا جہان سے منعم بنا کے قصر بلند
مآل فکر عمارت ہے گورکن کی تلاش

ہر ایک شغل سے ہی اے حبیب ہمکو پسند
خیال شاہد رعنا مے کہن کی تلاش

کیون ہو نہ مزاج بت گل پیرہن آتش
بھڑکی ہے گلستان مین چمن در چمن آتش

بھر دیتی ہے اک تازہ حرارت رگ و پی مین
ساقی مے گلرنگ ہے یا موجزن آتش

آسان نہین کچھ عشق گل شمع کا بلبل
دامن مین نہ تو لیگی مثال لگن آتش

ہے نائے تفنگ اپنا گلا سوز درون سے
کیا دور اوسی طرح جو اوسکے دہن آتش

یاد آتا ہے جب عالم غربت مین وہ کلگشت
بھڑکاتی ہے دل مین مرے حب وطن آتش

جلجائین نہ ایک بات مین کیون صاحب غیرت
انسان کی ہتک حسمین ہو ہے وہ سخن آتش

مین کشتۂ عشق بت کافر ہون بنینگے
چنگاریان کافور کے ٹکڑے کفن آتش

ہمنے اسے خاک رہ دلبر سے لکھا ہے
کیا تاب جلائے کوئی تار کفن آتش

اقوام کی خرمن کو ہوس اونکی ہے بجلی
بھڑکاتے ہین پیکار کی جو تیغزن آتش

کہتے ہین حبیب اسکو فن نظم کی قدرت
گر ہوتے تو دیتے تہمین داد سخن آتش

کیا کبھی گردون ینائی نہوگا پاش پاش
ہو جو ہے ہاتھون سے اسکے دلکا شیشہ پاش پاش

محتسب تو نے کیا گر جام صہبا پاش پاش
جبّہ و عمامہ ہم کر دینگے سارا پاش پاش

چارہ سازی چاہیئے تمکو دل صد چاک کی
اور دیدیتے کسیکو گر نہوتا پاش پاش

چھوڑ کر سجادہ شب کو کس سے اولجھی جا کی شیخ
جامہ احرام کل تک تھا نہ ایسا پاش پاش

دیکھلے کیا پوچھتا ہے مجھسے حالت درد کی
تیری الفت مین ہے ایظالم کلیجا پاش پاش

عقل سے خالی ہے جسکو ہو نہ قدر اتفاق
قطرے بنجائینگے گر ہو جائے دریا پاش پاش

ہو بُرا باد مخالف کا چلے اس زور سے
بادبان کشتی کا میری کر کے چھوڑا پاش پاش

سب نے دیکھا جو جنون مین میرے ہاتھونسی ہوا
پاؤن بھی کر دینگے اب دامان صحرا پاش پاش

یاد مژگان دل مین دکھلاتی ہے جذب کہربا
ہوتے ہین تلوون مین چھبکر خار صحرا پاش پاش

خال و خط بنتے ہی بھڑکی ایسی آتش حسن کی
ہو گیا آئینہ اے خورشید سیما پاش پاش

پھوٹ پڑ جانے پہ ہر گہر کی وہ حالت ہی حبیب
جسطرح ہو جائے طوفان مین سفینہ پاش پاش

کسی صورت سے ہوئی کم نہ ہماری تشویش
جب بڑھی دن سے تو آفاق مین پھیلی تشویش

منتظر رہتا ہون رحمت کا ہر اک مشکل مین
نہین ہوتی ہے مرے دلکو ذرا بھی تشویش

ملکے معشوق سے عاشق کا ہی چھٹنا بھی ستم
راتدن تازہ قلق گریہ درازی تشویش

تجربہ ہے مجھے جب ہوتا ہی حاکم سے خلاف
تو بھلا دیتی ہے سب کارگذاری تشویش

مرہم زخم جگر تیرا کرم ہے ساقی
ایک ہی جام سے جاتی رہی ساری تشویش

رنج غربت سے بہت اسکے سوا دنیا مین
ہو نہ دلکو مرے ایحضرت باری تشویش

اب نہ غم کا ہے نشان اور نہ بیتابی کا
آکے وہ مجھسے ملے دل سے ہماری تشویش

دربدر کھینچتی ہے چارہ گری کی اُمید
ہے جہان مین سبب ذلت و خواری تشویش

منعم کرتے ہو افکار کا ناحق شکوہ
نہ کسی اور کی راحت نہ تمہاری تشویش
تازہ آفات سے انسان کو اللہ بچائے
اگلی کلفت کو بھلا دیتی ہے پچھلی تشویش

کیا کروں گر نہ غرض لیکے امیر و نسے ملوں
ہے حبیب اب تو میرے دل کو یہ ساری تشویش

عاشقوں کو تو سدے ہر حال مین دیکھا بشاش
راتدن گل کی طرح رہتا ہے چہرہ بشاش
بزم عشرت کی ندو دستو تکلیف عبث
دل گرفتہ ہون کروگے مجھے تم کیا بشاش
راتکو خواب مین شاید ترا دیکھا ہی جمال
صبح سے آج ہی کچھ عاشق شیدا بشاش
شاق ہے صحبت ناجنس گوارا عزلت
اپنی اشغال مین ہین رہتا ہون تنہا بشاش
آمد موسم گل کی خبر آئی شاید
نظر آتی ہے ذرا بلبل شیدا بشاش
پاکے وحشی ہمین ناجنس بھی ہمجنس بنے
دیکھکر ہونے لگے آہو سے صحرا بشاش
ہند مین چھایا ہے عسرت سے اودا سی کا سمان ق
سو مین دو چار کو بھی ہمنے نہ پایا بشاش
ساری قومون سے مسلمانون کی حالت ہے تباہ ۲
یہ تو ہین دیکھ کے اپنون کا بگڑنا بشاش
دال روٹی جنھین ملتی ہے ابھی تھوڑی سی ۳
اونکو رکھتا نہین دنیا کا جھگڑا بشاش
فکر ہر وقت یہ ہے قتل ہون سب خویش و عزیز ۴
گل چراغ اونکے ہون تب دل ہو ہمارا بشاش
خوش ہی یہان حضرت محبوب کے سایہ مین حبیب ۵
اوسجگہ ہوتا اگر تو بھی نہ رہتا بشاش

ردیف صاد مہملہ

مین نے کہا اوس شوخ سے مین ہون کہا نمین دشمنام حریص
چہیڑ تو دیکھو اوسدن سے رکھا ہے میرا نام حریص

وصف قناعت ہو نہ اگر انسان نہین ہوتا مستغنی

خواہش دل سے دہر مین اکثر رہتے ہین ناکام حریص
چپکا بیٹھا دیکھہ کے مجکو اون سے کسینے گر پوچھا
بولے وحشی نام ہے اسکا اور لقب بدنام حریص

دولت وزر کی خواہش مین عزت بھی کھو بیٹھا غافل
پہلے نہ کچھ آغاز کا اپنے سوچا تو انجام حریص

تیرے مقدر مین جو تہا کیون اوس سے زیادہ دیتا وہ
غیر کا حصہ گر نہ ملا رازق کو نہ کر بدنام حریص

ساتھہ بدونکے نیکی کرنا باطل کی تائید سمجھہ
فیض کی خو بدخو مین نہین کیا دیگا تجھے انعام حریص

طرف مرا کیا دیکھے گا کر دونگا ساقی خم خالی
مین ہون حریص بادہ اور بادہ کا ہے میرا جام حریص

دل مین بتون کی الفت ہے اور لب پر زاہد نام خدا
دیر کا عزم کیا اور باندہا کعبہ مین کیون احرام حریص

جنس قناعت ہاتھہ سے کہو کر کے تونے دریوزہ گری
ناحق فکر لاحاصل مین کہوئی عمر تمام حریص

گیسو ورخ کے عالم سے ہین مہر و انجم شرمندہ
کسب جمال یار کے دیکھے ہمنے صبح و شام حریص

نقد دل و دین کہو کر لی کیون جنس محبت تونی حبیب

داغ کہن کافی تھے بنا دیوانہ دیگر دام حریص

عرض کرتا ہون کبھی جا کے جب اپنا اخلاص
کہتے ہین وہ مجھے بھاتا نہین ایسا اخلاص

جان تازہ ہوئی پھر دیکھکے اونکا اخلاص
بنگیا ورد کدورت کا مسیحا اخلاص

لیکے دل آپ ہوئے دشمن جان عاشق
واہ اچھا ہی بھیہ دنیا سے نرالا اخلاص

جو برے وقت مین دی ساتھہ اوسے سمجھو دوست
یون تو لکھتے ہین سبھی خط مین سراپا اخلاص

کیا مزہ ملتا ہے اس تفرقہ پردازی مین
ای فلک تجھکو کسیکا بھی خوش آیا اخلاص

جسطرف دیکھیے پھیلا ہے وبا بنکے نفاق ق
اہل اسلام مین ہے صورت عنقا اخلاص

آجکل جوش مین ہے بغض وحسد کا دریا ۲
نہین تنکے کی طرح بھی نظر آتا اخلاص

بچکے طوفان سے نکلجاتا تہا سیدہا یہ جہاز ۳
ناخدا بنکے اگر مارتا کھیوا اخلاص

عام چرچا ہے ضرورت کی ملاقاتون کا ق
شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے سچا اخلاص

جتنے باوضع ہین ہم اون کی مخالف یہ روش ۲
لطف خلت مین ہے کس کام کا جھوٹا اخلاص

بس زبانون ہی پہ باقی ہین یہہ الفاظ حبیب
کرم و مہر و وفا لطف و مدارا اخلاص

دل کو ہین مرغوب اوس تب کی ادائین خاص خاص
کم نہین الطاف سے جسکی جفائین خاص خاص

سینہ و سر پہلو و قلب و جگر موجود ہین
ڈہونڈہ لو اے الفت و رسوان مین جائین خاص خاص

آہ عاشق نغمہ معشوق شور عندلیب
بس موثر رہگئی ہین یہ صدائین خاص خاص

ہو نہین سکتا کبھی اسلام کا بیڑا تباہ
روکے ہین خیر خلایق کی دعائین خاص خاص

وقت طوفان بادبان کشتی امت ہین
ایسی بھی اس کارگہہ مین ہین روائین خاص خاص

عام لوگون کی ہین اکثر جا و بیجا خواہشین
کیون نہ پھر مقبول باری ہون دعائین خاص خاص

خلق پر یکسان ہے جبر سرد و گرم روزگار
معتدل ہین باغ عالم کی ہوائین خاص خاص

آدمی جبتک نہ بخشین گے نہ بخشے گا خدا
ہوتی ہین ایسی ہی لیکن غافل خطائین خاص خاص

کون ہوگا چارہ ساز خلق تجھسا اے کریم
خاص خاص امراض کی رکھین دوائین خاص خاص

بات پر مرتا ہے کوئی اپنے دلبر پہ کوئی
جیتے جی دیکھا ای اہل مین یہ قضائین خاص خاص

نیکنامی جنسے دنیا مین ہو عقبی مین نجات
ہین ہمارے واسطے ایسی دلائین خاص خاص

امتحانکا وقت فرط رنج و راحت ہے حبیب
شکر کر جب تجھکو شکلین پیش آئین خاص خاص

سب کی صورت جدا ہی سیرت خاص
ہر بشر کی ہے ایک حالت خاص

دولت و مال کی ہے وقعت عام
اور علم و ہنر کی عزت خاص

باپ کی بات کب ہے بیٹے مین
ہے ہر ایک شخص کی وجاہت خاص

ذرہ و آفتاب کی ہے مثال
ساتھ تیرے ہے مجکو نسبت خاص

عام اشغال مین نہ فرق آئے
چاہیئے وقت عیش و عشرت خاص

تمکو میرا خیال ہو کہ نہ ہو
ہے مجھے تمسے اک محبت خاص

وصل مین پوچھیے نہ ہجر کا حال
چاہیئے اسکو وقت فرصت خاص

ہون سراپا گناہ اے معبود
مجھپہ کر اک نگاہ رحمت خاص

ظلم کے بعد معذرت کرنا
ہے یہ اہل ستم کی عادت خاص

رہے ہر لحظہ دل مین دوست کی یاد
غالباً ہے یہی عبادت خاص

کیون نہ اہل مذاق خوش ہون حبیب
ہے سخن مین ترے حلاوت خاص

ردیف ضاد معجمہ

نقاب الٹی صبا نے دیکھو بہار گیسو جمال عارض
ہوا ہے غصہ سے لال چہرہ ہین تار گیسو وبال عارض

خراش ناخن ہے رخنہ میرے تو خاک صحرا کی سر پہ ذرے
نشان ہین فرقت مین سوز دل کے شرار گیسو ہلال عارض

شراب پیکر وہ ہین خرامان بنا ہے منہ رشک مہر تابان
ہے لڑکھڑانے مین دیدنی انتشار گیسو جلال عارض

بڑھی ہے پیری مین ناتوانی سحر سے بدلی شب جوانی
زوال ہے قوتونکو سیکھی ہین تار گیسو کمال عارض

زبان ہے پیچیدہ موقلم کی کہنچی نہ تصویر اوس صنم کی
محال سمجھا ہے تاب رخسے قرار گیسو مثال عارض

وہ رخ سے زلفین ہٹا کے بولا پھینگے دل اس کمند سے کیا
چھپی نہین آنکھین کہ ہو گئے تھے شکار گیسو غزال عارض

کہینگے سب جب کہلے گا جوڑا کہ مشک جرم قمر سے برسا
خوشی سے لیلائے شب کریگی نثار گیسو جمال عارض

چمک وہ دکھلائے داغ سودا کہ مشرق مہر ہو سراپا
قیامت آئی اگر کرے دلفگار گیسو خیال عارض

کہین کے واللیل اوسے مسلمان تو اسکو سمجھین گے نقل قرآن

جہان مین ہے یارسول یکسان وقار گیسو کمال عارض
رقیب نے وان ملا جو غازہ اثر ہوا اوسکا مجھپہ اتنا
کہ دشت غربت مین چاہتا تھا غبار گیسو وصال عارض
حبیب ہین نکتہ سنج بیٹھے بڑھیگی تو قیر امتحان ہی
زبان و لفظ سخن کو بس ہے عیار گیسو مقال عارض

ہر ایک رکھتا ہے تحصیل مدعا سے غرض
ہمین وفا سے غرض ہے انہین جفا سے غرض

وہ بیغرض ہین جنھین ہے فقط خدا سے غرض
وگرنہ رہتی ہے لوگونکو اغنیا سے غرض

ہے سلطنت یہی گر نفس مطمئن ہو جاسے
رہے نہ بیم سے مطلب نہ کچھ رجا سے غرض

مطیع حاکم جابر کا تھا مدام ایدل
تجھے کہان رہی خوشنودی خدا سے غرض

کسیطرح سے ہو حجت تمام بندون پر
خدا کی تھی یہی ترسیل انبیا سے غرض

رہین وہ خویش ہمین دارین مین رہی جنسے کام
کبھی نہین ہے کسی غیر کی ولا سے غرض

حصول کیا کہین سحبان وقت گر نا فہم
رجال فن جو ہین ہے اونکی واہ واسے غرض

مدام دلسے ہے اللہ پر نظر جن کی
اونہین کبھی نہین ہوتی ہے ماسوا سے غرض

تو اسی بلبل دستان ہو یا ہو نغمہ ساز
کرے جو دلپہ اثر ہے اوسی صدا سے غرض

ترے سحاب کرم کے امیدوار ہین ہم
نہو گی اور نہ ہے سایہ ہما سے غرض

حبیب خود ترا مالک غنی کریگا تجھے
رکھہ اوسکا دست نگر بنکے التجا سے غرض

کیا کسی درمان سے جائیگا مرض
دل کو میرے ہے محبت کا مرض

کر دیا جب آپنے بیمار کم
بڑھ گیا بیمار فرقت کا مرض

چارہ سازی بھی اوسیکے ہاتھہ ہے — جسنے صحت مین کیا پیدا
آ گئے تم سنکے میرا غیر حال — اب بھلا چنگا ہون مین کب
سلب کر دیتی ہے حسن امتیاز — ہے ضرورت بھی وہ جانفزون سی اچھا اختلاط
بنکے حیلہ موت کا آتا ہے جب — دم رہے جب تک نہین جاتا مرد اختلاط
جیسا آزار حسد ہے لا علاج — خلق مین مہلک نہین ایسا مرض
سب اطبا عشق کو سمجھے جنون — تہی غلط تشخیص کیا گھٹتا مرض
مے کا عادی تہا جوانی سی حبیب — ہو گیا پیری مین وہ چسکا مرض

ردیف طاء مہملہ

جتنے سنجیدہ ہین اون سبکا ہے جوہر احتیاط — راتدن کانٹون سے کرتے ہین گل تر احتیاط
راز الفت ہجر کی سختی سے چھپسکتا نہین — دیکھیے اب ہے مری امکان سی باہر احتیاط
ساتھہ اشکونکی ملے کتنے ہی ارمان خاکمین — ہو سکی تجھسے نکچھہ اے دیدہ تر احتیاط
جسکو یہ حاصل ہو وہ کیونکر نہو ہر دلعزیز — شاہد رعنا امانت ہے تو زیور احتیاط
سیج ہے جلتے ہین پرندونکی بھی پر گر خوف ہو — نامہ لیجانے مین کرتے ہین کبوتر احتیاط
رہ چکا پہلو مین جسکے مدتون دلکی طرح — اوس سے ملنے مین ہے اب کیون استمگر احتیاط
راستی مسلک کسیکی سامنے جھکتے نہین — کرتے ہین ملنے مین بھی مثل صنوبر احتیاط
آ گئی سر پر اجل جب چارہ سازی ہی عبث — رکھتی ہے بے احتیاطی کا اثر ہر احتیاط
صورت کبریت احمر کم ہین ایسے رازدار — جو کرین کہنے مین مثل کیمیا گر احتیاط
یاس توبہ کرتی کرتی آ گئی واعظ بہار — اب نہین ممکن ہی مجھہ سے بندہ پرور احتیاط

ہی نئی صحبت تسلسل دور کا توڑو حبیب
ایسے موقع پر کیا کرتے ہین اکثر احتیاط

ہے وہ سب ٹھہرا غلط — کیسے قسمت کا لکھا ہوتا غلط

بن بناوٹ کی نہ میری دوستی — دشمنون نے تمکو سمجھایا غلط

ہوگیا آج اونکی باتون سے یقین — ہے مقرر وعدۂ فردا غلط

کیون کہا شیشہ نے قل قل ساقیا — کہگیا مین کیا کوئی جملہ غلط

جو کہے میرا عدو سمجھو اوسے — افترا بہتان سرتاپا غلط

پیش آیا وہ نہ تھا جسکا خیال — ہوگیا لو تکدمہ سارا غلط

تختۂ مشق اونکا ہے پیمان وفا — جابجا املا غلط انشا غلط

ہر خطا سے منفعل ہونا پڑا — ٹھہرے سب ابواب استغنا غلط

خود غرض ہین صاف کہنے سے خفا — ہوتے خوش گر کچھ کہا ہوتا غلط

یہہ کسر رکھی دیا بھی گر جواب — خط پہ صاحب نے پتہ لکھا غلط

خط قسمت مین مرے چلے کیونکر یہہ عذر — مشتبہ املا تھا یا انشا غلط

وجہ آمرزش ہوا غوغائے گناہ — نامۂ اعمال سب ٹھہرا غلط

عاشق صادق یہ سمجھین کسطرح — آپ جو کہتے ہین وہ ہوگا غلط

مین پھنسا آفت مین اپنے ہاتھ سے — کیون زمانے کا کرون شکوہ غلط

عاشق صادق ہون کہو انا زبان — گر کبھی نکلے مرا کہنا غلط

آپکا عاشق ہون سودائی نہین — سچ ہے تھوڑا قول یہ تھوڑا غلط

میری بیتابی کو باور کیجئے — ہوگا کیونکر ہجر کا صدمہ غلط

آجکل کی حاکم جابر حبیب
کرتے ہین انصاف کا دعوی غلط

سچ کہون ہوتا ہے مجکو شاق ایسا اختلاط
چھوڑ دو صاحب نہین غیرون سی اچھا اختلاط

رنج کا گھر ہے ہنسی جب دلکو گذری ناگوار
بنہ نہین سکتا کبھی حد سے زیادہ اختلاط

تاڑ لینگے لوگ ہر دم چھیڑتے ہو کیون ہمین
راز الفت کو کہین کردے نہ افشا اختلاط

کردئے دلچسپیا تون نے تمہاری غم غلط
ہو گیا ہے وحشت دل کا مداوا اختلاط

دیکھے دہوکا دل کا لے لینا اونہین مقصود تہا
اب کہان بیچ پیر غرض کا تہا وہ سارا اختلاط

مسکرا کے بات کی تہی اوسکا پایا یہ جواب
یاد رکہین آپ میری چڑہ ہے بیجا اختلاط

دلکے بہلانیکو کافی ہوگا پیری مین حبیب
یاد کرلینا حسینون کا وہ اگلا اختلاط

بڑہگیا ہے آجکل اونسے کچھ ایسا ربط ضبط
دلسے رکہی جسطرح داغ تمنا ربط ضبط

نشہ اترا آکے پہر حایل ہوئے شرم وحجاب
خوب بڑہجاتا ہے وقت دور صہبا ربط ضبط

منصب اعلی کی نخوت اب ہے جن احباب مین
کیون دلائین یاد ہم اونکو وہ اگلا ربط ضبط

لطف گہٹ جاتا ہی برسون جب ملاقاتین نہون
روز کے ملنے سے ہوتا ہے زیادہ ربط ضبط

کرلیا ہے ہمنے ایسا جلد اوس کافر کو رام
کہتے ہین حیرت سے سب کیونکر بڑہایا ربط ضبط

کچھ نہین جس شخص مین تالیف کی قوت نہو
چلتے پرزے سب سے کرلیتے ہین پیدا ربط ضبط

دوستی ہمکو نباوٹ کی نہین آتی حبیب
ہے فراق اوتنا گران تہا جس سی جتنا ربط ضبط

یون عالم بقا کو ہے جسم فنا محیط
مرکز پہ اپنے جیسے ہو ہر دائرہ محیط

لازم ہے ایسے حسن پہ عبرت بجائی ناز
اسوقت جسکے جلوہ پہ ہے آئینہ محیط

ہم یون گھرے ہوئے ہین غم روزگار مین
جیسے ہمارے گرد جہان کی فضا محیط

گو جانتا ہون کر نہین سکتا خدا کو یاد
واعظ ہے مجھپہ اک بت رنگین ادا محیط

جو بات ہو احاطہ عقل بشر سے دور
ہوگا بھلا کسیکا خیال اوسپہ کیا محیط

ہے تیرا نام دلکے نگینہ پہ مرتسم
دلکی ہے مثل حلقہ خاتم دلا محیط

اوس مہر سے ہے جوہر ادراک مین چمک
کسطرح ہوگا بحر پہ قطرہ بھلا محیط

واعظ نہ پاتے وقت ہی رندونسی بحث کا
رہتا اگر نہ دل پہ غم ماسوا محیط

قابو سکون پہ نہ حرکت پر ہے اختیار
ہر وقت بحر و بر پہ ہے حکم قضا محیط

اوٹھتا ہے چار سمت سی غل الرحیل کا
ہر صبح دور چرخ مین ہے یہ صدا محیط

دنیا کی کچھ ہوس تھی جوانمین ای حبیب
اب آرزو ہے دل پہ ہو یاد خدا محیط

ردیف خاے معجمہ

جو کہا تو نے سن لیا واعظ
بس خدارا نہ اب سنا واعظ

اس نصیحت سے فائدہ واعظ
رند ہونگے نہ پارسا واعظ

موسم گل مین ترک مے کیا خوب
مین نہین تجسا پارسا واعظ

جب کہ وحدت ہے باعث کثرت
ایک ہے سب کا راستا واعظ

بیخودی اس خودی سے بہتر ہے
ہمکو سمجھا رہا ہے کیا واعظ

ابتو ساقی سے کر چکے بیعت
بس جو ہونا تھا ہو گیا واعظ

درد بدلے نماز کے ہے نیاز
تا قضا ہے یہی ادا واعظ

ہمنے پی مے سرور مین آئے
خوب بک جھک کے اوٹھگیا واعظ

تو ہمارا جواب وار نہین
کرنے دے جو کرے خدا واعظ

تہا جو کل تک حریف رندون کا
آج کی توبہ بن گیا واعظ

نہ کھو کچھ ڈر خدا سے حبیب
ہے حقیقت مین رہنما واعظ

قطع ہوتا رہے اسطرح بیان واعظ
ایک ہی بات مین ہو بند زبان واعظ

طرفہ آفت مین پہنسی آتے ہی جان واعظ
کون میخانہ مین تھا مرتبہ دان واعظ

کیون نہ مینائے مے ناپ پٹک دون سر پر
عیش جب تلخ ہو سن سنکے بیان واعظ

اسطرح پند و نصیحت کی اوٹھائی تمہید
آج ساقی پہ ہوا مجکو گمان واعظ

تیزی بادہ کجا تلخی گفتار کجا
کند ہے نشتر ساقی سے سنان واعظ

فصل گل آتے ہی میخانہ مین اک بھیڑ ہوئی
نہ سنی ایک بھی رندون نے فغان واعظ

پھر در پیر خرابات پہ بیٹھا ہے حبیب
یہ تو آیا تہا ابھی سنکے بیان واعظ

اے جان کچھ تو چاہیے عشاق کا لحاظ
تمنے کیا کبھی نہ ہمارا ذرا لحاظ

اخلاق ہی بدل گئے خرد و بزرگ کے
کوئی کرے گا اگلے ضوابط کا کیا لحاظ

کیونکر نباہون رہ کے مسلمان تیونکا عشق
اسکا جدا لحاظ ہے اوسکا جدا لحاظ

اونکی ہر ایک حال مین ہے عاقبت بخیر
رکھتے ہین جو مآل کا حد سے سوا لحاظ

دونون خفیف ہونگے نہ آپس کی بحث مین
کرنے لگے ہین رندونکا اب پارسا لحاظ

ہو اونکے وقت بد مین بھلا کوئی کیا شریک
اورونکے درد دل کا نہ جنکو رہا لحاظ

دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہے
اسکا رہے حضور برائے خدا لحاظ

سمجھا گیا جہان مین بدوضع و خود غرض
مطلب کا اپنے جسنے ہمیشہ رکھا لحاظ

مرغوب دل ہے راوق صہبا و حسن یار
خذ ما صفا کا ہے ہمین واعظ بڑا لحاظ

منہ سے نہ کچھ کہا مرے بیجا سوال پر
کیا جانے ہو گئے ہین وہ چپ کر کے کیا لحاظ

سینہ فگار کر دیا نالون کے ضبط نے
برہم مزاج یار نہوا اس کا تہا لحاظ

دور جمال و مال نمود حباب ہے
اسکا ضرور چاہیئے اے خود نما لحاظ

اپنی طرف سے شر کی نہ ہوا ابتدا حلیب
جب اوسطرف سے چھیڑ ہے پھر تمکو کیا لحاظ

کہین رفیق بڑے وقت مین خدا حافظ
مُعین غربت و کربت تو ہے مرا حافظ

مرے جہاز کا بھی ہے وہ ناخدا حافظ
جو پہلے نوح کی کشتی کا رہ چکا حافظ

بلا سے جان بچائیگی تا بمدت عمر
ہر ایک حال مین انسان کی ہی قضا حافظ

کہین ہون عاشق مضطر رہینگے یاد مین محو
تمہاری مصحف رخ کے ہین جا بجا حافظ

جواب صاف ملا مہربان پڑا جب کام
اگر یہی ہے مروت تو بس خدا حافظ

مدد کریگا مری وہ جو دشت ارجن مین
بنا تھا شیر سے سلمان کی جان کا حافظ

سخن کو اسکی الٰہی ملے وہ حسن قبول
حلیب کو کہین احباب دوسرا حافظ

ردیف عین مہملہ

ہوا گر رزق کی وسعت کو ہے قسمت مانع
میری ہمت کو بہلا ہو تو فلاکت مانع

محفل یار سے اوٹھنے کا ارادہ تہا مگر
غیر کو آتے جو دیکھا ہوئی جرات مانع

اہل ثروت سے ملاقات کی ٹھہری کیونکر
ہمکو رو کے ہے قناعت او نہین دولت مانع

قید وحشت مین حراست کا عمل ناقص ہے
رخ کرون وشت کا گر مین نہین مدت مانع

دیکھہ اے دیدۂ خونبار فسون سازی کر
جا نیوالے ہین وہ ہوتی نہین منت مانع

آدمی ہم بھی ہین زاہد نہ سمجھ دل مین ذلیل
قہر حق کو نہین شیطان کی طاعت مانع

اوسکی رسوائیکا ڈر ہے مری بدنامی مین
میری ذلت کو ہوئی یار کی عزت مانع

ابھی کٹ جاتی تھی گردن مری آسانی سی
دست قاتل کو جو ہوتی نہ نزاکت مانع

وضع داری کہو یا اسکو توکل سمجھو
ہاتھہ پھیلانیکو ہو جاتی ہے غیرت مانع

سوز پنہان مرے چپ رہنی سی کیا خاک چھپی
رازداریکو ہے آنسو کی شرارت مانع

گھر کو زندان سمجھکر نہین رکھتا ہون قدم
ہاے دربان کی طرح ہے مجھی وحشت مانع

دید کا حکم تو ہو وعدہ کا دن آئے تو
ہمکو کیا ہوگا بھلا ہو ل قیامت مانع

اک غزل اور اسی طرح کہین پڑھتا ہون حبیب
ہے خموشی کو مری طبع کی جودت مانع

بے حجابی کو ہے واں حسن کی شہرت مانع
اور یان ضبط تحمل کو محبت مانع

میر کا رنگ حقیقت ہو تو ناسخ کی زبان
ہو بلاغت کو سخن کی نہ فصاحت مانع

اونکی آنکھون مین بھر شکل ہے جلوہ تیرا
اہل وحدت کو نہین ہوتی ہے کثرت مانع

مین خطا کار ہون تو غافر و تواب و رحیم
تیری عادت کو نہو گی مری عادت مانع

اب سماتی نہین آنکھون مین کیسکی صورت
دخل اغیار کو ہے یار کی خلوت مانع

یار کے سامنے کیا شکوہ بیداد کرون
صورت آئینہ ہو جاتی ہے حیرت مانع

دل تڑپتا رہا تم آئے دم نزع تو کیا
دیکھنے سے بھی ہوئی آنکھونکو غفلت مانع

دم نکلتا نہین آنکھون مین ہی جان مشتاق
دیکھلی ہے ترے دیدار کی حسرت مانع

شام سے صبح ہوئی قصہ غم کہنے مین
اونکو جانے سے ہی ذکر شب فرقت مانع

ساقیا آج لوٹا دے ہمین منہ پڑتا ہے
یہان سے اوٹھنے کو ہی اللہ کی رحمت مانع

دل مین تھا شکوہ بیداد کرون اونسے مگر
ہوگئی پھر وہی کمبخت مروت مانع

حسن و دولت کیلئے چاہیئے اخلاق و کرم
ورنہ رسوائی کو ہوگی نہ وجاہت مانع

فاقہ مستی کے مکافات سے کیا خاک ڈرون
داور حشر کو خود ہوگی عدالت مانع

آج ہی اونکو منا لائین وگرنہ کل تک
ہوگی جانیکو نہ جانے کی خجالت مانع

پردہ داری کی اگر قید نہوتی تو حبیب
کون تنہا جامہ دری کو دم وحشت مانع

ردیف عین معجمہ

ہے خیال خال عارض مین دل دیوانہ داغ
شکل طاوس چمن رقصان ہی بیتا بانہ داغ

عشق کے صدقے مین تاریکی مرقد سے بچے
صبح محشر تک جلا مثل چراغ خانہ داغ

ای حریم دل کے محرم تو نے روشن کر دیا
کیون نہ بنجائے نشان سجدۂ شکرانہ داغ

دست موسیٰ کے لئے آخر ید بیضا بنا
نقش صورت گر سے رہتا کسطرح بیگانہ داغ

فقر مین باقی رہی شان شرافت شکر ہے
جامہ اصلی پہ گر پڑتا تو پھر مٹتا نہ داغ

عشق کے دن چل بسے دل بجھگیا گذرا شباب
ہے جگر پر یادگار الفت جانانہ داغ

طالب ظل ہما کب ہین ترے در کی گدا
ہے سر سودا زدہ پر افسر شاہانہ داغ

عمر بھر مثل خط تقدیر مٹتا ہی نہین
عاشقون کے دل سے رکھتا ہی مگر یارانہ داغ

تم سے چھٹ کے تھے مرے دل کی رفیق و آشنا
درد فرقت رنج غربت آہ بیتابانہ داغ

فصل گل نے آگ بھڑکائی فراق یار مین
بنگیا ہے سینہ عاشق پہ آتشخانہ داغ

کون زخم خنجر ابرو کا شاہد تھا حبیب
ہار جاتے تم کلیجہ پر اگر ہوتا نہ داغ

غیر کا سینہ ہے جب سنکر مرا افسانہ داغ
غور کیجئے دلپہ ہونگے ہجر کے کیا کیا نہ داغ

ہونگے کیا خمخانہ الفت مین یہ میرے حریف
حاسدونکے دلپہ دیگی گردش پیمانہ داغ

نشہ مین پہوڑا تہا اکدن خشت خم سی مینے سر
مے چہٹی لیکن نہین مٹتا ہے یہ مستانہ داغ

لالۂ خودرو پہ کر اے شوخ صید افگن نظر
ہے یہہ پابوسی کی حسرت مین دل ویرانہ داغ

افعی گیسو کے چھوتے ہی چڑہا آفت کا زہر
ہوگیا ٹکڑے میرا سر اور سراپا شانہ داغ

کسطرح جمتا بہلا رنگ رقیب بوالہوس
ساتہہ میرے لاکھہ گل کہائی کبہی ابہرا نہ داغ

یاس ملنے سے ہوئی مشق تصور چہٹ گئی
ایقمر اب تیری منزل کا ہے صحن خانہ داغ

چلتے چلتے دے کوئی چرکا اسے اے تند خو
آرزو مین کہائے پیہم کیون ترا دیوانہ داغ

چہیڑ رندونسے نکر واعظ کہین ایسا نہو
پارسائی پر لگائے جلسۂ میخانہ داغ

ہے ازل سے جوش عشق ساقی کوثر مجھے
دلپہ ہے ہمصورت مہر خم خمخانہ داغ

کم نہوتی حشر تک سوزش جگر کی اے حبیب
بنکی میری آنکھہ سے آنسو اگر گرتا نہ داغ

عشق شورانگیز نے مختل کیا کب کا دماغ
ناز تہا جسپر نہ وہ دل ہے نہ وہ میرا دماغ

لن ترانی سادہ پن کے دیکھنے والون سے کیون
یہ تو کہئے کسکی صحبت مین کیا پیدا دماغ

اخم میخواری کو واعظ دخل خاصیت مین کیا
بحث بیجا سے پریشان ہوگیا میرا دماغ

تیری سودائی کا ہوگا کیا مسیحا سے علاج
چرخ چارم پر ہین وہ ہے عرش پر اسکا دماغ

کبریائی کی صفت زیبا ہے بہر بے نیاز
جو نسمجھے عقل سے خالی سمجھ اوسکا دماغ

رات دن رہتا ہے چشم مست جانانکا خیال
بنگیا ہے بادۂ گلرنگ کا شیشا دماغ

اک نفس کی آمد و شد پر ہے جسکی ہست و بود
ہے تعجب گر کرے وہ خاک کا پتلا دماغ

کیا مفرح ہین ترے عناب لب سبب فتن
بوسے جسکی عاشق بیدل کا ہی تازہ دماغ

دیکھنا بھی ہے قسم چاہے کوئی سر پھوڑ لے
اسقدر اچھا نہین ایشوخ بے پروا دماغ

کھچگئے وہ جب بڑھین عشاق کی بدنامیان
ہوگیا ہے اور سنکر حسن کا شہرہ دماغ

آرہی ہے پھر شمیم کاکل جانان حبیب
شام سے ہے نافۂ مشک ختن میرا دماغ

پرتو خورشید سے پاتا ہے ہر ذرہ فروغ
بے تری تائید کے ہوگا کسیکو کیا فروغ

آگ سی رہتی ہے ہر دم میری دل مین مشتعل
جب سے دیکھا ہی تمہاری مہر عارض کا فروغ

ہوتے ہین سب شاد سنکر شہرت اہل کمال
ہر نظر مین خار ہے جاہل نے گر پایا فروغ

حق نہ چمکے بے حقیقت باتکو گر ہو ثبات
پا نہین سکتا زمانے مین دروغ اصلا فروغ

شمع شبکو زیب محفل تھی سحر کو ہے خموش
کل کی حالت کو وہ سوچے آج ہی جسکا فروغ

دے ترقی علم و فن کو پاکے دنیا مین عروج
لطف یہ ہے ہو نجائے وجہ استغنا فروغ

ہے زوال عمر پر ہر دم تاسف ای حبیب
ہم بھی کچھ کرتے جوانی مین اگر ملتا فروغ

ردیف فاء

کہینچتی ہی دلکو خاک کوئی دلبر اکطرف
اور لئے جاتا ہے چرخ کینہ پرور اکطرف

کہلگیا ناکامیون سے ہی مسبب دوسرا
کوششین سب اکطرف ہین اور مقدر اکطرف

یاد مژگان مین کسی پہلو قرار آتا نہین
خار حسرت اکطرف ہین غم کے نشتر اکطرف

سہل ہے فکر بقائے نام ہو یا ذکر حق
گر ٹھہرنے دے ہمین قسمت کا چکر اکطرف

دم بخود ہے دیکھکر بیمار کو نیرنگ طبیب
سوچ مین بیٹھا ہوا ہے خم کئے سر اکطرف

اکطرف ہے آفت جان تیرا روئے دلفریب
ناز و انداز و ادائے حور پیکر اکطرف

حکم دے اب ہون مین ہر جانب سی دل برداشتہ
تیرے کوچہ مین لگا لون اپنا بستر اکطرف

ہو گیا غائب پری بنکر ہمارا خط شوق
ڈہونڈہتا قاصد چلا یکسو کبوتر اکطرف

ہو گا کب تک امتحان برش تیغ نگاہ
دیکھلو انبار ہین تن اکطرف سر اکطرف

تفرقہ پردازیان غیرون کی ملنے سی کہلین
تم خفا تہے اکطرف اور ہم مکدر اکطرف

ڈہونڈہتی ہین تجکو آنکہین دلمین ہی تیرا خیال
دیکہتا پھرتا ہون گہبرایا ہوا ہر اکطرف

قبر عاشق سے عیان ہے سوزش داغ جگر
دیکھئے مرجھا گئی پہولونکی چادر اکطرف

کیا ہوا کسپر طبیعت آگئی بولو حبیب
دور کیون بیٹھے ہو رکھے ہاتھ دلپر اکطرف

بے سبب کوئی اوٹھائیگا بہلا کیا تکلیف
دلکو ہوتی ہے محبت مین گوارا تکلیف

طبع آزاد کو تہے کب یہ علایق موزون
کی ہے خود اپنے لئے مینے مہیا تکلیف

ہو نہ سکتا تری بیمار محبت کا علاج
کبھی بالفرض جو کرتے بھی مسیحا تکلیف

دوستون سے کہون کیا حال پریشان اپنا
شاق ہوتا ہے کسی شخص کو دینا تکلیف

عقل جب تک نہین ہی غیر مکلف انسان
گر خدا عقل نہ دیتا تو نہ دیتا تکلیف

بعد سختی کے ہر ایک چیز مین ہے آسانی
دور کیا گر ہو فراغت کا وسیلہ تکلیف

ہمسے رندونکو ہے بے سود نصیحت واعظ
اب نہ فرمائیگا آپ دوبارا تکلیف

لطف آتا ہی نہین دلکو کسی صحبت مین
لوگ دیتے ہین مجھے کسلیے بیجا تکلیف

منتقم لیتا جو ظالم سے عیوض دنیا مین
تو کوئی یون نہ کسی شخص کو دیتا تکلیف

چلدیا عیش و مسرت کا زمانہ جیسے
ایکدن یونہین گذر جائیگی ایذا تکلیف

سچے ہمدرد ہین وہ لوگ جو اورونکے لیے
بے کسی جبر کے کرتے ہین گوارا تکلیف

نہین انجام ہے ہستی کا بجز رنج خمار
عیش بیجا کا نتیجہ ہے زیادہ تکلیف

ابتدا ہی سے جو عادی رہے محنت کی حبیب
ہے مساوات فراغت ہو او نہین یا تکلیف

امید جینے کی ہر لحظہ مہربان ہے ضعیف
کہ بارغم تو گران جان ناتوان ہی ضعیف

کبھی اوٹھے گا نہ بار ملال عاشق سے
رہے خیال کہ یہ مشت استخوان ہی ضعیف

قضا کا پنجہ زور آزما کبھی نہ پھرا
مثال پیر اسیجا ہر اک جوان ہی ضعیف

اونہین کی طرح سے ہو راہی عدم تو بھی
دل حزین مرا اے یاد رفتگان ہی ضعیف

خلاف ہے رہ مہر و وفا کی تند روی
نہ آسکیگا جو اسے اہل کاروان ہی ضعیف

وہی جوان گئے پہلے جو ہنسکے کہتے تھے
سرائے دہر مین کچھ روز میہمان ہی ضعیف

بہار آئی ہے آجائیگی توانائی
ابھی سکت نہین بلبل مین باغبان ہی ضعیف

نہ چھیڑ نغمہ ساز نشاط اے مطرب
دماغ عاشق مہجور ناتوان ہے ضعیف

حبیب نقد معانی خیال سے لیلو
نہین امید تحفظ نگاہبان ہے ضعیف

عکس رخ پڑتے ہی نامہ سی اوٹھی حرف کے حرف
سرمہری سے تری بنگئی کیا برف کی حرف

الف و لام تو لاکو پڑھا لاے نفی
اوسنے لوٹے اوسنے مری قسمت کیطرح صرف کی حرف

قابل دید ہے تاثیر سیہ بختی کی
کالی ہو جاتی ہین خطا مین مری شنجرف کے حرف

ہے خبر پیر مغان کو مری ہر حالت کی
آسکیگا نہ برا کہنے سے کمظرف کے حرف

لام گیسو ہین الف یار کی بینی ہی حبیب
دیدۂ کاتب قدرت نے او سے حرفکی حرف

ردیف قاف

یہ دل سپند ہی مجمر مین ناسحا بمین برق
سکون مین ہی کرہ نار اضطراب مین برق

نفس کی آمد و شد جوش سیل آتش ہے
بدن مین روح نہین بند ہے حباب مین برق

یقین ہے آب ہو آئینہ پر تو رخ سے
بنے ہر ایک نگہہ ناز آفتاب مین برق

کہلا جو تمنے حنا ملکے بند کی مٹھی
سمٹ کے رہگئی ہے طشت آفتاب مین برق

تمہارے بالون مین اولجھی جو کان کی بجلی
ہوی فلک پہ مسلسل رگ سحاب مین برق

ہماری آہ جگا لائے اونکو چپکے سے
جلا ئے خرمن امید غیر خواب مین برق

لہو بہائین وہ عشاق چشم میگون کا
بنائین تیغ بجھا کر شراب نا بمین برق

گسستہ تار نظر ابر مردہ ہین آنکھین
کہان ہین اب وہ نگاہین جو تھین شباب مین برق

مین آہ کرتا ہون غیرون سے جب وہ ہنستے ہین
چمکتی جاتی ہے یون برق کے جواب مین برق

کبھی نہین یہہ تڑپ سوز عشق سے خالی
ہماری طرح سے ہے مبتلا عذاب مین برق

ملایا خاک مین ہر آرزو کو دلنے حبیب
یہ اشتعال مین آتش ہی التہاب مین برق

قتل سہر کرنا اسے پہلے پہنا زنجیر وطوق
ڈھونڈھتا ہے تیری وحشی کا گلا زنجیر وطوق

تیرے سودائی کا سر زانو سے اوٹھتا ہی نہین
زلف پر خم کا تصور بنگیا زنجیر وطوق

ملکے مہندی یار نے پہنے نہین یہ شوق بند
بنکے آئے ہین پے در وحنا زنجیر وطوق

جب در زندان گرایا توڑ ڈالین بیڑیان
لائینگی میری جنونکی تاب کیا زنجیر وطوق

سر کو دیوارون سے ٹکرانے کی نوبت آگئی
جوش سودا پھر ہوا حداد لا زنجیر وطوق

آج ساقی تیرے میخوارونکو ہے جنبش محال
چلتے چلتے دور ساغر بنگیا زنجیر وطوق

کیون تن کاہیدہ کی میرے پھڑکتی ہین رگین
کیا ہے اے شوق اسیری کہربا زنجیر وطوق

پہنین گے پھولونکا گہنا آج میٹھا سال ہی
اتری منت بڑھگئی نام خدا زنجیر وطوق

کہتے کہتے ہوگیا دیوانہ تیرا مبتلا
پا بہ جولان کرا سے اب یا پنہا زنجیر وطوق

یاد تھی سبکو وہ اگلے سال کی وحشت مری
فصل گل آتے ہی لائے ہین نیا زنجیر وطوق

چھوٹ نہین سکتی گرفتاران الفت مر کبھی
روح کو ہے زلف پیچان کی ہوا زنجیر وطوق

دیکھتے جاؤ اسیران محبت کی طرف
بیزبان ہین پر یہ دیتے ہین صدا زنجیر وطوق

کسجگہ توڑی کہان پہنکی حبیب زار نے
چاہئین پھر ایجنون جلدی بنا زنجیر وطوق

ردیف کاف تازی

ملا ہے اک نگار نازنین ایسا حسین نازک
فزون جس سے کوئی گل باغ امکان مین نہین نازک

یہی ڈر ہے مکدر نہ جائے سیر گلشن سے
مزاج یار بوئے گل سے ہی ایدل کہین نازک

رگ جانکیطرح ہر دم حفاظت اسکی لازم ہے
زیادہ رشتہ الفت سے کوئی شی نہین نازک

گلا کٹنے کی ہو امید اے شوق شہادت کیا
مقرر سخت جان مین دست قاتل بالیقین نازک

مری نازک خیالی کا نکیون شہرہ ہو عالم مین
بندھی ہین بال سی باریک مضمون اور زمین نازک

غضب کا سامنا ہے وہ تو ہی معشوق سنگین دل
سیوا شیشہ سے بھی عاشق کا ہی قلب حزین نازک

شباب آخر ہوا اب ہمکو پاس وضع آفت ہے
کہ ہے اس پیرہن مین حال جیب آستین نازک

سخن میرا ہے یا اک حرز من جنس معانی ہی
غنی بنجائے گر ہو کچھ خیال خوشہ چین نازک

لطافت کسنی پائی اوس پریوشکے پسینہ کی
شمیم گل ہے بار اور بوے یاسمین نازک

سبب ہوتا ہی صندل دشمنونکی سرگرانی کا
اوٹھا سکتی نہین یہ بار ہر گز ہی جبین نازک

کرون سجدے نکیونکر خشت خم پر جب میسر ہو
مے دیسالہ صحن باغ ساقی نازنین نازک

نہ ذکر ہجر چھیڑو وصل مین بنجائیگی جانہ
ستم دیدہ ہون ہی میرا دل اندوہگین نازک

خیال یار دل مین اور دل بیتاب پہلو مین
سنبھالون مین کسی یارب مکان نازک مکین نازک

حبیب رند مشرب نام حیدر نقش ہی دلپر
تجھے کیا گر ہے منزل سخت وقت دلنشین نازک

صد پاش ہی دل تیغ تغافل سے جگر چاک
دیکھو جو ادھر تم تو سے تار نظر چاک

کچھ راز ہے قاصد مرا خط غیر نہ دیکھے
اچھا ہے اسے پڑھ کی وہ فرمائین اگر چاک

پانی سے ہے اوس تیغ تبسم کے یہ طوفان
دریا مین صدف چاک صدف مین ہی گہر چاک

ہے دید کے قابل دل بسمل کا تماشا
سینہ کو مرے کیجیے بیخوف و خطر چاک

غربت مین سلامت رہین غمخوار ہمارے
خارون نے سیا ہی جو ہوا رخت سفر چاک

دیکھون تری فرقت مین جو مین جانب گلشن
ہو غنچہ نرگس کی طرح دیدہ تر چاک

کرتا ہے کئی دن سے جنون دعوت صحرا
وحشت کا تقاضا ہے گریبان بہی کر چاک

سرشار مے الفت ساقی یہ ہوا شیخ
پیراہن احرام کیا تا بکمر چاک

پڑجائے اگر عکس مرے داغ جنون کا
ہو صورت ملبوس کتان قرص قمر چاک

اللہ رے بوسیدگی جامہ عسرت
سیتا ہون ادہر ہین تو یہ ہوتا ہے ادہر چاک

عاشق کو بلا ہے تری زلفون کا تصور
شانے کی طرح سے ہے جگر آٹھ پہر چاک

ہے بار امانت کے لئے شرط تحمل
صرہ نہ بندہے پہر جو رہے کیسہ زر چاک

جامہ ترے دیوانے کا آیا ہے پریوش
پہچان تو دامن مین کہان اسکی کدہر چاک

ہے شغل رفو چارہ گری خستہ دلون کی
کرتے نہین ملبوس کہن اہل ہنر چاک

کم ہوگا کسیطرح نہ سودا ے محبت
جراح کرے گر عیوض رگ مرا سر چاک

پہلو سے جو وہ اٹھکے بجتے ہی گجر کے
مینے بھی گریبان کیا ہمراہ سحر چاک

اسطرح مین جو زور دکہاتے ہین وہ گویا
کاغذ کی طرح کرتے ہین چٹکی سے سپر چاک

یاد آتے ہین رہ رہ کے مضامین خط شوق
کرتا ہون لفافہ کو ادہر بند ادہر چاک

پھر ہو گیا دیوانہ حبیب جگر افگار
دیکہی جو گلستان مین قبای گل تر چاک

بڑہا سوز نہان فرقت مین یہان تک
ہوئین سرمہ کے قابل ہڈیان تک

کہین کیا کم ہی اب فرصت یہان تک
دہن مین پھر نہین سکتی زبان تک

نہین آتی ہے مرگ ناگہانی
کراہت ہے تمہاری نیمجان تک

کہان بوسہ کہان دل دیکے لیکن
ہمین دیکہو نہین لاتے زبان تک

سوا تیرے نظر آیا نہ کوئی
نگاہ شوق نے دیکہا جہان تک

رقیبون پر گرا اے آہ بجلی
کمند آسا پہونچکر آسمان تک

کہان کا پیرہن اے دست وحشت
نہین باقی ہین ابتو دہجیان تک

چہٹے گی بہیڑ جب اے اہل محشر
پہونچ جائینگے اپنے مہربان تک

چھپین کسطرح اسرار محبت
بنی ہین راز جواب راز دان تک

وہ خود ہو جائینگے قایل وفا کے
ستم کب تک جفا آخر کہان تک

نہو مذکور میرا اس گمان سے
نہین سنتا وہ ظالم داستان تک

حبیب اپنے کرم سے دیگا مالک
وہ آسایش نہو جسکا گمان تک

رشتہ عمر ہے اب تار نظر سے باریک
کہ صدا بھی ہے تپ غم کے اثر سے باریک

سوزش داغ ہوئی کم نہ لگی زخم کو ٹھیس
تیر تھا کچھ رگ برگ گل تر سے باریک

فکر مین ہون کمر یار سے دون مین تشبیہ
گر کوئی چیز ملے تار نظر سے باریک

چاک ہر صبح وہ ہوتا ہے یہ ہر دم صد پاش
دامن دل ہے گریبان سحر سے باریک

کوچہ عشق مین ایدل نہ ڈگین پاے ثبات
دیکھہ ہی راہ یہہ ہر راہگذر سے باریک

شمع رخ سے وہ الٹتی نہین یہ کیکے نقاب
پردے آنکھونکے ہین پروانہ کی پر سے باریک

مال وزر جسپہ لکھا تھا مری قسمت کا حبیب
غالبًا تھا وہ ورق صفحہ زر سے باریک

گذارین اے چرخ سفلہ پرور ملال مین ماہ و سال کب تک
عروج دیگا کبھی تو آخر رہیگا وقت زوال کب تک

بڑھی شب ہجر کی درازی گھٹی سکت نالہ و فغان کی
وہ دینگے ہر خط مین کیا تسلی کہونگا مین اپنا حال کب تک

بنا تھا فرعون کا جو ثانی بتا کہان ہے وہ حکمرانی
بھلا پڑیگا نہ تجھپہ ظالم ہمارے دل کا وبال کب تک

بشر کی خاصیت ضعیف ٹھہری کہ تھی عمارت یہ آب و گل کی

رکیگی طوفان مین کیسی مٹی چلے گا جام سفال کب تک

کرو ترقی کی کوئی کوشش ہے اک زمانیکو تمسے کاوش

عبث ہے آپسمین لڑکے کاہش جواب تاکی سوال کب تک

سنبھالو اسوقت اپنی حالت وگرنہ انجام ہے خجالت

گئی ہے دولت چلی ہے عزت ترقیون کا خیال کب تک

کیے ہے اپنے نہین ازاحت سر و نپہ ہاتھون سی لی ہے آفت

کرو خدارا ذرا تو عبرت نہو گی فکر مال کب تک

سمجھ نہین یہ ہمین اگر تو دو صدمون کو بنا دو رہبر

خموش بین بے مثال رہکر بنے رہو گے مثال کب تک

سخن یہ مایل ہے ہر طبیعت ہر ایک ہی ہے سمجھ بصیرت

بنے لئے رکھی ہے کسے فطرت نہو گی قدر کمال کب تک

ہے جسکے سر مین غرور و نخوت وہ سر جو دی ذلت

سوا ہر ذلت جو ہے مقدر نہو گا پھر پائمال کب تک

ہمیشہ رحمت کا در کھلا ہے غفور و تواب کبریا ہے

حقیقی توبہ مین دیر کیا ہے یہ ظاہری انفعال کب تک

کی بہت فکر بہت بیچ اوٹھایا اسپہ تک
دل کا مطلب نہ کسیطرح بر آیا اب تک

لے خبر چلد ٹھہرتا نہین دل عاشق کا
تیرے دیوانہ کو سمجھا کے بٹہایا اب تک

فکر راحت مین جوانی گئی پیری آئی
دو پھر ڈہل گئی اور اہین سایہ اب تک

بے نیاز اونسے رہے آپ پہ مرنیوالے
گر ملین پوچھیے جیتے ہین مسیحا ابتک

چارہ دنکے لئے اوس وضع کو کیون ہاتھ سے دین
سختیان جھیل کے جسکو ہے نباہا ابتک

مجھکو مطلوب ہمیشہ ہے اوسکی تائید
جسنے بگڑا ہوا ہر کام بنایا اب تک

کسقدر ہے ترے کشتون کا فسانہ پُر درد
تھام لیتا ہے ہر اک سنکے کلیجا ابتک

بام مقصد سے ہے کوتاہ کمند تدبیر
نہ ملا ہمکو رسائیکا وسیلہ ابتک

وہ نہین چھوڑتی جسطرح ستم کی عادت
مجھکو ویسا ہی محبت کا ہے دعویٰ ابتک

دلکو پیر یمین بھی ہے ذوق سیہ کاری کا
گو سحر ہوگئی لیکن ہے اندھیرا ابتک

کامیابی نہین بے خواہش تقدیر حبیب
ہمنے جو چاہا وہ مالک نے نہ چاہا ابتک

ردیف گاف فارسی

کیونکر جمیگا اسپہ کسی بادفنا کا رنگ
ہر ایک سے جدا ہے ترے مبتلا کا رنگ

ہاتھون کی صنو سے ہی شفقی پشت پا کا رنگ
چھنتا ہے اوسکی جیب قبا سی حنا کا رنگ

کہو یا دلون سے شوق شہادت نی خوف مرگ
جسنے دیا نہ تیری ادا نے قضا کا رنگ

طول شب فراق بنا ہے خیال زلف
اسکی بھی ہے غضب کی رسائی بلا کا رنگ

زیور اوتار کر یہ کہا رشک مہر نے
پھیکا ہے میرے رنگ سی دیکھو طلا کا رنگ

برسون کے خون پینے سے آنکھین ہوئی ہین سرخ
زخیر ہے ان مریضون کے غالب دوا کا رنگ

مینہ صبح تک پڑیگا کہان جائین دی شراب
ساقی نکل کے دیکھ تو کالی گھٹا کا رنگ

بڑھ جائینگی شباب مین بچپن کی شوخیان
لائیگا ایکدن یہ ستمگر بلا کا رنگ

چمکا رہا ہے رنگ رخ یار کیف مے
گرمی سے لائے عارض سیمین طلا کا رنگ

کافور ہو گیا خط مشکین گیا شباب
وہ رنگ ابتدا تھا یہ ہے انتہا کا رنگ

الفت کی راہ سے نہ ہٹے خاک مین ملی
دل دے تو اختیار کرے نقش پا کا رنگ

دل مین بھری ہے خاک مین ملنے کی آرزو
خاکستری ہوا ہے ہماری قبا کا رنگ

صوفی کوئی ہے کوئی سیہ مست عشق ہے
نکھرا ہوا ہے صحبت اہل صفا کا رنگ

مژگان تیز ابروے پیوستہ دیکھکر
اوڑتا ہے ڈر سے طائر نیلہ نما کا رنگ

گلگون کرین جو ہاتھ وہ عاشق کے خون سے
اوڑجاے مثل طائر وحشی حنا کا رنگ

ہین سادگی کے ساتھ قیامت کی شوخیان
ملتا نہین کسی سے تمہاری ادا کا رنگ

سرمہ بنا ہے نرگس مخمور یار کا
جاکر کہان جمائے گی آہ رسا کا رنگ

وحشت مین انس تھا خس و خاشاک راہ سے
زندان مین بھی لباس ہے کہربا کا رنگ

وحشت کی لی حبیب نے منگوا دو بیڑیان
پھر آمد بہار ہے بدلا ہوا کا رنگ

کفار سی ہین رشتہ دار جدا تسبیح سے ہے زنار الگ
تنہا ایک سے ہی چار ہوتے جبکہ آخر کو ہوے سب تار الگ

ہر نوع سے ہے وہ جادہ نما ہر شکل سے ہی قدرت پیدا
اعمال جدا اشخاص جدا گفتار الگ رفتار الگ

غربت مین پہنسے گھر سے نکلے احباب چھٹے ہمدم بچھڑے
وحشت نے کیا رسوا ے جہان جسدن سے ہوا دلدار الگ

کسطرح کوئی سمجھاے انہین اس راہ پہ کیونکر لاے
اقرار کیا احباب نے کل اور مجھ سے کیا انکار الگ

اے حضرت دل آنا ہی نہ تھا جب آئے تو آئے خوب کیا

اب لاکھ کرے وہ جور و جفا تم اوس سے بہنوز نہار الگ

اے بلبل جانوالو بلوا نہ گر اتنا تو کہو

اٹھواؤ نہ اسکو رہنے دو بیٹھا ہے پرے دیوار الگ

بہلاؤن کسے تڑپون کسے قابو مین اپنے لاؤن کسے

بیتاب ہے دل بسمل ہے جگر ہے دیدۂ تر خونبار الگ

مانوس کسی سے مین نہوا وحشت مین گذاری عمر سدا

یہ جان کے آخر کیون ملتا ہو جائینگے سب اکبار الگ

کس کو مرثا کا دھیان آیا اکبار مرا جی ڈوب گیا

ہے دیکھنے والونکو سکتا روتے ہین کہڑے غمخوار الگ

ہے لطف کی جا میخانہ بھی واعظ جو اودھر جا نیگا کبھی

دکھلا دینگے کیف زندہ دلی بیہوش الگ ہشیار الگ

پڑھتا ہے حبیب نکتہ سرا فر ملتے ہین سنکر اہل صفا

ہر بیت پہ دل کو وجد ہوا ہین سب سے ترے اشعار الگ

سیلاب غم سے بجھگئی پانی بدن مین آگ
بھڑکی شرار اشک سے کب پیرہن مین آگ

بلبل کے سوز دلنے لگادی چمن مین آگ
خندان ہین گل کہ بھڑکی ہے ہر پیرہن مین آگ

یکسان گدا و شاہ کو ہے آتش فساد
لیتی ہے خشک و تر کو جو لگتی ہی بن مین آگ

رکھو تو ہاتھ سینہ عاشق پہ تم ذرا
جو داغ ہے وہ اپنی جگہ ہی جلن مین آگ

بے لاگ سختیون کا تحمل محال ہے
بازی گرونکو دیکھا ہے لیتی دہن مین آگ

گرمی سخن مین لاتا ہے سوز و گداز دل
شعلہ زبانیہ ہے نہ کیسکے دہن مین آگ

آپس کے رنج سے ہوے غیرونکی دلپہ بار
غربت مین خاک اوڑای لگائی وطن مین آگ

تسکین نہ دیگی آتش سیال ساقیا
جب تک بھڑک اوٹھی نہ مری تن بدن مین آگ

دل بجھگیا ہے فرش ہین ہم تیری راہ مین
جز اشک شمع آئے کہانسی لگن مین آگ

دیکھو شہید ناز کے لاشے پہ روشنی
دہبتے ہین خونکے کہ لگی ہے کفن مین آگ

پتھر کو نرم کرتی ہے سرگرمیون کی آنچ
پوشیدہ عزم کی ہے دل کوہکن مین آگ

جل جل کے خاک ہوتے ہین خرمن امید کے
بیکار کی بھڑکتی ہے جو وقت رن مین آگ

صنعت مین کیا کریگی ترقی بھلا وہ قوم
ہوگی جہان حسد کی دل اہل فن مین آگ

بجھتی نہین بجھانے سے سیلاب چشم کی
جانسوز ہے الم کی ہجوم محن مین آگ

حساد کے جلانیکو درکار تھی حبیب
بنتی نہ کیون ردیف ہمارے سخن مین آگ

ہم وہ نہین جو خوف کرین سنکے نام مرگ
یان ناگوار بات بھی ہے اک پیام مرگ

بیم و رجا مین کٹتی ہے بچپن سے شب تیک
ہر صبح زندگی کا ہے انجام شام مرگ

دل سوختہ ہین جو کسی شمع جمال کے
اونکو فراق یار ہے قایم مقام مرگ

کرتا جو تلخ یون غم دنیا مذاق خضر
آب حیات چہوڑ کے پی لیتے جام مرگ

اہل جہان مین ملزم غفلت نہین حبیب
طاری ہے جن عزیز و نپہ خواب دوام مرگ

گلشن ایجاد کے ہر گل کا ہے نقشا الگ
خو الگ ہے بو الگ ہے رنگ ہے سب کا الگ

میل ہے جبتک بہت سی حاجتین ہین مشترک
اپنے بیگانے سے کردیتی ہے استغنا الگ

مین تو اوٹھا تھا خلاف طبع صحبت دیکھکر
لطف سے ساقی نے پھر سمجھا کی بٹھلایا الگ

دیکھہ لینا روح بھی ہوگی یونہین اک دن جدا
دیکھتے ہو آج جیسے جسم سے سایا الگ

روکنے سے کب کسیکی رک سکا ہے دو رق
سب نے حصہ تیرے خوان فیض ہی پایا الگ

ہے جدا ہر ایک سے مسلک ترے عشاق کا
سب مین دیکھا اور پھر سب سے انہین پایا الگ

ملگیا کیا چارہ گر سے حال دل کہکر حبیب
ہم ہوے نادم الگ وہ دل مین شرمایا الگ

ردیف ۔ لام

حصن امن سے بھی محکم ہے پناہ عادل
رحمت اللہ کی ہندو نکو ہے شعار عادل

کیا چلے دین و دیانت کے ہوس کو آگے
ہے وہ اک حاکم جابر ہے گواہ عادل

حق پہ وہ راضی و شاکر ہے یہ ناحق کی خجل
کبھی جھپکے گی نہ ظالم سے نگاہ عادل

طاق کسریٰ کا ابھی نام و نشان باقی ہے
دیر با ہوتا ہے آفاق مین جاہ عادل

چین آتا ہے نہین مظلوم کو پاسے گر داد
حق نہ ہوتی ہے فقط دجہ رفاہ عادل

استقامت کی حقیقت ہے مین ہوتا ہے بدل
گر زمانے مین کہین ہے تو ہی راہ عادل

جسکو ہے تاج سر قیصر و فغفور یہ حکم
دیکھیے غور سے گر ہے وہ کلاہ عادل

جبکہ آمرزش مخلوق کا محتاج ہنو
کیون نہ فرماے خدا عفو گناہ عادل

دادرس شہ کے مخالف کا ہے عالم و تمیز
گنج ہے ملک رعیت ہے سپاہ عادل

مالک الملک حقیقی ہے ہر اک وقت حبیب
ناصر و چارہ گر و پشت و پناہ عادل

ہو رہی ہی تیری دیوانہ کی شہرت آج کل
ہر طرف سے چلتے ہین سنگ ملامت آجکل

جو کبھی کمزور تھی ہی خوب اونکا زور شور
جو قوی تھے گھٹ رہی ہے اونکی طاقت آجکل

ہوگئی ہے سلب کچھ ایسی شرافت نفس کی
لیتی ہین عزت گوارا کرکے ذلت آجکل

سلب ہی مطلق حمیت جوش ہمدردی نہین
آتش غیرت سے زایل ہے حرارت آجکل

رنج کے بدلے خوشی ہوتی ہی اہل قوم کو
دیکھتے ہین گر کسی بھائیکی ذلت آجکل

کرتے ہین کج خلقیان مہمان نوازی کی عیوض
بدلے دعوت کی مروج ہے عداوت آجکل

غیر ہو حاکم تو اوسکی جوتیان سیدھی کرین
ننگ ہے قومی حکومت کی اطاعت آجکل

دہوکے کی ٹٹی بنا ہے لفظ قومی اتفاق
شاق ہی ہر چند لفظی بہی رعایت آجکل

راستبازی اصطلاحی نام بیرحمی کا ہے
ہے بہت محمود عیاری کی خصلت آجکل

ماہران علم و فن کی باریابی ہے محال
جاہل و انفارین اعیان دولت آجکل

جو ہوئے ادنیٰ سے اعلیٰ وہ بھی بدلی شکر کے
کرتے ہین ناحق زبانیکی شکایت آجکل

تہی خوشامد جیسی مغلائی حکومت کو پسند
ہے عموماً ویسی ہی مرغوب رشوت آجکل

ہو رہی ہے ہند مین اسلام کی مٹی خراب
ہر جگہ پر ہے رواج شرک و بدعت آجکل

لالہ ہے صرف درم سے وقف سودای ملال
تھوڑی سی فرمان پذیری کی بدولت آجکل

خود غرض سرکار کے بدخواہ قابوچی رذیل
کرتے ہین بے طرح دعوائے دیانت آجکل

کیون نہون آئینہ سان حیرتمین اہل اقتدار
جب ہے کج رائی پہ اطلاق اصابت آجکل

ملک کیخدمت کو ہے درکار اک جان باز قوم
ہے کسی ہمدرد دولت کی ضرورت آجکل

تم تو ہو آزاد دینے کے لئے کیا ہی حبیب
شکر حق کرنا اگر ہے جائے عزت آجکل

سر مین ناقص کی بہرا رہتا ہے سودائے کمال
کوئی کامل کبھی کرتا نہین دعوائے کمال

مصرعہ ہے نظم کا فن طبع رسا یوسف وقت
نوجوان کیون نہو پیری مین زلیخائے کمال

جب سما جاتی ہی ناقص کے دلون مین عظمت
داغ بنجاتا ہے نظرون مین سویدائے کمال

عام افواہ کو کر لیتے ہین باور عامی
ملتے ہین کاملونکو ڈھونڈھکے جویائے کمال

ہو نہ جبتک کوئی اعجاز بیان شکل کلیم
کہیئے ہر داغ کو کیونکر ید بیضائے کمال

نکتہ سنجون مین بھی ہے معرفت فن مفقود
چرخ چارم پہ نہ چڑھ جائے مسیحائے کمال

سامری قایل کم مایہ ہے گوسالہ کلام
سخن صاف و متین معجز موسائے کمال

بے ہنر ہوتے ہین ممتاز یہی رنگ جہان
خاک پیدا ہو کسی دل مین تمنائے کمال

چھوڑکر مشق سخن بیٹھ گئے اہل سخن
حق مین ناقص کے جو فیصل ہوا دعوائے کمال

بے ہنر صاحب جوہر نہین بن سکتا ہے
تاج دولت پہ لگا کر پر عنقائے کمال

خوش ہین ہر دم نہین شاہون کی بھی پروا انکو
مست رکھتی ہے ہمیشہ جنہین سودائے کمال

حرص دولت کی ہے دلمین نہ ہوس شہرت کی
خاکساری کی صفت ہوتی ہے منشائے کمال

جب نہون عیب و ہنر اپنی زبانسے معلوم
تو سخن مین ہمین کیونکر کوئی دکھلائے کمال

قدر ارباب سخن آج ہے جیسے مفقود
کیا عجب ہے جو یہ ہین قوم سے اوٹھ جائے کمال

ہون وہ مجنون جو کردون ترک لباس ہستی
ہو سیہ غم سے مرے محمل لیلائے کمال

ہم اوسی ناسخ مرحوم کے پیرو ہین حبیب
کعبہ سمجھے ہین جسے اہل کلیسائی کمال

دیکھ لی خوب پائداری دل
کچھ تو دو داد جان نثاری دل

اک نہ اکدن اثر دکھائیگی
کشش شوق و بیقراری دل

سب کی سن لی نہ کچھ کہی اپنی
دیکھئے حلم و بردباری دل

چاہتا ہے غبار راہ بنون
اللہ اللہ خاکساری دل

نالے کرتا ہے صورت ناقوس
آفت جان ہے بیقراری دل

خون ہو ہو کے چشم تر سے بہا
تمنے دیکھی نہ جان نثاری دل

نہ کیا ناوک مژہ سے شہید
تمکو خوش آئی شہر یاری دل

دیدۂ زخم ہو گئے ہین سپید
حد کو پہونچی ہے انتظاری دل

اُف نہ کی لاکھ رنج و درد سہے
دیکھو دشمن ہے دوستداری دل

کون ہے اے حبیب جس سے کہین
کاہش جان و بیقراری دل

پیچ کہا کہا کے بڑھے لاکھ مریجان کاکل
پا نہین سکتی ہے طول شب ہجران کاکل

سر کے دھونمین ٹپکتے نہین پانی کے گھر
جان جان حال پہ میرے ہی ہے گریان کاکل

لیلی شب سے ہے نہان محمل مینائی مین
کب یہ اوس گل کے دوپٹہ مین ہی پہنان کاکل

سب کہین چاند پہاڑون مین نظر آتا ہے
اک ذرا رخ سے ہٹا دو جو مریجان کاکل

کھینچ لی مانی الفت نے تمہاری تصویر
شعلۂ آہ ہے رخ دود پریشان کاکل

مانگ اوسکی ہے صراط دل عشاق اگر
خلد رخ تار نگاہ سر عرفان کاکل

سیر تارونکی دکھا دو جو چنو تم افشان
ہنگئی ہے شب تاریک کا دامان کاکل

ہوئی سرشار تو بالون سے پسینہ ٹپکا
دیکھو ہے صورت نیسان گہرافشان کاکل

مجکو دہڑکا ہے نہانے ہین جو وہ دریا مین
بڑھکے چھو لے نہ کہین پنجۂ مرجان کاکل

سبز خط خضر ہے اور چشمہ حیوان ہی دہن
رخ ترا صبح وطن شام غریبان کاکل

روز افزون ہے پریشانی عاشق کیطرح
سر پہ ہے صورت آہ دل سوزان کاکل

میری آنکھون سے چھپا کی رخ روشن تیرا
بنگئی چشمہ ظلمات کا طوفان کاکل

کل نہین آج ہی ہو روز قیامت ظاہر
ہوکے برہم جو ترے رخ پہ کہی ہان کاکل

داغ طاوس کو ہو رشک سے سنبل شرمائے
کہولہ و باغ مین اے سرو خرامان کاکل

راتدن مصحف عارض کی بلا گردان ہے
سب پہ روشن ہی کہ ہے حافظ قران کاکل

حلقہ دام بلا افعی واژدر بسکر
ہے شب و روز مری جانکی خواہان کاکل

سنبلستان بہ زمین تیری غزل کی ہی حبیب
لطف ہی یہ ہین اگر باندہے سخندان کاکل

جفا جو تند خو شرزہ پری پیکر حسین قاتل
مری نازک مزاجی سے ملا ہی نازنین قاتل

نظر ہی تیغ بران اور وہ چشم سرمگین قاتل
جہان ہو کیون نہ برہم ہو اگر چین جبین قاتل

چلا دامن کشان گر تو چڑہا کر آستین قاتل
شفق گون ہوگا عالم خون او گلیگی زمین قاتل

کہلاسے ہین نئے گل جوہر تیغ تبسم نے
ابھی تک ہے مرے زخمون مین بوی یاسمین قاتل

یہ سارے بعتان حور پیکر دشمن جان ہین
وفا کی نام سے جلتے ہین کون انمین نہین قاتل

شہادت سے مجھے محروم رکھا ناتوانی نے
اوٹھائی تیغ جب اوسنے کہا غش نی نہین قاتل

شکایت کیا بہلا ان بعتان حور پیکر کی
وفا پیشہ بھی ہوتے ہین زمانمین کہین قاتل

ترے خنجر کے نیچے مجھسا عاشق اور دم مارے
یہ کوئی بات ہی ہا ہا نہین قاتل نہین قاتل

قسم کہائی ہے اوسنے خاک تک برباد کرنیکی
حبیب آئیگا پھر بھی اک نہ اکدن بالیقین قاتل

چلدیا طیش مین کیا پھیر کے خنجر قاتل
لگیا خوبی قسمت سے ستمگر قاتل

چوم لیتا ترے اس وار لگانے پہ قدم
اوٹھنے دیتا نہین زنجیر کا لنگر قاتل

دیکھ واماندہ ترے در پہ ہین محروم نرکھہ
ابتو مدت سے ہے اس راہ مین بستر قاتل

تیغ ابرو مری گردن کے مقابل کرلے
آزما ہاتھ لگا دار سے بھکر قاتل

پھر گیا منہ مری گرد تپہ کہین خط نہ پڑا
کہل گئے آج تری تیغ کے جوہر قاتل

قہر کیا ہوگا جوانی مین خدا خیر کرے
بچپنے مین ہین غضب کی ترے تیور قاتل

روک لی ہاتھ خدارا نہ جفا کر ایسی
دیکھ نزدیک ہے ہنگامۂ محشر قاتل

ہاتھ تو میرے جنازے کو لگایا نہ لگا
دو قدم ساتھ مرے چل مری دلبر قاتل

پھیر دے تیغ گلے پر کہ مٹے ذکر جنون
فصد لیکر نہ لگا قلب پہ نشتر قاتل

چوم لو تم بھی قدم خوبے قسمت سی حلیب
آج پھر گنج شہیدان کا ہے رہبر قاتل

وہ چین بہین ہوگئے سن کر گلۂ دل
لو ایک اشارے مین ہوا فیصلۂ دل

سہہ سہکے جفا پست ہوے حوصلۂ دل
نالونکے سوا کچھ نہین اسبے مشغلۂ دل

گھر پوچھتے آئے ہین وہ عاشق کی گلی مین
کہتے ہین اسیکو کشش کاملۂ دل

آنکھین مری پھر لال ہین آنسو ہین گلابی
ہوتا ہے گمان پھوٹ گیا آبلۂ دل

زاہد کو ہوا حور کی کاکل کا تصور
دیکھو تو کہان جا کے ملا سلسلۂ دل

خون ہو کے نکل آنکھون سے ای داغ تمنا
ہو جائے کسی شکل سے طے مرحلۂ دل

نالونکو مژہ آنکی طاقت نہین باقی
اے اشک رواں تو ہی بن اب آبلۂ دل

وہ وصل مین بھی شرم سے رہتی ہین الگ یون
سینہ سے ہے جسطرح عیان فاصلۂ دل

کہتی ہی تری مانگ پہ سیندور کی سرخی
اس راہ مین لٹتا ہے سدا قافلۂ دل

اے دختر رز تیری ادا نے کیے ظاہر
پیری مین جوانی سے سوا ولولۂ دل

تسکین کو سینہ پہ ہے بس نقش محبت
وہ لیکے جو مکرین تو یہ ہے داخلۂ دل

افسوس جوانی گئی پیری ہوئی آغاز
قسمت نے نکالا نہ کوئی حوصلۂ دل

الفت سے ہین مجبور ترے عاشق بیتاب
پوچھے جو کوئی کرتے ہین روگر گلۂ دل

گلزار مین ہون جمع حبیبون سے مطرب
در پردہ چھڑے دونون طرف سے گلۂ دل

عشق ابرو ہے عدو فرقت جانان قاتل
روح کی طرح مرے تن مین ہی مہمان قاتل

لیس بیداد پہ ہین ابرو و مژگان قاتل
اک اشارہ ہی کی تاخیر ہے ابدان قاتل

مہ جبینون کی لگاوٹ کوئی ہم سے پوچھے
آنکھ لڑتے ہی یہ ہین جان کی خواہان قاتل

دیکھنی ہے مرے ارمانون کی حالت پہ تجھے
ولکا ہر زخم ہے اک گنج شہیدان قاتل

میری قسمت کا لکھا اور یہ ارادہ تیرا
کیا ازل سے تہا بہم دست و گریبان قاتل

راندن شوق شہادت مین کہلا رہتا ہے
نہین ہٹتا مرے سینہ سے گریبان قاتل

قتل سے پہلے نقاہت نے کیا کام تمام
خم شمشیر ہے گردن کو گریبان قاتل

نفس سرد کی آندہی سے جو اوڑ کر لپٹے
ناب شمشیر بنے چاک گریبان قاتل

نہ کرون گا تری شمشیر کو گردن سے جدا
ہے مرے جامۂ تن مین یہ گریبان قاتل

دیدۂ زخم لہو روئینگے پہر فرقت مین
نظر آیا ہے مجھے خواب مین خندان قاتل

خفقان دل کا ہو کم ایسی کوئی شکل نہین
شوق خنجر مین پہڑکتی ہے رگ جان قاتل

میری ثابت قدمی دیکھکے اور تیری جفا
جوہر تیغ بنے دیدۂ حیران قاتل!

اس مسرت سے کسی نے بھی کیا ہی سر نذر
سچ بتا ساتھہ فقط جائیگا ایمان قاتل

بیکسی کوچۂ دلدار مین کون اپنا ہے
سگ مرے خون کے پیاسے ہین تو دربان قاتل

جان دی جنبش ابرو پہ نہ تڑپا پس ذبح
ہمکو سمجھے تھے کہ لبریز ہے پیمانہ عمر
آدمیت کا چلن یہ ہے کہ آنکھو نہ بٹھائے
قید وحشت مین یہ چلاتے ہین مشتاق اجل

ہو مرے ضبط و تحمل کا ثنا خوان قاتل
تو ڑنے آیا مگر قتل کا پیمان قاتل
نہ کرے دلشکنی گرچہ ہو مہمان قاتل
یا خدا کھولے گا کس دن درزندان قاتل

لے وفا کر کے چلا عہد محبت کو حبیب
پھیر منھ بھر ترا اللہ نگہبان قاتل

ردیف میم

سنبھالین دلکو یا تھامین جگر ہم
او نہین دیکھا ہوئے بوسہ کو طالب
نہ کہہ کر ترک مینوشی مین واعظ
کہین کیا کہینچلا یا شوق دیدار
رہین بیہوش پا کے چپ سے قاصد
مٹائے دل سے داغ رنج و حسرت
کیا قاصد کو بیسر گر یہ پیچ ہے
یہ کہلجاتا چلے ہین آپ ورنہ
خرام ناز سے برباد کردے
جگر مین در ہم داغ جنون ہین
نہین کوئی رفیق دشت وحشت

کسے سمجھائین لین کس کی خبر ہم
گیا دل جب تو کہیلے جان پر ہم
سمجھ لیتے ہین خود نفع و ضرر ہم
نہین تم عاشق شوریدہ سر ہم
کہی کس سے خبر ہین بے خبر ہم
ترے مجنون ہین اے چشم تر ہم
تو خود جائینگے بنکر نامہ بر ہم
گریبان پھاڑتے وقت سحر ہم
بنے ہین اب تو خاک رہگذر ہم
لئے جاتے ہین یہ زاد سفر ہم
کہان جائین تمہین ڈھونڈین کدھر ہم

قفس ٹوٹا ہے اور صیاد غافل — مگر افسوس ہین بے بال و پر ہم

حبیب اب تو جان سے داغ کہائے
ابھی دیکھا آئے اے رشک قمر ہم

ہوئے ہین زخمی تیغ نظر ہم — عبث بخیہ ہے اور بیہودہ مرہم
رلائے جوش رحمت کو یہ شاید — چلے ہین ساتھ لیکر چشم تر ہم
اجل کسکی بلا آئے گی کس پر — شکن ابرو پہ ہے گیسو ہین برہم
نہ پچھتاتے جو پہلے سے نہ ہوتے — زمانہ کی روش سے بیخبر ہم
لہو تھمتا نہین زخم جگر کا — نہ اچھے ہونگے اب کی چارہ گر ہم
عزیز دنکی نہ ہوتی قدر دل کو — اگر کرتے نہ غیرون مین بسر ہم
یہان تک اوس صنم کی راہ دیکھی — کہ بالکل ہونگے نا زنظر ہم
کریگے تا بکے بیداد بد خواہ — خدا پر اپنے رکھتے ہین نظر ہم
پہونچ سکتا نہین وہم و گمان بھی — کہان وہ حور پیکر اور کدہر ہم
ہوے حالت پہ اپنی جیسے شاکر — بڑی راحت سے کرتے ہین بسر ہم
بجاے فاتحہ خط اونکا پڑہنا — لحد مین شاد ہونگے نامہ بر ہم
اگر تم امتحان الفت کا لیتے — نہ ہوتا کوئی آمادہ مگر ہم
دم رخصت نہین بہتے ہین آنسو — نچھاور کرتے ہین تم پہ گہر ہم

حبیب اب تا کجا فکر معیشت
ہٹکے پھر پھر کے ناحق دربدر ہم

ہین بے نیاز صحبت اہل صفا سے ہم — کیا خاک اس خودی پہ ملینگے خدا سے ہم

کیا زر و نفاق نے رکھا جہان مین
ناچیز اپنی جنس مین ہین کہربا سے ہم

در در پھرا رہی ہے تنکظر فئے ہوس
ہین بیوفا کے کاسہ دست گدا سے ہم

آپس کے اختلاف سے عالم مین ہین سبک
پلہ گران ہو گر نہ جہنگین اغنیا سے ہم

طوفان بحر کبر نے مختل کئے حواس
بیگانہ وار ملتے ہین ہر آشنا سے ہم

تخقیق نے دکھائی رہ مبدء و معاد
جب باخبر ہوئے تو ملے مبتدا سے ہم

سمجھین گے کیا طراح روش روزگار کو
کرتے ہین انحراف ہر اک رہنما سے ہم

چھڑو نہ ہے غبار تعصب جما ہوا !
ہین بے نصیب معنی خذ ما صفا سے ہم

کچھ حد نہین زوال کی اللہ رے انقلاب
خورشید سے سوا ہوئے ذرہ سوا سے ہم

اعمال کی بدی نے دکھایا ہے روز بد
محروم ہین اعانت بخت رسا سے ہم

پہنائی ہے ظلمت شب ادبار ہر طرف
یارب وہ دن دکھا کہ چھٹین اس بلا سے ہم

پائی سزائے زشتی اعمال اے حبیب
ہین مثل مردہ ہیبت روز جزا سے ہم

فرقت مین تیرے سہتے ہین دل پر ہزار غم
اغیار کی طرف ہمین دیتے ہین یار غم

اک سر ہزار طرح کا سودا ہے رات دن
اک قلب لاکھ داغ ہین اک دل ہزار غم

راحت نصیب ہو گئی ہو یسے گر کبھی
اوسکے عوض فلک نے دکھائی ہزار غم

دل خوش ہوا وصال کے وعدہ سے جسقدر
اوسکا رہا ہے اوس سے سوا انتظار غم

ہمدم ہین میرے دلکے تمہاری فراق مین
ایذا ملال درد الم انتشار غم

دیتے ہین ابتو فرقت جانان مین راتدن
نوک مژہ کلیجہ کو تلوون کو خار غم

مونکی تھی خوشی یہ تمہارے فراق کا
دل جانتا ہے تھا جو دم احتضار غم

بلبل تجھے ہزار خوشی ہو مگر ہمین
دیتی ہے ہجر یار مین آکر بہار غم !

فکر معاش مین کبھی خوف معاد مین
رہتا ہے جن کی طرح سے سر پر سوار غم

دلسوز کون ہے کہ جو روئیگا بعد مرگ
ہان بیکسی کا رکھیگی شمع مزار غم

رہتا ہے یاد زلف و رخ گلعذار مین
خالق گواہ ہے ہمین لیل و نہار غم

عشاق سے بچا ہین بے اعتنائیان
دیتے ہو بات بات مین کیون بار بار غم

صحرا و گلستان و بیابان و شہر مین
پھرتا ہون مجکو کرتا ہے جب بیقرار غم

گو حال دل زبان پہ لاتا نہین حبیب
رہتا ہے اوسکے چہرہ سے پر آشکار غم

تیری ان چالون کو کب ای آسمان سمجھی تھی ہم
پیش آیا جو یہ پہلے سے کہان سمجھی تھی ہم

اک مخالف تھا جسے ہم داستان سمجھی تھے ہم
دشمن جان تھا وہ جسکو مہربان سمجھے تھی ہم

اب کہان باقی ہی چہرہ پر جوانی کی بہار
ہائے اس گلشن کو چندی بیخزان سمجھی تھی ہم

کیا بچا تا کشتی امید دامان ہوس
موج طوفان تھے وہ جسکو بادبان سمجھی تھی ہم

عالم امکان کی ہی ہر ایک حالت بے ثبات
تجربہ جبتک نہ تھا ایسا کہان سمجھے تھی ہم

عشق مین مرنے پہ بھی پیش آئے کیا کیا مرحلے
سہل نکلا جسکو مشکل امتحان سمجھے تھی ہم

پہلی چاہا جدہر آخر کو مٹی کی کشش
وہ سر اٹھری جسے اپنا مکان سمجھے تھی ہم

نام کو گلچین تھا پر فصل خزان کا تھا حریف
گلشن مقصد کا جسکو باغبان سمجھتے تھے ہم

وائے قسمت کر رہی ہین اب وہی مٹی خراب
جن پہ مرنیکو حیات جاودان سمجھے تھی ہم

تھا وہ بدخواہون کی افکار مخالف کا اثر
سادگی سے جسکو نیرنگ جہان سمجھی تھی ہم

داغ دل طوفان غم سے خون ہو کر بہگیا
اس نشان کو یادگار رفتگان سمجھے تھی ہم

نامبارک شے تھی اک لکڑی کے جا کیطرح
وقت تابش جسکو سر پر سائبان سمجھے تھی ہم

ہو گئے حاسد عدو سے عافیت ناحق حبیب
راستی کو باعث امن و امان سمجھے تھے ہم

ردیف نون

رو کتے ہین پانون کب آوارہ بن مین بیڑیان
بوے گل کو رکھ نہین سکتین چمن مین بیڑیان

سلب آزادیکا باعث ننگ عریانی ہوا
چارہ گر لائے چھپا کر پیرہن مین بیڑیان

بعد مردن بھی ہون دو شاہد کہ تنہا صحرا نورد
بیڑیون مین پانون ہون میرے کفن مین بیڑیان

مر مٹا لیکن نچھوڑا گردش قسمت نے ساتھ
پاؤنکی چکر بنے میرے کفن مین بیڑیان

ایک مدت تک رہا پابند افکار عیال
تہین گران قید تعلق کے وطن مین بیڑیان

قیدئ ہستی پہ ہے اطلاق آزادی محال
کسنے پائی سرو کی کاٹین چمن مین بیڑیان

ہر قدم پر کرتی ہین فریاد عاشق کیطرح
ملگئین تیرے اسیرون سے چلن مین بیڑیان

جو نگہہ سے بچگیا ہوگا وہ کاکل کا اسیر
تیغ کا جوہر ہین دست تیغزن مین بیڑیان

کون پھر سالک طریق عشق کا کہتا اوسے
ڈالتا خضر و جو پائے کوہکن مین بیڑیان

چاہ مین عاشق پہناتے ہین گلی مثل سبو
خوشنما ہوتی ہین تلبیس رسن مین بیڑیان

خوب دی دام ضلالت سی شریعت نے نجات
ڈالدین تقلید نے پائے سخن مین بیڑیان

وجہہ حفظ روح ہے پیری مین بندا احتیاط
چاہئین مضبوط فرزندان کہن مین بیڑیان

کچھ نہین سامان وطن مین جا کی رہنے کا حبیب
سخت ہین وجہ معیشت کی دکن مین بیڑیان

پناہ تجھسے نہ اے ناوک نظر مانگون
خدا سے روز نیا دل نیا جگر مانگون

ریاض دہر سے تخم وفا ہے جب معدوم
تو اپنے نخل تمنا سے کیا ثمر مانگون

عنایتین تری حد سے فزون ہین ایمالک
خوشی سے دیتا ہے جو چیز جسقدر مانگون

لکھون جو عارض تابان یار کی توصیف
تو آفتاب کے چشمہ سے آب زر مانگون

کسے ہی اپنی ریاضت سے منفعت کی اُمید
فلک گرائے گا بجلی اگر ثمر مانگون

مزا ہے ایمین کہ غمخوار خلق بنکے رہون
خدا سے مین دل محزون و چشم تر مانگون

یہی کہون کہ ملے عمر خضر قاتل کو
کوئی دعا تہہ خنجر بھی مین اگر مانگون

کریم دیتا ہے جو کچھ مرے نصیب مین ہے
گدا کی طرح سے کیون پھر کے در بدر مانگون

زکوٰۃ حسن مراحق ہے اے شہ خوبان
یہی نصاب ہے لون اوسطرف اوہر مانگون

نہ قدر جنس معانی ہو جنکو اے بلبل
بہا سمجھکے مین کیا اون گلون سی زر مانگون

بلند صورت قصر فلک ہے بام اُمید
ہوائے شوق محرک سے بال و پر مانگون

یہ مدعائے زخود رفتگی تہا وصل کی شب
جو یون نہ مانگ سکون بنکے بے خبر مانگون

مسیح کو نہ کبھی دون دوا کے مین تکلیف
خیال یار سے دنرات درد سر مانگون

جو اسکے یہ دل مضطر کوئی حسین لے لے
تو پھر مین نام نہ لون اور نہ عمر بھر مانگون

ہین میرے واسطے آصف کے ہاتھ ابر کرم
صدف نہین ہون جو نیسان سے گہر مانگون

کہلے ہین باب اجابت گئی ہی آدہی رات
ق ضرور دیگا جو مالک سے تا سحر مانگون

مشاعرہ مین مین جو لوگ سب کہین آئین
اوٹھا کے ہاتھہ ادب سے جھکا کے سر مانگون

خلوص مانگ لون پہلے خدا سے دل کیلئے
پھر اوسکے بعد زبان کے لئے اثر مانگون

ہر ایک باب مین پھر خسرو دکن کے لئے
مدد رسول سے اللہ سے ظفر مانگون

حبیب حملہ اہل حسد سے خوف نہین
علم ہو تیغ گلے گر تو کیون سپر مانگون

کہنے سننے کا ہے کچھ لطف جو کا بیٹھین
ایک ہی رنگ کے دو چار کہین مل بیٹھین

متحمل نہین دکھہ سہنے کے ارباب صفا
سب کے سب جان سے اوٹھہ جائین اگر مل بیٹھین

باغ مین جھوم کے وصف گل عارض جو پڑھون
چہچہے بہول کے شاخون پہ عنادل بیٹھین

جوش آجائے محبت کا جو ہون چار آنکہین
آکے محفل مین جو وہ میرے مقابل بیٹھین

دل سے رازق پہ بہروسا نہین منعم ورنہ
تجہسے بڑہ جائین جو ہوکر متوکل بیٹھین

تیرا دل کیا ہے ستمگار لرز جائے زمین
صبر کے ساتہہ جو غم کے متحمل بیٹھین

آج مطرب بہی ہے اوٹھی ہی گھٹا بہی ساقی
تیری مرضی ہو تو چلکر لب ساحل بیٹھین

عشق ابرو مین یہ کہتی ہے شہادت کی ہوس
شوق سے چلکے تہہ قاتل خنجر قاتل بیٹھین

ہے شرف مجمع ناجنس پہ تنہائی کو
لطف صحبت ہی جو اقران و اماثل بیٹھین

غیبت خلق خدا سنکے جو خوش ہون واعظ
آپکے پاس وہی عالم و فاضل بیٹھین

جبکہ تدبیر بہی تقدیر کو لازم ہے حبیب
فکر انجام سے ہم کسلئے غافل بیٹھین

سکہ ہمارا ملک سخن مین کہان نہین
مالک ہین اوس زمین کی جہان آسمان نہین

بیٹھے ہین مطمئن کہ متاع جہان نہین
ہر وقت فکر سود ہے خوف زیان نہین

کیا بس کسی پہ بس مین جب اپنی زبان نہین
افسانہ ہے وہ راز جو دل مین نہان نہین

پژمردہ گل کو چہوڑ کے خارونکو دے جواب
قابل چمن مین رہنے کے وہ باغبان نہین

خواہان جان زمانہ ہے بدخواہ خلق کا
یوہی کسے شہیدون کا کوئی قدردان نہین

بیداد کرکے شکوۂ فریاد ہے ستم
کیا یہ بہی تہا یقین مرے منہ مین زبان نہین

ہے سالکان رفتہ کا حسن مشایعت
بیوجہ یہ غبار پس کاروان نہین

آزار رنج و غم ہے دل آزار کیلئے
ظالم کو قہر حق سے کسیجا امان نہین !

مالک بدل دے یا سکو میری امید سے
بندہ پہ کوئی تیرے سیوا مہربان نہین

خود اپنے خیر خواہ کو بدخواہ کر لیا
مردم شناس منعم نکتہ نشان نہین

پہیری چھری حقوق خلایق پہ بے خطا
دعوی ہے اسپہ پھر کہ مین ایذا رسان نہین

شاہون سے کم نہین ہین گدا اوس جنابکی
جس در پہ دور باش نہین پاسبان نہین

برپا ہے تیری چال سے آشوب خلق مین
پھر کیا ہے قد جو فتنۂ آخر زمان نہین

دشوار ہو ثبوت محبت رقیب کو
کہدو جو تم جواب مین ای جانجان نہین

سہرا اوسے کے سر ہے جسے چاہتی ہین وہ
دس پانچ اونکے چاہنے والی کہان نہین

پتھر سے اوسکو دیتے ہین تشبیہ اہل درد
جس دلکو لذت خلش جاودان نہین

ہے مصلحت خموش رہو تم بھی ای حبیب
دنیا مین جب سخن کا کوئی قدردان نہین

خون عشاق ہو جب وجہ بہار دامن
کیون نہو دامن گل آئینہ دار دامن

بنگئی وان مری آنسو کی شرارت بجلی
اوڑھکے لپٹا جو رگ ابر سے تار دامن

روز اوٹھتے رہین تا حشر بگولے اسکے
جھاڑدون مین جو سر راہ غبار دامن

رتبہ عاشق کا بڑھا خلعت آزادی سے
کل جو تھی دل کی خلش آج ہی خار دامن

عمر رفتہ کے لئے روتی ہین آنکھین دن رات
پوچھنا اشک ندامت کا ہے کار دامن

نہین فرصت ہی گریبان سے جو فرصت ملجائے
ایجنون تو نے کیا کیا ابھی کار دامن

شمع امید رکھین گے تہ فانوس خیال
گر ہوا سے نہین ممکن ہے قرار دامن

اشک مظلوم کی تاثیر سے ڈرای ظالم
خرمن عیش کو پھونکین نہ شرار دامن

چمن آرائے جہان سے نکر و قطع اُمید
ہوگی کثرت گل مقصود کی بار دامن

کیا بچیگی اسے وحشت مین چو پہونچا آسیب
حبیب کہتے ہین جسے ہی وہ جوار دامن

گر ہے رحمت کا سبب خوف خدا سے رونا
دہوئیگا ظلمت عصیان کو فشار دامن

جنکو سمجھا ہے جہان خون جگر کے دہبے
چشم عاشق مین وہ ہین نقش و نگار دامن

دردوالے تو اسے انکھون پہ رکھتے ہین حبیب
تمنے وحشت مین کیا کچھ نہ وقار دامن

بے ہنر نازان ہون کم قدر ہنر ایسی نہین
جیسے تو سمجھا ہے دولت بیخبر ایسی نہین

توبنے جنت کا مالک ہم رہین وقف عذاب
واعظا کوئی حدیث معتبر ایسی نہین

صبر آسان ہے پہ دل مین درد نا کامی نہو
کوئی صورت ظاہرا اے چارہ گر ایسی نہین

منزل مقصد قرین ہے گر ہو ہمت رہنما
جانگزا سالک کو تکلیف سفر ایسی نہین

جسمین جا تیری نہو جس مین ضیا تیری نہو
کوئی دل ایسا نہین کوئی نظر ایسی نہین

کیا مکرم ہوگا وہ جسمین نہین خلق و کرم
خوئے نیک و بد سے خلقت بیخبر ایسی نہین

ہوگی کیونکر زندگی بے رنج راحت مین بسر
رک سکے تیغ قضا جس سے سپر ایسی نہین

پہنس کے دنیا مین ہو کیا امید حسن عاقبت
اسطرف جیسی توجہ ہے ادہر ایسی نہین

عشرت و شادی کا دن ہو یا شب ادبار و غم
جو نہ خود ڈہلجائے کوئی دوپہر ایسی نہین

جو نہو غربت مین میری شاہد یاد وطن
کوئی شام ایسی نہین کوئی سحر ایسی نہین

مصلحان قوم تیری قدر دان ہین اے حبیب
عیب کو سمجھین ہنر انکی نظر ایسی نہین

جوان ہین نیک سیرت ہین حسین ہین
فقط وہ آستانا پرور نہین ہین

عجب صورت ہے یہ جتنے حسین ہین
ہمارے خانہ دل کے مکین ہین !

ہے یہ کیا بات جب دیتا ہون آواز
صدا آتی ہے وہ گھر مین نہین ہین

ٹھہرا یدل خبر آئے تو چلنا
وہ ہین بھی اپنے گھر مین یا نہین ہین

بہت گل بوٹے خودرو بھی نظر آئے
زمین کے نیچے کیا کیا نازنین ہین

بشر اور حور جنت کا تصور
یہ آنکھین بھی غضب کی دوربین ہین

قوی ہین دست کش پیری مین ہم سے
رگین ہاتھون کی مار آستین ہین

نہ تھے ہم لایق شہر و گلستان
جو اسے تقدیر جنگل مین مکین ہین

ہے جنکا ذکر شمع بزم احباب
وہ جلسے آج کل زیر زمین ہین

جگہ پائی تھی جن یارون نے دل مین
کئی اون مین سے اب زیر زمین ہین

نہین موقوف کچھ حسن و ادا پر
بہت باتین تمہاری دلنشین ہین

حبیب رند مشرب اور توبہ
ریا کے ہم کبھی قایل نہین ہین

نئے انداز پر الفت کی ساری داستانین ہین
یہ سچ ہے منہ ہین جتنی خلق کی اتنی زبانین ہین

ہمیشہ دشمن راحت ہین ننگ و نام کی فکرین
اسی بیم و رجا کی وجہ سے آفت مین جانین ہین

ہی شرط عقل لیکن منعمان کوہ تمکین سے
یہ لعل بے بہائے مدعائی دلکی کانین ہین

ملیگا جھک کے ملنے سے نشان منزل مقصد
خدنگ مدعا زہ کرنیوالی یہ کمانین ہین

عیان ہے تیزی تیغ نظر کی وجہ مردم پر
ادھر دیکھو تمہاری سرگین آنکھین فسانین ہین

طبایع جنکے مایل ہین ہمیشہ خاکساری پر
ہین رتبے اونکی اعلیٰ اور ارفع اونکی شانین ہین

ہلا دیتی ہین دل باد صبا انکھیلیان تیری
وہ زلفین مرکب صبر و تحمل کی عنانین ہین

وضو زہاد کے توڑے نکیونکر نغمہ دلکش
طبیعت سبکی پلٹا لینی والی اونکی تانین ہین

خیال ابرو و مژگان مین راحت ہو تو کیونکر ہو
یہ تیغین ہین دل عشاق کو اور وہ سنانین ہین

سخن بازاریون کا کہہ رہا ہے نکتہ سنجون سے
ہین پکوان اونمین پہیکی جتنی یہ اونچی دکانین ہین

نہین جھکتی گدائے کوئے الفت بادشاہون سے
حبیب ان بینواون مین غضب کی آن بانین ہین

دل سے جو نام ترا لیتے ہین
وہی طاعت کا مزا لیتے ہین

لوگ جب نام مرا لیتے ہین
تیوری کیون آپ چڑہا لیتے ہین

کیا حلاوت ہے تری باتون مین
یاد کر کر کے مزا لیتے ہین

نظر آتی ہے جب اونکی تصویر
دل کے پردے مین چھپا لیتے ہین

مانتے ہین مرے عیسیٰ کو مسیح
درد کی یان سے دوا لیتے ہین

دیکھین انجام محبت احباب
اپنے سر کیون یہ بلا لیتے ہین

عشق کرتے ہین نہین عقل جنہین
جان کو روگ لگا لیتے ہین

ہوتے ہین سحر بیان سارے حسین
دل سے وحشی کو پھنسا لیتے ہین

دو نہ سایل کو خفا ہو کے جواب
بینواؤن کی دعا لیتے ہین

دور سے آئے ہین مشتاق جمال
بیٹھے رہنے دو یہ کیا لیتے ہین

کچھہ ہے صحبت کا سلیقہ جنکو
بات بگڑی بھی بنا لیتے ہین

ہین ترے خوان کرم کے مہمان
جو غذا ملتی ہے کھا لیتے ہین

داد دیتے ہین سخن فہم حبیب
نظم کا ہم بھی صلا لیتے ہین

کہتا ہے جوش عجب بے خودی سبکی کا نین
تجسا تو ایک بھی نہین سارے جہانمین

فطرت کو ناپسند ہے سختی بیان مین
پیدا ہوی نہ اسلیے ہڈی زبان مین

محمودیون مین عجز کے جملے بیان مین
تکبیر جیسے اوّل و آخر اذان مین †

سمجھو اگر تو مدح سخن آفرین ہے وہ
کہہ جاتی ہین جو کچھ شعرا اپنی شان مین

چندے اسے ثبات ہے وہ بی ثبات ہے
اتنا ضرور فرق ہے نام و نشان مین

سمجھے گی جزو مبدء فیاض جنکے روح
اچھا نہ تھا وہ قید تھی مین جس مکان مین

تقلید چھوڑ دو جو ہے رنگ اونکا ناپسند
اچھے تھے کچھ کہو نہ بزرگون کی شان مین

پیچین کر رہی ہے ہمین آج کل کی فکر
اسکی خبر نہین کہ ہو کیا ایک آن مین

کیون ہون نہ ملکے خاک مین مشہور اہل وضع
بل کا نشان جلی پہ بھی رہتا ہے بان مین

پیش آئین انقلاب جہان سے وہ صورتین
گذری نہ تھین کبھی جو ہمارے گمان مین

کچھ کر لیا ہے طرز تکلم کا انضباط
رکھا ہی کیا ہے علم بدیع و بیان مین

تن کے قوی چلے ہین جوانی کے ساتھ ساتھ
اک شور الرحیل کا ہے کاروان مین

نکلا ہجوم یاس مین بھی مطمئن حبیب
کون اسکا ساتھ دیگا بھلا امتحان مین

ابتو قابو مین ہمارا دل ناشاد نہین
جو کہا تم نے کیا وہ تمھین یاد نہین

دیکھنا ضبط کبھی شکوہ بیداد نہین
لب پہ نالہ نہین شیون نہین فریاد نہین

جان دینا ہے تو پھر کون کرے کوہ کنی
یاد کیا حالت محرومی فرہاد نہین

کوچۂ عشق مین موجود ہے دلسا رہبر
یہ وہ مکتب ہے کہ جسمین کوئی استاد نہین

ہمنے گر کی ہے محبت تو ستم جھیلین گے
دوستو فکر ہے کیون حاجت امداد نہین

بھولے بیٹھے ہین کہان ڈھونڈھنے جائین دلکو
کب دیا کسکو دیا یہ ہمین کچھہ یاد نہین

غور کیجے اگر انکار دل آزاری ہے
غیر پر لطف و کرم کیا ہے جو بیداد نہین

جان لے لیتے ہو عاشق کی کسی ڈھب سے سہی
یہ کہی خوب ستم پیشہ ہین جلاد نہین

رنج مین فکر و تردد کا ہے وحشت انجام
کچھ بجز صبر دوا اے دل ناشاد نہین

ہمکو رسوا بھی کیا خود بھی جوانی نہ رہی
کیا ہے یہ باغ اگر جنت شداد نہین

شکل دکھلا کے وہ دیوانہ بنا لیتے ہین
آدمی زاد ہین کہنے کو پریزاد نہین

حسن کی گرمی بازار ہے معشوقون سے
آئین کیا قمریان گر باغ مین شمشاد نہین

ولولے دلکے گئے ساتھ جوانیکی حبیب
اب مری طبع مین وہ قوت ایجاد نہین

ہین غنی جنکو کوئی اور سہارا ہی نہین
سر پہ لین غیر کا احسان یہ گوارا ہی نہین

ہو گیا ہون ہمہ تن وصل مین وقف حیرت
اوسکے آگے مجھے کچھ کہنی کا یارا ہی نہین

اک زمانہ تھا کہ ہم رکھتے تھے قابو دل پر
ابتو یہ حال ہے گویا یہ ہمارا ہی نہین

وصل سے بحر کے وابستہ ہے قطرہ کی بقا
بے ملے اون سے کسیطرح گذارا ہی نہین

اجل آجائے کہ قربت پہ یہ دوری نہ رہے
وحشت دل کا کوئی اور تو چارا ہی نہین

آشنا کہتے ہین کیا ہوگا تمہارا انجام
سچ تو ہے بحر محبت کا کنارا ہی نہین

ہے وہ موجود مدد کے لئے غافل تو نہ
دل سے مالک کو مصیبت مین پکارا ہی نہین

ہون مین مشغول اُدھر گھیرتے ہین کیون احباب
شب کا مہمان ابھی گھر سے سدھارا ہی نہین

ہر جگھہ ابتو ضرورت کی ملاقاتین ہین
دوستون مین روش لطف و مدارا ہی نہین

یہ اثر داد نہ ہوا میری پریشانی کا
مدتون کاکل مشکین کو سنوارا ہی نہین

جب نہ منظور ہوا کدم بھی مرے دل کی خوشی
کیون نہو جائے یقین یہ تمہین پیدا ہی نہین

کیا کہین لطف عزل ساتھ جوانی کی گیا
رونق باغ ہو کیونکر چمن آرا ہی نہین

ہے زیان جنس محبت کی خریداری مین
لاکھ کہ کیجیے اسمین کبھی وارا ہی نہین

کوششین کرتے ہین اب وہ مری بربادی کی
اپنے کوچہ سے اوٹھانے کا اشارا ہی نہین

قابل قدر تھے جو لوگ وہ نالان ہین حبیب
حال کچھ لایق افسوس تمہارا ہی نہین

اوٹھین رحم آگیا دیکھین جو میری اشکبار آنکھین
کدورت دھو گئی دل کی ہوئین جسوقت چار آنکھین

محرک تھین بہت شکوہ کا کی وقت انتظار آنکھین
مگر بت بنگئے ہم ہوگئین جب اون سے چار آنکھین

وہ آنکھون مین رہینگی اور وقف انتظار آنکھین
نہ خواب آئیگا محشر تک نہ ہونگی اونسے چار آنکھین

ہزارون راہ تکنے والے زیر خاک پنہان ہین
تہ نقش سم رہوار ہین اسکے شہسوار آنکھین

کریگی رشک کس کس کا بہلا فصل بہار مین
تماشائی ہین روئے گل کی اسی نرگس ہزار آنکھین

اوٹھین لو انگلیان پھر میری دزدیدہ نگاہون پر
نظر کرتے ہی تم پر ہوگئین بے اعتبار آنکھین

وہ بگڑے ہین سوال وصل پر کچھ بن نہین پڑتی
پریشان دل ہے جسکی دست و پا ہین مثل مار آنکھین

مری افسردگی اکدم مین شادابی کا خون کردے
لہو ہو کر بہی اوٹھین جو سوے لالہ زار آنکھین

خدا کیواسطے ساقی شراب روح پرور دے
کہ گل نمدیدہ نرگس نبی ہین پر خمار آنکھین

تمہاری چشم شہلا کی ادا دن سے یہ ظاہر ہے
سمٹ کر بنگئی ہے گردش لیل و نہار آنکھین

وہ پڑہنی فاتحہ را تو کو اب چھپ چھپکے آتی ہین
چراغ طاق بالین کیون نہون بہر مزار آنکھین

سراب سیل خونین ہی سواد چشم عاشق مین
تن خاکی مین عمر رفتہ کی ہین یادگار آنکھین

نہ کیونکر خاک چھانون را تدن صحرا سے وحشت کی
ہر اکدم ڈہونڈہتی ہین یار کی در کا غبار آنکھین

کیا برباد طفل اشک تو نے صبر طاقت کو
کرینگی تجھکو یو ہین خشک دیدیکر فشار آنکھین

حبیب خستہ خاطر کو ذرہ صورت تو دکھلادو
نہ ہوگا دسترس گر دور سے کر لینگی پیار آنکھین

نگاہ مہر سے وہ دلکو آئینہ بنا لیتے ہین
ضیا ہوتی ہے پیدا داغ سودا مٹتی جاتی ہین

کسی پر التفت کیا ہونگی تیرے دیکھنے والی
کہ پیش از مرگ وہ بنیاد ہستی کو مٹاتی ہین

تجلی گاہ انوار حقیقت دیکھنے والے
فروغ ظاہری کو بھی کہین خاطر مین لاتی ہین

ہدایت نام ہی اسکا کہ دل خود طالب حق ہو
یہ واعظ کہکے سخت و سست وقت اپنا گنواتی ہین

دم وحشت ہر اک نقش قدم ہمکو بیابان ہے
جو سنجیدہ ہین وہ اجزا سے کلیے بناتی ہین

برابر ہین جہانکی تلخ و شیرین زشت و زیبا ست
اونہین جنکو شراب ناب الفت وہ پلاتی ہین

ہوا ہے جلوہ فرما کون یارب منزل دل مین
وہ ارمان جو نہان تھے مدتون سے نکلی جاتی ہین

قیامت ہین یہ زاہد بھی خدا کی اپنی رحمت ہو
سبیل مغفرت پوچھو اگر سو کہی سناتے ہین

سمجھتے ہین مجھے دیوانہ دیکھو چارہ سازونکو
جنہین سینے کو ہین وہ زخم اپنپر مسکراتی ہین

حبیب ان آنسوؤن سے دلکی سوزش کم نہین ہوتی
تعجب ہی مجھے آنکھون مین کیون بیسود آتے ہین

ذرا حسینونکی الفت بھی آزماتے ہین +
ہم اپنے مرنے کی جھوٹی خبر اوڑاتی ہین

یہی جواب ہے پڑھ پڑھ کے خط بجائی جواب
ہمارے نام کو لکھ لکھ کے وہ مٹاتی ہین

ریاض دہر سے مہر و وفا کے گل چنکر
ہمیشہ جامہ اصلی کو ہم بساتے ہین

ہوئے ہین شیب مین یون داغ عشق افسردہ
چراغ وقت سحر جیسے جھلملاتے ہین

وطن کے ذکر سے دیتے ہین قلب کو تسکین
جہان سفر مین کوئی غمگسار پاتے ہین

تعلقات خلایق ہین سب ودیعت دہر
نہ ساتھ لاتے ہین کچھ اور نہ لیکے جاتے ہین

تمہاری واسطے ایمان کیطرح دل کو
ہر اک حسین کے ہاتھون سے ہم بچاتے ہین

سلوک وہ ہی ستودہ جو حسب عادت ہو
کریم بھی کہین احسان زبانپہ لاتے ہین

نہ آعروج سے بستی مین مثل گوہر اشک
گرے ہوئے بھی کہین آنکھہ مین سماتے ہین

نہین ہی یاد رخ یار دلمین ہم شب ہجر
چراغ خانۂ امید مین جلاتے ہین ۱۰

حبیب خاطر احباب سے ہی شغل سخن
وگرنہ ابتو خموشی مین لطف پاتے ہین

گمان یہ جسنے کیا غلط ہے جو دور ہے وہ کہان نظر مین
جو شئے نہان ہے کسیکے دل مین نہو گی کیون کر عیان نظر مین

ہوئے نہ ہم روشناس راحت طلسم غم تھا جہان نظر مین
سبک رہا شہ فنا سے ہمیشہ خواب گران نظر مین

شباب کے ساتھ ساتھ دلسے گیا ہے شوق نظارہ بازی
کشش کا دعوی تہا ہمکو جسپر رہی وہ قوت کہان نظر مین

وہ لطف صحبت وہ پیاری باتین بہلا نہ کسطرح یاد آئین
ہمیشہ ڈہونڈہین گی تمکو آنکہین رہوگے اے رفتگان نظر مین

ہوئی ہے کل قوم پست ہمت نہین ہے باقی کسی مین غیرت
پکارتے ہین نفاق ونخوت ذلیل ہین میر و خان نظر مین

نہ گر لگاتے جنون کی تہمت تو تہی خموشی کی سخت زحمت
مین کس سے کہتا یہ دلکی حالت نہین کوئی رازدان نظر مین

چھڈا ہے دل طعن اقربا سے نہین ہے کچھ فائدہ دوا سے
جو آنکھہ جھپکی کسی ہوا سے چمک گئین بجلیان نظر مین
قفس مین بلبل کو کب ہے راحت ہمیشہ صیاد کی ہے صحبت
جو نیند آئی تو تھی یہ آفت پھرا کیا باغبان نظر مین
عزیز فرصت گہٹا رہے ہین نشان دولت مٹا رہے ہین
متاع ہستی لٹا رہے ہین نہین ہے سود و زیان نظر مین
جو اہل اسلام آتے آتے ذرا حمیت عرب کی لاتے
تو آج اتنا ذلیل ہوتا کبھی نہ ہندوستان نظر مین
عجب جگہہ ہے سرائے دنیا گیا جو آگے وہ پھر نہ پلٹا
مٹا ہے اون سب کا نام کیسا ابھی ہین جنکے نشان نظر مین
بڑے ہے کہو کسطرح طبیعت کہان سے لائی ہین خیال رفعت
دکھائین کسکو سنائین کسکو نہین کوئی قدردان نظر مین
حبیب وہ دن کریم لائے کہ مدعائے دلی بر آئے
مثال کحل بصر دکھائے اثر تمہارا بیان نظر مین

ہے یہ کیا پیچ سمجھہ مین میری آتا ہی نہین
وہ گیا دل سے خیال اوسکا تو جاتا ہی نہین
کیا ہوا دل کو محبت مین ہتون کی یارب
ایسا بہکا ہے کبھی راہ پر آتا ہی نہین
تیرے کوچہ مین قیامت کی کشش ہے ظالم
جب سے آیا ہون یہان گھر مجھے بھاتا ہی نہین
کیا کہون ہیچ مدانی سے ہون ایسا ناچیز
مین کسی شخص کی آنکھون مین سماتا ہی نہین
خاک امید کرون اوس سے کسی باتکی مین
اپنی خاطر مین کبھی جو مجھے لاتا ہی نہین

نوجوانونسے ستم گر نکرو قدر شباب
یہہ وہ معشوق ہے جاکر کبھی آتا ہی نہین

نیکنامی بھی وہ دولت ہے اگر غور کرو
نہ ملے خاک مین جبتک کوئی پاتا ہی نہین

دیدنی ہوتی ہین ارباب غرض کی آنکھین
جنکو مطلب کے سوا کچھ نظر آتا ہی نہین

چارہ سازونکو کسی فکر کا موقع کیا ہو
بات دلکی مین زبان پر کبھی لاتا ہی نہین

اشک خونین کی شرارت سے تعجب ہی مجھے
یہ کسیوقت لگی دل کی بجھاتا ہی نہین

کیا رقیبونپہ ملے رشک کا موقع مجکو
مُنہ وہ ایسونکو کسیوقت لگاتا ہی نہین

نالہ دلسے رسائی کی کرون خاک اُمید
یہ میرے طالع خفتہ کو جگاتا ہی نہین

گر کہین کچھ تو سنے کون حبیب میخوار
دیکھتے ہین کہ کبھی ہوش مین آتا ہی نہین

تصور زلف کا ہے اور مین ہون
قیامت سے بلا ہے اور مین ہون

مرا دل جا چکا ہے اور مین ہون
غضب کا سامنا ہے اور مین ہون

کہان آسایش و آرام و راحت
غم و رنج و بلا ہے اور مین ہون

کیا گر قتل اے قاتل نہ مجھکو
تو تو روز جزا ہے اور مین ہون

پس مردن بھی آے غارت گر خلق
یہی کوچہ ترا ہے اور مین ہون

خفا مین زندگی سے ہون یہ مجھسے
بس اب شوق قضا ہے اور مین ہون

کہا دل نے شہید دست قاتل
چمن مین اک حنا ہے اور مین ہون

حبیب کبریا دونون جہان مین
تمہارا آسرا ہے اور مین ہون

جا سکے زاویہ نشین نہ کہین
دلگی چاہیئے کہین نہ کہین

ایسی باتین جو مینے کین نہ کہین
کہہ کے بدنام ہو تمہین نہ کہین!

کیا برباد مجھکو کیا اے چرخ
ایک تربت کی تھی زمین نہ کہین

تر شردئی کی خو ہے بدمنعم
سر کہ بنجائے آنگبین نہ کہین

جوش خون ہے رگون مین دو نشتر
ہون یہی مار آستین نہ کہین

وان رقیب نظر ہے آرایش
ہو حیا غازۂ جبین نہ کہین

دیکھ قاتل سنبھل کے پھیر چھری
خون مین بھر جائے آستین نہ کہین

میرے شکوے تو تمنے سب سہی کئے
اور وفاداریان کہین نہ کہین

کیا ہے غربت مین قید اہل وطن
دیکھین صحبت کوئی یہین نہ کہین

جو جفا ہم پہ کی عیوض اوسکا
تمکو ملجائیگا کہین نہ کہین +

بیخبر ابتدا مین تھے عشاق
پھر وہ عیاریان چلین نہ کہین

خوش بیانی کا اون کی کیا کہنا
ویسی باتین تو پھر سنین نہ کہین

دوستون کی طرف سے ڈر یہہ رہا
ٹھہرین انکے عدو ہمین نہ کہین

اونکی بدگوئیان کبھی نہ سنین +
اپنی ناکامیان کہین نہ کہین۔

کیون علایق بڑھا رہے ہو حبیب
رنج ہو وقت واپسین نہ کہین

ادا سے رکھتے ہین اسطرح وہ حجابین پاؤن
کہ جیسے مست رکھی نشۂ شراب مین پاؤن

تمام عمر رہے قید اضطراب مین پاؤن
جمے کبھی نہ فلک تیرے انقلاب مین پاؤن

پہن کے کفش زری راہ جب وہ چلتے ہین
دولہن کی منہ کو خجل کرتے ہین نقابین پاؤن

خطر ہے عالم پیری و بار عصیان سے
نہ لڑکھڑائین کہین حالت حساب مین پاؤن

مبارک اے دل پامال ذوق پامالی
رخ اسطرف کو ہے رکھتے ہین وہ رکابین پاؤن

نجات کیلئے کیون لطف زندگی کھوئین
رہ ثواب مین رکھتے نہین شتابین پاؤن

پھرے تلاش مین تیری گئے نہ دیر و حرم
دم سوال کہین گے یہی جواب مین پاؤن

چھپا جو ابر مین مہر فلک نظر آیا
حنا ملی تری یاد آئے طشت آب مین پاؤن

اسی خیال مین گردون کو مین رہا نگران
عیان ہے یہ رخ خورشید یا سحاب مین پاؤن

لطافت رخ تابان یار کا کیا ذکر
نہ چشم حور نے دیکھی ہون ایسی خواب مین پاؤن

پتہ نہ پوچھئے آوارگان وحشت کا
جدہر کو اوٹھ گئے ہنگام اضطراب مین پاؤن

نہ ٹوٹین شیشہ و ساغر سنبھل کے چل ساقی
بہک رہے ہین ترے نشۂ شراب مین پاؤن

یہ جوش غصہ و غم تھا فراق ساقی مین
ٹپک کے شیشہ کو مارا خم شراب مین پاؤن

رہ صراط جو باریک ہے تو خوف نہین
ہین مستقل مرے عشق ابوتراب مین پاؤن

خدا کے سامنے کس منہ سے جائیگا حبیب
رہے خطا پہ نہ رکھا رہ ثواب مین پاؤن

رنگ ہستی دیکھکر خیرہ نگاہین ہوگئین
قصۂ و افسانہ اگلی رسم و راہین ہوگئین

رہنما شوق نہان کی سرد آہین ہوگئین
میرے دل سے اونکی دل تک صاف راہین ہوگئین

طائر وہم بشر کا تھا گذر جن مین محال
مسکن زاغ و رغن وہ بارگاہین ہوگئین

ذوق عصیان نے کیا تاریک دل تیرہ دماغ
مسجدین افتادہ ویران خانقاہین ہوگئین

دیکھہ ہر پردہ ہے کشتون کے مرقع کا ورق
تیری آنکھین اوستمگر صیدگاہین ہوگئین

عجب و نخوت نے دکھایا سرکشون کو روز بد
فرش پا انداز سے بدتر کلاہین ہوگئین

منعمون نے کچھہ نہ دیکھا جز ہجوم حرص و آز
پادشاہون پر مسلط یہ سپاہین ہوگئین

قافلے زیر زمین جا نیلگے مشتاق دید
جانستان کس شوخ کی نیچی نگاہین ہوگئین

قشقۂ صندل جو کھینچا بعستان ہندنے
خوشنما ابرو کی تیغون پر نباہین ہوگئین

باغ مین اپنے چلی ایسی سموم اختلاف
جلگئے گلزار خاکستر گیاہین ہوگئین

شامت اعمال نے گہیرا ہی دیکھوای حبیب
بن پڑیگی پھر نہ کچھ گر بند راہین ہوگئین

بہت ہم بتونکے ستاسے ہوئے ہین
خدائی کی آفت اُٹھائے ہوئے ہین

یہان شوق دیدار مین دل طپان ہے
حجاب اونکو ہے سر جھکائے ہوئے ہین

تری یاد مین اے شہ ملک خوبی
فقیرون کی صورت بنائے ہوئے ہین

تو جھہ ہے غیر و نپہ اور مجھہ سے نفرت
غضب کے سکھائے پڑھائے ہوئے ہین

تڑپنا نہین بے سبب اپنا ہر دم
کلیجہ پہ کچھ چوٹ کھائے ہوئے ہین

پسین کسطرح سے نہ دل عاشقونکے
وہ تلوون مین مہندی لگائے ہوئے ہین

ندامت ہوئی ہے جفا کرکے ہمپر
پشیمان ہین گردن جھکائے ہوئے ہین

بتونکو نہ پوجو کرد اوس کو سجدہ
کہ جسکے یہ پتلے بنائے ہوئے ہین

غرض کچھ نہین ہمکو دیر و حرم سے
ترے در پہ بستر لگائے ہوئے ہین

تری یاد مین جب سے بیٹھے ہین پیارے
دو عالم سے دلکو اوٹھائے ہوئے ہین

کہین جو زبان سے یہ لازم ہے سُنلو
تمہارے ہی تو منہ لگائے ہوئے ہین

کہان جائین اوٹھکر کہ مدت سے ہم تو
ترے در پہ دھونی رمائے ہوئے ہین

جلین کیون نہ ہر شب کہ اک شمعرو سے
بہت دن ہوے لو لگائے ہوئے ہین

وہ تکئے جو شب زیر سر تھے تمہارے
ہم اپنے گلے سے لگائے ہوئے ہین

حبیب آج کیا دل پہ گذری بتادے
کہ آنسو ترے ڈبڈبائے ہوئے ہین

ہمیشہ خوگر اندیشہ دوری منزل ہون
تحمل کش ہے وہ بار گران مین جبکا حامل ہون

سراپا یادگار حالت مایوسی دل ہون
تڑپنے کی سکت باقی نہین جسمین وہ بسمل ہون

نہین آسان چلنا راہ ناہموار الفت مین
لحد ہر گام پر کہتی ہے آمین پہلی منزل ہون

بنا کر تختۂ مشق صبر ناحق خون کیا دل کا
کسیکو کیون کرون بدنام مین خود اپنا قاتل ہون

تری مرضی پہ یارب منحصر ہین خواہشین میری
زبان تک حرف مطلب لا نہین سکتا وہ سایل ہون

اسیران بلا کا ہمنشین سخت جان ٹھہرا
مین اس اندوہ سے گرم فغان مثل سلاسل ہون

جگا کر تھک گئے آخر سدا رہے قافلہ والے
نہین پروا جسے شور قیامت کی وہ غافل ہون

ہر اکدم وصل کی شب کا سمان ہی چشم عاشق مین
اشارہ سب سے ہین دیکھو مین کس لیلی کی محمل ہون

نہین افتادگی بحر جہان مین وجہ آسایش
ہمیشہ وقف سیلاب فنا مانند ساحل ہون

مری ہر آرزو کہتی ہے یہ دل مین گرہ ہو کر
نہ حل ہو جو وہ عقدہ ہون نہ آسان ہو وہ مشکل ہون

سدا برق حوادث جس سے دل مین لاگ رکھتی ہے
مین وہ محسود خرمن ہون مین وہ مخذوش حاصل ہون

جو نادم ہو گنہ پر رحمت حق اوس سے کہتی ہے
نہین گو میرے قابل تو مگر مین تیری قابل ہون

تپ غیرت جلاتی ہے سیہ کاری رلاتی ہے
پر پروانہ ہون داغ جگر ہون شمع محفل ہون

نہین کچھ منحصر آئینہ و تصویر پر حیرت
دکھادون مین یہی عالم اگر اونکے مقابل ہون

چمن پیرائے باغ آرزو تنہا اک زمانے مین
پر اب اندوہ مایوسی سے ہمصوت عنادل ہون

سر سودا زدہ کہتا ہے دیکھو لوح پیشانی
بنا ہے جو محل دردناکامی وہ منزل ہون

بساط دل مین کہتا ہی اوبھر کر داغ محرومی
حبیب خستہ جان مین کشت ناکامی کا حاصل ہون

بہار آئی ہے پھر وحشت فزا نالے نکلتے ہین
جگر سے دل سے پھر آتش کی پرکالے نکلتے ہین

چمکتے ساتھہ روے یار کے بالے نکلتے ہین
تماشا ہی کہ گرداک مہ کے دو ہالے نکلتے ہین

نہین آنسو تمہاری جستجو مین روز پھرنے سے
نگاہ تیر زد کے پاؤن مین چھالے نکلتے ہین

ہماری خون کی گرمی سے آب تیغ گھٹتی ہی
جو چھو جائے لب سو فار مین چھالے نکلتے ہین

تقاضاے سفر کی حد بھی اے فکر معیشت بس
وطن کو چھوڑتے ہین گھر سے اچھالے نکلتے ہین

زمانہ مین ملا طمع ہے ترے وحشی کے مرنیسے
کف افسوس ملتی دیکھنے والی نکلتے ہین

بس اب چندے ہون مہمان زندگی کی کون صورت ہی
اوتری جیب مین پھاہی زخم دل آلے نکلتے ہین

تماشا مجرمان عشق کا جنکو خوش آتا ہے
ذرہ کوئی اونہین کوٹھے پہ بلوالے نکلتے ہین

تمنا ہے جو صحت کی مریض عشق آجلدی
مسیحا کو دل بیمار دکہلالے نکلتے ہین

دکہا کر مجہکو غیرون سے وہ کہتے ہین ٹھہر جاؤ
یہ جو بیٹھا ہے در کے سامنی جالے نکلتے ہین

بلائین لینگے اون زلفون کی شبکو خواب دیکھا ہی
ہمارے ہاتھون مین ڈسنی کو دو کالے نکلتے ہین

جنازہ پر یہ کسکے خانہ ہاے چشم مردم سے
تصدق کو در شہوار کے مالے نکلتے ہین

حبیب ابر الم کیا تر کریگا دامن عشرت
ہوا سے صبر کے چلتے ہی چھالے نکلتے ہین

نہ بہو لینگے ریاضت کو ہماری خوشہ چین برسون
رہی ہے کشت زار جنس معنی ہر زمین برسون

عجب دن وہ بھی تھے جب الفتین باہم رہین برسون
جفائین تم نے کین برسون وفائین ہمنے کین برسون

خدا لاے نہ وہ دن مدتون فرقت مین روئی ہین
کف سیلاب چشم تر رہی ہے آستین برسون

کبھی سینہ پہ رکہا گاہ آنکھون پر پئے تسکین
قباے گل کو ہم سمجھے تمہاری آستین برسون

عجب حالت سے رکہا تھا جنونکی دستگیری نے
رہا ہی تن مین میرے جامۂ بی آستین برسون

ستمگر ہے نشان ظلم تیرا جامۂ پر خون
سر میدان اوڑیگی بنکے پرچم آستین برسون

چڑھا لے کہنیون تک نہ ڈوبے خون ناحق مین
چھپائیگی وگرنہ جیب مین منہ آستین برسون

نہ ہوتا نہین پیری مین گر کچھ دست و بازو سے
یہ شاخین بے ثمر اب ہین مگر پھولی پھلین برسون

کہین دلبستگی ہوتی تو کیون فرقت مین ہر دمتا
رہی ہو کر جدا بھی میرے آنکھون مین تمہین برسون

بہار گل کی صورت تھا شباب انکا بھی مستعجل
غضب ہوتا جو رہتی ایک حالت پہ حسین برسون

مخالف ہونگے کیون عادات تحقیق و ہدایت کے
بھری ہین دل مین وہ باتین جو کانون سے نہین برسون

تجھی لازم نہ تھی اسطرحکی دلبستگی بلبل
ارے نادان رہا ہے موسم گل بھی کہین برسون

خجل ہے مہر عالمتاب خاک اہل باطن سے
ہر اک ذرہ رہیگا مطلع نور یقین برسون

فروغ نظم سے اس عالم تاریک مین اخود
رہیگا نقش نام اپنا دلونپر بے نگین برسون

حبیب رند کعبہ کو چلا ہے دیکھئے کیا ہو
بتونکے سنگ در پر رہچکے اسکی جبین برسون

کسیکے وصل کی ہمکو رہی ہے آرزو برسون
اسی امید مین روئے ہین آنکھون سے لہو برسون

سمجھ لو گر دل رنجیدہ پر بیداد کرتے ہو
وہی ہے یہ رہی جسمین تمہاری آرزو برسون

غریق قلزم رخسار ہجران کو نہ موت آئے
رہا طوفان اشک چشم خونین تا گلو برسون

وہ کہتی ہے سہی قدر اور یہ نازکبدن تجکو
رہیگی بلبل و قمری مین اسکی گفتگو برسون

خم و پیمانہ توڑا محتسب نے گر تو کیا حاصل
یونہین توڑیگا خون دخت رز سبکے وضو برسون

جلا سکتی ہے کیا نار جہنم اوسکے پیکر کو
حریم دلمین جسکے رہ چکا ہے یار تو برسون

بجا ہے اس تصور مین جو لوٹین سانپ سینہ پر
اسے سمجھی ہی نافہ اپنا زلف مشکبو برسون

خیال اکسو ہوا جب ملگیا تھی آرزو جس کی
عبث عمر اپنی کھوئی ہمنے پھر کے چار سو برسون

نہ بہکی ہین نہ بہکینگے جو عالی ظرف ہین ساقی
کوئی چھیڑے نہ گر جبکتے نہین جام و سبو برسون

حباب آسا یہ نقش زندگی ہے بحر ہستی مین
وہ کوشش کیجیے باقی رہے نام نکو برسون

نہ طلشت از بام ہو کیونکر مری وحشت کا افسانہ
جدا ہو جب مقابل رہکے اک آئینہ رو برسون

ہر اکجا ہند مین شاہ دکن کا فیض جاری ہی
رکھینگے سبز باغ قوم کو یہہ آبجو برسون

کیے ہین خار غم نے ایسی پر زے دامن دل کے
بچا ہے گر ید قدرت نہین ممکن رفو برسون

تجھے حیران کیا نرگس نے کسکی چشم شہلا نے
رکھا سنبل تجھے کس زلف کی ژولیدہ مو برسون

رہیگا مدتون کیف شراب وصل فرقت مین
بجائیگی ہمارے پیرہن سے تیری بو برسون

تمہاری بلگجی پوشاک کی خوبی نہ آئیگی
لباس گل کی شبنم گر کریگی شست و شو برسون

حبیب مبتلا سے جیتے جی ملجاؤ تم ورنہ
ہوا گر خاک یہ ذرے کرینگے جستجو برسون

عقدہ لاحل کا کہلنا اپنے امکان مین نہین
کیا ملیگی وہ جو شے تقدیر انسان مین نہین

دیکھلے طاقت یہ چشم پیر کنعان مین نہین
یا کہ نور دیدہ اوسکا چشم زندان مین نہین

حال کچھ دست جنون سے میری دامان مین نہین
تار چاک دل کے سینے کو گریبان مین نہین

بہر ہر معلول جب علت کا ثابت ہی لزوم
کیا ہے جلوہ تیرا گر مہر درخشان مین نہین

کردے جائز بت بیباک تو نے جو ستم
سختیان یہ مذہب گبر و مسلمان مین نہین

پھر چٹایا سنگ تیغ اصفہان کو ترک نے
سرمہ کا ڈورا یہ چشم مست جانان مین نہین

غرق حیرت ہون تجھے انکار ہے او بجرحسن
پھر کہان ڈوبا جو دل چاہ زنخدان مین نہین

بیخبر اپنی جگہ پر مطمئن بیٹھے ہین وہ +
کچھ اثر شاید ہماری آہ سوزان مین نہین

اپنے جس بندے کو چاہی دی چمن آرای دہر
کچھ اجارہ زاہدون کا باغ رضوان مین نہین

تھا حبیب وحشی دل خانمان کل تک وہان
آج پتا اوس کا گور غریبان مین نہین

نہ اوٹھائی سختی ہجر گر تو وصال کا بھی مزا نہین۔

نہ ہوا مرض مین جو مبتلا کبھی اوسکو قدر دوا نہین

یہ ہمارے تار نگہہ ہین یار گ گل سے بند قبا نہین۔

ہین شفق مین مہر چھپے ہوئے تری دست و پا مین حنا نہین

مین وہ گل ہون گلشن دہر مین جو ہمیشہ صرف خزان رہا

کہلے جس سے غنچۂ آرزو چلی ایسی کوئی ہوا نہین

تپ ہجر نے ہمین کر دیا یہ ضعیف و خستہ و ناتوان

کہ قضا بھی آکے پلٹ گئی نہ کھلا یہ ہی کوئی یا نہین

یہ مقام شکر کا ہے ولا کہ کشش نے تیرے اثر کیا

مجھے خوب یاد ہے آجتک وہ کسی سے اتنا کھلا نہین

وہ جفا زمانے نے ہمپہ کی کہ خیال جسکا نہ تھا کبھی

یوہین تھی مشیت ایزدی ہمین کچھ کسی سے گلہ نہین

ہی وہ زلف آفت جان تری اوسے مارا جسکے گلے لگے

پہنسے آکے زاہد و متقی کوئی اس بلا سے بچا نہین

جو ہمیشہ مایل داغ تھا ہمین جسپہ سارا دماغ تھا

سہین کیونکر اب ستم بتان وہ ہمارا دل ہی رہا نہین

چمن جہان کی جو سیر کی تو حبیب ہمپہ کھلا یہی۔

ہین ہزار رنگ کے گل یہان پہ کسی مین بوے وفا نہین

سمجھا کوئی نشیب و فراز جہان کہان
نسبت ہے کچھ زمین کہان آسمان کہان

اے درد ہمکو چین نہ آسمان کہان
اے مرگ تو نہ آئیگی جبتک امان کہان

اے اضطرار صبر و سکون کا لعدم ہوے
اے انتشار عافیت جاودان کہان

اے درد سینہ کوبے بیسود تا کجا
اے داغ چارہ ساز غم رفتگان کہان

ایدل مآل جامہ دری تہی برہنگی
سودا سے زلف مین سر سود و زیان کہان

غمخواریان ہین حضرت واعظ کی ظاہری
چہتی ہی اہل درد کی طرز بیان کہان

سردی نفس کی کہتی ہے رخصت ہوا شباب
دل بجہگیا وہ گرمی عشق بتان کہان

اتنا بھی رہروان عدم کو نہین خیال
رہ رہ کے ہو رہا ہے یہ شور فغان کہان

کانٹے نظر مین عاشق مژگان کے خار ہین
ہے ان مین لذت خلش جاودان کہان

سب ہمصفیر راہی باغ جنان ہوے
دل جسکو ڈہونڈہتا ہے وصحبت یہان کہان

ایدل جو ہو گیا وہی بہتر تہا شکر کر
دیکہی ہین تو نے چرخ کی نیرنگیان کہان

کرتا ہے دل سہی میری محبت کا کب یقین
ساکت قسم یہ ہوتا ہے وہ بدگمان کہان

پوچھو نہ کچھ وفا کی بھی مٹی خراب ہے
منظور ساتھ غیر کے ہے امتحان کہان

آئی بہار توڑ قفس عندلیب زار
پہلے یہ پوچھ گل سے بنے آشیان کہان

پیتا ہون ڈرتے ڈرتے ذرا سی کبھی کبھی
گذرا شباب اب وہ سیہ مستیان کہان

نااہل کے مطیع ہوے اہل وضع کب
ممکن ہوا تبع وضع جہان کہان

صدمہ ہے اک نہ ایک نہار روز و شب حبیب
دار عنا جہان ہے راحت یہان کہان

کیا حسین اک تمہین ہو حور نہین
کون کہتا ہے اے حضور نہین

حسن پر منکسر مزاج ہین وہ
کبر و نخوت نہین غرور نہین

سایہ قصر یار بس ہے ہمین
ہوس جنت و قصور نہین

کیسے نالے ہین بے اثر اپنے
کچھ بھی الفت کا واں ظہور نہین

آج کیسی شراب دی ساقی
کہ ابھی تک ذرا سرور نہین

شام عشرت تھی جنکی صبح بہشت
شمع اونکے سر قبور نہین

میری زنجیر مین ہے حشر کا غل
کوئی سنتا صدائے صور نہین

ہین حدف سارے بستہ فتراک
پر مرا مرغ دل حضور نہین

بخت سے یہ بعید ہے کہ دکھائین
اور او نکے کرم سے دور نہین

اک جہان غش ہی یہان وہان تہی کلیم
کیا ہے بام اونکا پھر جو طور نہین

جب کہا مینے جان نثار کرون
بولے جنجہلا کے کچھ ضرور نہین

عشق ہے وہ محیط بے ساحل
جس سے ممکن کبھی عبور نہین

میرے نالے ہین اہل خواب عدم
سو یہ شورش نشور نہین

مے کے دینے مین وعدہ کیا سائی
یہ تو کچھ بادہ طہور نہین

گر ہے چلنا تو اوٹھیے بسم اللہ
گھر بھی میرا یہان سے دور نہین

جو سزا دو سزا ہے عاشق ہین
ہم کسی وقت بے قصور نہین

خاک ہو ہمسے فکر شعر حبیب
مطمئن قلب نا صبور نہین

دل پہنسا لینے کی یہ گہاتین ہین
جاؤ صاحب تمہاری باتین ہین

نہین آتا ہے چین بستر پر
ہجر کی کیا ڈراونی راتین ہین

کہتی ہی کہتے عمر کٹ جائے
اتنی فرقت کی وارداتین ہین

ہے تماشا ہماری وحشت کا
دھوکے کی ٹٹیان قناتین ہین

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
جیسی ذاتین ہین ویسی باتین ہین

مرگ عاشق کی اونکا گھبرایا
قابل دید دونون باتین ہین

ظالمون کو اجل بھی بھولی ہے
بیحیاؤن کی کیا حیاتین ہین

کہکے چھوڑین حبیب جو شعرا
بس وہی اون کی کائناتین ہین

سب مین ہون پھر کسی سے سروکار بھی نہین
غافل اگر نہین ہون تو ہشیار بھی نہین

قیمت اگر وہ دیتے ہین تکرار بھی نہین
کچھ ہمکو دیکے دینے مین انکار بھی نہین

نسبت ہے جسم و روح کی اللہ رے اتحاد
سبحہ اگر نہین ہی تو زنار بھی نہین

بیٹھا ہون اوسکی یاد مین بھولا ہون غیر کو
زاہد اگر نہین ہون ریاکار بھی نہین

جائین وہ قتل غیر کو ہم رشک سے مرین
ایسی تو اپنی جان سے بیزار بھی نہین

آنا ہو آؤ ورنہ یہ کہدو نہ آئینگے
سنلو یہ دو ہی باتین ہین طومار بھی نہین

سودا تمام ہوگیا بازار اوٹھ گیا
وہ دل بھی اب نہین وہ خریدار بھی نہین

طرز جفا بھی بھول گئی کیا وفا کے ساتھ
دلدار گر نہین ہو دل آزار بھی نہین

لینگے ہزار درسے پلٹ کر در مراد
منعم ندین تو کیا تری سرکار بھی نہین

بھیجینگے حسب حال اونہین گو نہ لکھ سکین
کیا دامن اور دیدہ خونبار بھی نہین

بلبل چمن کو دیکھ خزان سے تم کو دیکھ
گل کا تو ذکر کیا ہے کہین خار بھی نہین

آزاد ہین شراب کے عادی نہین حبیب
احباب گر پلائین تو انکار بھی نہین

مجکو قرار ہجر مین شام و سحر نہین — اوس بیخبر کو پر مری مطلق خبر نہین
بودا تمہارا عاشق شوریدہ سر نہین — ایمانکا خوف جانکے جانیکا ڈر نہین
خط بھیجون کسطرح سے کوئی نامہ بر نہین — پیک صبا بھی جائے تو وہانتک گذر نہین
جب مین نے آہ کی جگر اونکا بھی ہل گیا — کہتا ہے کون نالۂ دلمین اثر نہین
آئی ہے اب یہ جان تمہارے فراق مین — آتا مین اب تو ہوش مین دو دو پہر نہین
اللہ رے بیخودی وہ عیادت کیواسطے — کب آئے کب گئے مجھے مطلق خبر نہین
حالت ردی ہے آج تمہارے مریض کی — شاید جو رات کٹ بھی گئی تو سحر نہین
وہ آبدیدہ ہو گئے عاشق کی قبر پہ — بعد فنا بھی جذبۂ دل بے اثر نہین
اے شعلہ رو بجائین تری لن ترانیان — موسیٰ کی طرح مجھکو بھی تاب نظر نہین
دیر و حرم مین جاکے بنین بیوقوف کیون — کیا ہمکو بجز سجدۂ ترا سنگ در نہین
مردم مین تاب و طاقت نظارہ چاہیے — کسجا نہین کہان نہین تو اور کدہر نہین
ساقی شراب صاف پلا وقت فکر ہے — سر پر سحر ہے کوچ کی زاد سفر نہین
پرچہ ہے میری نظم کا الماس دلتراش — قدر اسکی بو الہوس کو ہو کیا سیم و زر نہین
برسون لہو کے اشک بہا کر چلے پھرے — عاشق سا بھی جہان مین کوئی پر جگر نہین

دشمن سے بھی سلوک و مروت کرو حبیب
افعی کے پاس رہنے مین نقصان زر نہین

موج آتش کیطرح گو مین سراپا جوش ہون — ضبط پر دیکھو کہ شمع کشتہ سان خاموش ہون

رند میرا نام لیتی ہین لگا کر منہ سے جام
اہل صحبت یاد رکھو دل مین وہ بیہوش ہون

آہ کہتی ہے حذر کر دود سوز دل ہون مین
نالہ کہتا ہے کہ ڈر مجھسے صدائے جوش ہون

کی عبادت اور نہ طاعت جز خطا و معصیت
ہون بہت نادم کفن مین کیون نہ مین روپوش ہون

سوئے میدان شہادت چل یہی ہی سر کی دھن
ایک مدت سے غم فرقت مین بار دوش ہون

دیکھہ ادہر کہتی ہے نرگس ہو نہین چشم منتظر
دیصدا ہے قول غنچہ کا سراپا گوش ہون

خاک مین ملنے نہ دے کہتا ہی گر کر طفل اشک
مردم دیدہ کا مین پروردہ آغوش ہون

گلشن ہستی سے جاونگا مثال بوئے گل
دوستونکا دم سے بھی تا مین نہ بار دوش ہون

بیخودی ہے یہ خیال چشم میگون مین مجھے
ہے گمان لوگونکو مست بادہ سرجوش ہون

پاس کچھ واعظ کا ہے مجھکو نہ خوف محتسب
صحبت ساقی مین صرف شغل نای و نوش ہون

جام عشق ساقی صہبائے کوثر سے حبیب
ہر گھڑی سرشار ہون ہر لحظہ مین مدہوش ہون

اہنی بنوائی ہین اسکے قفس کی تیلیان
یاد تہین صیاد کو اگلے برس کی تیلیان

ناتوان ہون مین قفس کچھ پائدار ایسا نہین
ٹہیس سہ سکتی نہین پائے مگس کی تیلیان

رخنہ بندی کر قفس کی اسطرح اے باغبان
شاخ گل کی کوپلین ہون پیش و پس کی تیلیان

جلگیا آتش مزاجی پر مری صیاد بھی
چین آیا ہے قفس مین پاکے خس کی تیلیان

عندلیب دل طپان ہے عشق گلرخسار مین
دیکہنا توڑیگا یہ طایر قفس کی تیلیان

کاروان بوے گل آئے تو مین توڑون قفس
ہون مقابل صوت مین بانگ جرس کی تیلیان

فرقت جانانہ مین زور و توانی دیکہنا
تن پہ ظاہر ہین رگین جیسے قفس کی تیلیان

لاکھ تڑپا مین مگر جہک کر برابر آگئین
ایک بھی ٹوٹی نہ مین آفت کس کی تیلیان

مردہ ہین جو خزان سے ہم وہ بلبل ہین حبیب
گر بہار آئے تو پھر توڑین قفس کی تیلیان

عبث میرے جنون کی چارہ سازی لوگ کرتے ہین
کہو اونسی کہین اسطرح کے بگڑے سنورتے ہین

یہان خاطر پریشان ہی وہان گیسو سنورتے ہین
وہ برہم ہونجائین منہ سی کچھ کہتی بھی ڈرتے ہین

اٹھائے ہین وہ صدمے ہمنے ملکر ان حسینون سے
جو لیتا ہے کوئی نام محبت اب تو ڈرتے ہین

مین صدقے تمپہ جب کہتا ہون جھنجھلا کر وہ کہتے ہین
مرے سر پہ سے دن مین ایسے سو صدقے اترتے ہین

نہ پوچھو دوستو بہتر ہے مرنا ایسے جینے سے
کہین کیا تم سے فرقت مین جو کچھ صدمے گذرتے ہین

لگا لینگے ہمین کیا آشنا دریاے الفت سے
ابھاریسے کہین اسطرح کے ڈوبے اوبھرتے ہین

بلائین لوگرو قدمونپہ تمپہ لاکھ دو لیکن
اوٹھے جھنجھلا کے جب پہلو سی وہ پھر کب ٹھہرتے ہین

نباہی رسم الفت اسقدر ہمنے کہ دشمن بھی
ہمارا نام جب سنتے ہین ٹھنڈی سانس بھرتے ہین

یہ کثرت کیون تعلق کی ضرورت کیا تملق کی
اگر مرنے پہ جیتے ہین تو کیون جینے پہ مرتے ہین

حبیب اکدن پکڑ لو ہاتھ پاس وضع جانے دو
یہ کہدو صاف اونکے کان مین ہم تمپہ مرتے ہین

رکھے نہ محروم سبک ہونگے بہت یارون مین
ساقیا ہم بھی ہین آخر ترے میخوارون مین

وہ لگاوٹ ہے کہ دیکھی نہین عیارون مین
لطف اقرار کا ہے آپکے انکارون مین

لذت درد محبت جو مریضون سے سنین
نام لکھوائین مسیحا ترے بیمارون مین

دست وحشت نے تراشے مرے سینہ پہ وہ گل
خط ناخن کی ثنا ہوتی ہے گلزارون مین

ہم بھی کرتے تری بیداد کا شکوہ ظالم
رسم ہوتی جو شکایت کی وفاداردن مین

نہ تڑپنے پہ خفا ہوکے جفا کر صیاد
طاقت صبر کہان تازہ گرفتارون مین

وہ شب ماہ مین جسوقت سے لٹتے ہین نقاب
چاندنی شرم سے چھپ جاتی ہی دیوار و مین

آج احباب کی خاطر سے پیو تم بھی حبیب
کہتے ہین دلشکنی کفر ہے دیندارون مین

ہر اک سوال کا دیتے ہو تم جواب نہین
یہ ظلم وہ ہے کہ جس کا کوئی حساب نہین

شگفتگی مرے دلکی ہے تیرے لطف کے ساتھ
ہر ایک فصل مین پھولے یہ وہ گلاب نہین

تمام عیش کا سامان ہو تو کیا حاصل
بہار زیست نہین ہے اگر شباب نہین

تمہاری زلف مسلسل مین دل الجھ ہی گیا
مین کتنا کہتا رہا خانمان خراب نہین

جھجھک جھجھک کے نہ اوٹھو سحر ہے دور ابھی
یہ داغ دل ہے مریجان آفتاب نہین

عجب مزا تھا ذرا سی جو پی تھی شیخ نے رات
وہ مانگتے تھے مین کہتا تھا بس حباب نہین

وہ قتل کر کے مجھے کہتے ہین مسیحا سے
جلا کے اوٹھتے نہین کی سند جناب نہین

اوسی کے اشکون سے ٹھنڈی ہوئی ہی آتش گل
یہ کون کہتا ہے بلبل کا دل کباب نہین

جگر بھی کرتا ہے اب خونفشانیون کی ہوس
فقط یہ دل ہی مریجان کا عذاب نہین

تمہارے ہجر مین ہم دیکھتے تھے موت کی راہ
اب آئے وہ کہ نہ آئے کچھ اضطراب نہین

شراب خانہ سے مسجد ہی ہین نہ جا بیٹھین
یہ بزم ہیچ ہے ساقی اگر شراب نہین

حبیب بنکے گئے غیرون اگر اوسنے
کہا ہٹا دو یہ وہ خانمان خراب نہین

وہ یون نشکل طرز بیان کھینچتے ہین
کہ قائل کی گویا زبان کھینچتے ہین +

یہ تشبیہ دیکھو سگ کوئی دلبر
ابھی تک مری ہڈیان کھینچتے ہین +

کرے گر کوئی ذکر جا کر ہمارا
وہ تالو سے اوسکی زبان کھینچتے ہین

نہ صدمہ سے کیون خشک ہو خون بلبل
گلون کا عرق باغبان کھینچتے ہین

بڑھی ہے سفر مین وطن کی محبت
مکینون کو کیا کیا مکان کھینچتے ہین

کرے کون سودا ترے زلف مسلسل
ہمین ہین جو یہ بیڑیان کھینچتے ہین

پس مرگ معراج عاشق کی دیکھو
لحد کی زمین آسمان کھینچتے ہین

نشانہ بنائینگے تیر نظر کا
محبت کے دل پر نشان کھینچتے ہین

ذرا دم تو لینے دے اے موت مجھکو
ٹھہر کر نفس ناتوان کھینچتے ہین

ضعیفی مین بھی دل مین ہے یاد ابرو
کبادہ ہین خود اور کمان کھینچتے ہین

سب مجھے دیکھکر جب وہ منہ موڑتے ہین
تو دل مین چبھا کر سنان کھینچتے ہین

غضب ہے حسینون کا طور تکلم
دلون کو یہ جادو بیان کھینچتے ہین

بڑھا فکر مین رنگ زردی رخ سے
یہ عطر گل زعفران کھینچتے ہین

حبیب اب زمین آسمان سر پہ لینگے
کہ نالے مرے بجلیان کھینچتے ہین

پیون وہ بادہ دیسالہ مین یا دجوانی مین
کہ جوش تازہ دکھلا کر لگا دے آگ پانی مین

تپش کا اب یہ عالم ہے فراق یار جانی مین
سر شک گرم کہتا ہے لگی ہے آگ پانی مین

سوئی میخانہ لایا ہمکو لطف صحبت اوّل
مگر بے کیف آخر تک گذاری دور ثانی مین

یہ فرماتے ہین وہ اپنی جگہ سنکر مرے نالے
حرارت ہے غضب کی قلب پر اس ناتوانی مین

جو کچھ کہنا ہے خود کہدون وہ آجائین اگر قاصد
بس اتنی بات طے ہو جاے پیغام زبانی مین

نہین ہے عکس چشم یار زیب ساغر صہبا
پڑے ہین پھول نرگس کے شراب ارغوانی مین

ہوا ہے داغ سے ناسور دل مین خیر ہو یارب
تغیر کچھ نہو جاے محبت کی نشانی مین

جو کہتا ہے کوئی عاشق کو مارا کیون تغافل سے
وہ کہتے ہین مرا کیا بس قضائے آسمانی ہین

نہ پہونچایا ہمین اے خضر کوئی یار ملک اکدن
ہوا تمسے نہ اتنا کام عمر جاودانی ہین

خیال یار مین جاری ہین آنسو شعر لکھتا ہون
مدد دیتا ہے جوش دل طبیعت کی روانی ہین

ہوئی آغاز پیری داستان فرقت کی باقی ہی
نہ جھپکی آنکھہ کاٹی رات ساری اس کہانی مین

خدارا حرف مطلب بہی سنو کچھہ ہم غریبون کا
یونہین کاٹوگے ساری رات کیا قصہ کہانی مین

کیا اس بگینہ کا خون لگا کر عشق کی تہمت
گنوایا دلکو اپنے مفت ہمنے بدگمانی ہین

جلیب ناتوان بیداد فرقت سہکی جیتا ہے
بہلا کچھ اب بہی شک باقی ہی اسکی سخت جانی مین

کیون نہ دمسے دم آخر تمہین ہم یاد کرین
قوت اب اتنی کہان ہی کہ جو فریاد کرین

دل مین ہی بہول کے سبکو تجھے ہم یاد کرین
چلکے چندے کسی ویرانہ کو آباد کرین

ہو تو ایسا ہو کسی تیغ نگہہ مین جوہر
نقد جان دیکے ہوس لینے کی جلاد کرین

تیرا دیوانہ بہرے گر دم تسخیر کبھی
بیعت ان ہاتھون پہ آکے پریزاد کرین

بلبلین دام محبت مین پہنسین یون صیاد
کہ چہٹین بہی جو قفس سے تو تجھے یاد کرین

خوب وصف لب شیرین مین تراشین مضمون
خامہ کو رشک دہ تیشۂ فرہاد کرین

تیری تصویر جو کہینچین تو خفیف ایسے ہون
ہاتھہ غیرت سے قلم مانی و بہزاد کرین

متقاضی ہے ادہر موت اودہر خواہش دید
اس کشاکش سے وہی چاہین تو آزاد کرین

ڈہونڈہ لین عاشق رخسار اوسی بہی اکدن
دلمین گر یہ ہوس جنت شداد کرین

اب تو آتا نہین اس رنگ مین کچھہ لطف جلیب
ہو الگ سب سے وہ طرز سخن ایجاد کرین

ہماری فکر سے ہے آسمان زمین سخن
نہ لینگے خرمن انجم کو خوشہ چین سخن

دماغ تازہ کرے کیون نہ یہ عرق ریزی
ہمیشہ عطر مین ڈوبی ہے آستین سخن

کہین ہو حشو و زواید کو دخل کیا ممکن
شکن سے صاف ہے جیب دیکھی جبین سخن

کہے وہ بات کہ دشمن بھی جان نثار بنے
دل و زبان مخالف سے ہے رہین سخن

نہین ہے کوئی حقیقت زر و جواہر کی
عجیب چیز ہے پیرایہ متین سخن

دیکھایا صدق تکلم نے میرے وہ اعجاز
کہ منکرین بھی کرنے لگے یقین سخن

اسیمنے ثبت کیے نقش حکمت و توحید
بہاے خاتم ایجاد ہے نگین سخن

خیال غیر سے ہوتی ہے رد حکو تکلیف
اگر ہو پیش نظر شاہد حسین سخن

خدا نے حضرت انسان کو یہ شرف بخشا
سوا بشر کے نہ کوئی ہوا امین سخن

سواد خط کی ہے منظور جنکو آرایش
سنوارتے ہین وہ گیسوے عنبرین سخن

میرے کلام کو سمجھینگے خاک بازاری
خواص دینگے بہاے درثمین سخن

دکھاے قامت مضمون ادا سے آزادی
یہ حسن ہے نہ ہو کوتاہ آستین سخن

چلائیگا دل حاسد پہ رات دن آرہ
حبیب فضل خداے صمدی سین سخن

ستاے لاکھ وہ پر مین نکچہ زبان سے کہون
جو تجھسے کہتا ہے کیون تیرے پاسبان سے کہون

گلون کی جامہ دری بلبلون کا سوز و گداز
چمن مین سامنے گلچین کے باغبان سے کہون

وفاے عاشق شیدا جفاے شاہد شنگ
تمام عمر مین انداز داستان سے کہون

درازی شب ہجران ملال روز فراق
ملے تو حشر کے دن اپنے مہربان سے کہون

شب وصال مین ہے حکم ذوق آرایش
ہلال عید دکھا آج آسمان سے کہون

یہ انتہاے توکل ہے تنگدستی مین
بہاے نقد سخن بھی نہ مین زبانسے کہون

ہر رہون در پیر مغان پہ کرکے سلام
جو آپ سے مجھے مے دی تو کیون زبانسے کہون

جب اعتماد نہ ہو اپنے دیدہ و دل پر
تو راز عشق مین کسطرح رازدان سے کہون

کسیطرح نہ رکین گر یہ دیدۂ خونبار
تو برق ہونیکو آہ شرر فشان سے کہون

نہ رازدان ہے کوئی اور نہ تاب خاموشی
جو دل مین آئے وہ کیون کر نہ مین زبانسے کہون

حبیب دیکھکے وہ خود پکار اوٹھے گا
نکات علم بیان کیون مین نکتہ دان سے کہون

زلف سے چھڑ یہ زلف پر شکن مین انگلیان
ٹٹیان ہین سنبل ترکی چمن مین اونگلیان

کھولدینگے ناخن تدبیر مشکل کی گرہ
ہونگی جو سے شیر دست کوہکن مین انگلیان

ملکے مہندی پہنے ہین سونے کے چھلے یار نے
رشک سے سورج کو لپٹی ہین کرن مین اونگلیان

جوش وحشت سے بھٹکتا ہون لحد مین ہاتھ پاؤن
ڈھونڈھتی ہین پھر گریبان کو کفن مین اونگلیان

خلد مین گر یاد روے ساقی مہوش رہے
پنجہ مرجان بنین نہر لبن مین اونگلیان

وقت حیرت ہوتی ہین دندان لب کی ہمنشین
کام دیتی ہین بہت رنج دمحن مین اونگلیان

سوز فرقت سے جو زیر خاک بھڑکے داغ عشق
مشعلین بنجائینگی میرے بدن مین اونگلیان

میری وحشت کا فسانہ کوئی سن سکتا نہین
ہاتھہ کانون پر رہین لوگون کے دہن مین اونگلیان

دیکھیے کرتا ہے کسکے طائر دل کو شکار
تیر ہین یا پنجۂ ناوک فگن مین اونگلیان

ہوگئے غنچون کے دل ٹکڑے اداسی یار نے
لیکے انگڑائی جو چٹکائین چمن مین اونگلیان

ہین زبان افعی پیچان ہمارے واسطے
اوس بت کافر کی زلف پر شکن مین اونگلیان

رشک گل ہے ہاتھہ لو مہندی سے بھی رنگین ہوے
گہر کرنیکی اب دل لعل یمن مین اونگلیان

لون بلائین گرترے چہرے کی مین اشمع رو
مثل پروانہ گرین جلکر لگن مین اونگلیان

ہر روش ہونگے اشارے باغ مین آئی جو وہ
غنچے بنجائینگے شاخ یاسمن مین اونگلیان

کردیا مشہور تجکو خوش بیانی نے حبیب
خود بخود اوٹھنے لگین اہل سخن مین اونگلیان

نہین ہے جوشہ صہبائے باشیشہ مین
روان ہے روح تن انقلاب شیشہ مین

بہت وسیع ہے اس بادہ کش کو کنج لحد
تن نحیف پہ ہوگا عذاب شیشہ مین

او نہین قران مہ و مہر آج دکہلادین
بہرین ملاکے شراب و گلاب شیشہ مین

نہین ہے جام تو مینا کی توڑکر گردن
ق اٹھاکے ڈالدو سارے کباب شیشہ مین

نیا مزا ہو کہ دور گزک سے کیف بڑہے
۲ رہے نہ نام کو باقی شراب شیشہ مین

سفید بال ہوے جب سے طاق بالین پر
بجاے بادہ دہرا ہے حضاب شیشہ مین

صفائے گردن گلرنک یار سے ہے عیان
کہ بہر دیا ہے کسینے شہاب شیشہ مین

پری کو بنت عنب سے بہلا ہی کیا نسبت
ہے بند ایک جہان خراب شیشہ مین

ادا سے کہتا ہے ساقی ہلاکے گردن کو
ہر اک سوال کا ہے یہان جواب شیشہ مین

سیاہ رکہتا ہے پیری مین دلکو ذوق گناہ
بہرا ہے کاٹ کے رنگ شباب شیشہ مین

حبیب توبہ شکن ہے یہ صحبت احباب
پلیٹ مین ہین کباب اور شراب شیشہ مین

بہار آئی ہے صہبائے لالہ رنگ نہین
دم صلاح ہے ساقی سے وقت جنگ نہین

ہزار طرح کے دھبے ہین ایک دامن پر
ہمارے جامہ اصلی کا کوئی رنگ نہین

ہم اپنے دلکو کدورت سے پاک رکہتے ہین
یہ آئینہ وہ ہے جو آشنائے زنگ نہین

وہ لاکھ مرتبہ خالی ہو یہ کبھی نہ بھرے
ہمارا دل خم صہبا کی طرح تنگ نہین

لگا کے دل مجھے کیا ہو گیا خدا جانے
خیال وضع نہین پاس نام و ننگ نہین

ہے اونکی باتون سے بو سے مخالفت پیدا
وہ چال ڈھال نہین اب وہ رنگ ڈھنگ نہین

نہ درد ہجر ہے پیری مین اور نہ لطف وصال
وہ ذوق شوق نہین دلمین وہ امنگ نہین

بچاے جان کوئی کسطرح سے کہان جھپ جاے
نگاہ یار ہے ناوک نہین خدنگ نہین

حبیب ہوش مین آؤ ٹھہر ٹھہر کے پیو
شراب درجہ اوّل کی ہے یہ بھنگ نہین

لکھا تھا کاتب قدرت نے جو تقدیر بسمل مین
رہا محفوظ جوہر بنکے وہ شمشیر قاتل مین

ہر ایک نعمت ہے لاشے واعظا کے مقابل مین
کہا اللہ نے نافع اسی قران نازل مین

نہین ممکن مقدر سے زیادہ رزق کا ملنا
کہلا جب کہو چکے سب عمر ہم تحصیل حاصل مین

دکھلاتے گر جھلک وہ پردہ ہاے چشم عاشق سے
گریبان پھاڑتی لیلیٰ بھی مجنون بنکے محمل مین

تمہاری زلف کو افعی دراز در خواب مین سمجھا
خدا جانے مین تنہا اوسوقت کس سودا کے حاصل مین

تنگ ظرفون کو دولت سے تمتع ہو نہین سکتا
سدا باوصف قرب بحر خاک اوڑتی ہی ساحل مین

مری آنکھون مین بعد مرگ بھی اوس شوخکی صورت
رہیگی جیسے ملنے کی تمنا رہگئی دل مین

کرون وصف گل رخسار جانان اس تکلف سے
رہین چپ چھے مری رنگین بیانی کی عنادل مین

مع داغ تمنا خاک کردے کشور دل کو
لگادے آگ اے برق نگاہ یار حاصل مین

کشایش جب مقدر مین نہو بیسود ہے محنت
ہوا کب دخل ناخن کو بھلا عقدا نامل مین

حبیب اسطرح تم کہجا و مطلب پیکے مے تہوڑی
کہ مطلق امتیاز اونکو نہو ہشیار و غافل مین

بہار آئی ہے پھر وحشت کے سامان ہوتی جاتی ہین
مرے داغ کہن گلہائے خندان ہوتی جاتی ہین

خفا بہی ہین وہ اور دل سے مری الفت کی قایل بہی
جفائین کرتی جاتے ہین پشیمان ہوتی جاتی ہین

حریص لذت زخم جگر ہین عاشق ابرو
نثار بر ش شمشیر عریان ہوتے جاتے ہین

بہت دن ہو گئے اب کوچہ دلدار مین ہمکو
تعارف بڑہ چلا ہموار دربان ہوتے جاتی ہین

بشارت دے نہ کیون دست جنونکو میری عریانی
خراش ناخن وحشت گریبان ہوتے جاتی ہین

ہمین شوق شہادت ہی رگ گردن سے مل ملکر
جدا اب دمبدم تار گریبان ہوتے جاتی ہین

تماشا ہی حسین آتے ہین اونکو دیکہنے لیکن
مثال پیکر تصویر حیران ہوتے جاتی ہین

برا کیا ہے عیوض مین دشمنی کے نیکیان کرنا
مخالف دمبدم مرہون احسان ہوتی جاتی ہین

نمود خط سے پوشیدہ ہے خال مصحف عارض
نئی صورت سے اب ہندو مسلمان ہوتی جاتی ہین

چلی ہے میم ورجا ضبط و تحمل حرص و استغنا
دیار تن کی ویرانی کے سامان ہوتی جاتی ہین

قق

قوا ین منتشر ملک عدم کو روح جاتی ہے
گلے مل ملکے رخصت ساری مہمان ہوتی جاتی ہین

جلیسو مبتلائے دل دیا جنکو وہی کافر
غضب ہی جان و ایمان کی بہی خواہان ہوتے جاتی ہین

اعتبار بت عیار کرون یا نہ کرون
اوسکو دل دینے کا اقرار کرون یا نکرون

دیجئے بوسہ عناب لب و سیب ذقن
کچھ دوا سے دل بیمار کرون یا نکرون

اوسکی الفت ہے نہان ہر رگ و پے مین لیکن
گفتگو اسمین ہے اظہار کرون یا نکرون

تہی مری دشنکنی شاق تو پوچہا ہوتا
رنج ہو جس سے وہ گفتار کرون یا کرون

نہ ہوا کام کوئی مفت گئی عمر عزیز
سوچتا ہی رہا ہر بار کرون یا نکرون

پہلی صحبت ہے وہ آئے ہین مری گہر ایدل
آج رہجانے ہین اصرار کرون یا نکرون

کچھہ دکھایا نہ مجھے اس نے سیوا گرد شکے
شکوۂ چرخ ستمگار کرون یا نکرون

ہو گیا ہے اونہین ایسا مری الفت کا یقین
مبتلا جانتے ہین پیار کرون یا نکرون

شکر نعمت سے ہون قاصر مگر اے رب غفور
معذرت سے نکے گنہگار کرون یا نکرون

رنج و بیتابی و وحشت ہے عیان چہرہ سے
اون کی الفت کا مین اقرار کرون یا نکرون

فوت مقصد سے ہو جب آنکہہ مین تاریک جہان
چشم امید کو خونبار کرون یا نکرون

رکھہ کے محفوظ روابط کو بتا اے واعظ
دور تسبیح سے زنار کرون یا نکرون

خون امید کیا توڑ کے پیمان وفا
تجھکو بدنام جفا کار کرون یا نکرون

اون سے پوچھون گا ثنائے رخ رنگین لکھکے
یوہین مشق خط گلزار کرون یا نکرون

سنکے تقریر مخالف یہ تردد ہے حبیب
مین بھی اسطور پہ گفتار کرون یا نکرون

دل خون ہے الفت ذقن رشک ماہ مین
صدمے ہین رات دن مرے یوسف پہ چاہ مین

الفت کرے تو شرط ہے کوشش بناہ مین
ہے وضع کے خلاف کمی رسم و راہ مین

ایدل ثبوت درد کا پہلو ہو آہ مین
لغزش نہین ہے خوب بیان گواہ مین

رندونکو وعظ پند نکر فضل گل مین شیخ
ایسا نہو شراب اوڑے خانقاہ مین

پہلو سے اپنے وہ نہ اوٹھائین تو لطف ہے
پٹھون ملال جنکے دل کینہ خواہ مین

دل پائمال ہوتے ہین مانند نقش پا
ہی باطنی کشش تری نیچی نگاہ مین

محفل سے گر اوٹھائین تو مین جان سے اوٹھون
مٹ جاؤن مثل نقش قدم اونکی راہ مین

کیا پوچھتے ہو ہجر کی راتون کا ماجرا
پیش آیا تھا جو کچھ مرے بخت سیاہ مین

احباب ہمکو زیر زمین کیا ملین و مان
مشکل ہے امتیاز گدا اور شاہ مین

انسان وہ ہے جو آپ اوٹھاکر مصیبتین
کوشش کرے جہانکی فلاح ورفاہ مین

رہتا ہے دوستون سے وہ سفاک بدگمان
ناحق کئے ہین سیکڑون خون اشتباہ مین

دیتے ہین نکتہ سنج سمجھکر سخن کی داد
کیون ہمزبان عوام کے ہون واہ واہ مین

سونپا خدا کو خیر سے آنا نصیب ہو
رکھو قدم حبیب محبت کی راہ مین

جو سادگی مین ادا ہے وہ بانکپن مین نہین
بہار لالۂ خودرو کسی چمن مین نہین

وہ بات جس سے ہو تسکین دل سخن مین نہین
ستم ہے میری زبان یار کے دہن مین نہین

اوٹھانہ لطف کبھی سیر باغ ہستی سے
ہمارے رنگ کا ایک پھول اس چمن مین نہین

کریگی شہر خموشان مین حشر چال تری
اوٹھیگا شور کہ مردہ کوئی کفن مین نہین

سبب ہوئی غم غربت کا بھائیون کی جفا
عزیز یوسف بے کاروان وطن مین نہین

لطیف کرتا ہے سرمایہ سرور کو صبر
شراب تازہ کی حدت مے کہن مین نہین

مٹا ہوا ہون حقیقت پہ صاف کہتا ہون
کسی طرح کی بناوٹ مرے سخن مین نہین

نظیر ہو تو کہلے حال دل کی اوالجھن کا
یہ پیچ وتاب کسی زلف پرشکن مین نہین

بگڑ کے ہمسے بگاڑو نہ پیاری صورت کو
جبین صاف مین ہے لطف پرشکن مین نہین

دلیل غم ہے پراگندگی ساز نشاط
شریک حال کسی کا کوئی محن مین نہین

لطیف وصاف ہے اہل کمال کی صحبت
دیوان چراغ کا انجم کی انجمن مین نہین

جہان مین ضبط سے ہم سرد خرو ہین صورت زخم
پکارتی ہی خموشی زبان دہن مین نہین

سوا جفا کے نہین اور کوئی شغل اونہین
وفا کی بو مرے یوسف کے پیرہن مین نہین

رسول کا ہے جو عاشق وہ آل کا ہے محب
دوئی کا دخل تولائے پنجتن مین نہین

بنا ہے مرجع اہل کمال ملک نظام
حبیب کونسی دلبستگی دکن مین نہین

جوش وحشت کے سوا کچھ دل نالان مین نہین
خار صحرا کے سوا خاک بھی دامان مین نہین

حسن انسان کی ادا کا کبھی حیوان مین نہین
دیکھہ لو عشوہ گری چشم غزالان مین نہین

ساز جمعیت دل کا سر و سامان مین نہین
بے نیازی جو ہے درویش مین سلطان مین نہین

جسطرح آج مری جامہ دری کا غل ہے
لوگ چلائینگے کل یو ہین کہ زندان مین نہین

ہے وہ آرایش ظاہر پہ فروغ باطن
سوز پروانہ دل سر و چراغان مین نہین

روشنی رہتی ہے کہتی ہین دئی کی تا حشر
ظلمت شب کا گذر خانۂ احسان مین نہین

آہ نالے بھی بہ تنگ آکے نکل جاتے ہین
کوئی عشاق کا ساتھی شب ہجران مین نہین

غم سیہ بختی عاشق کا سراسر ہے لے
رنگ جمعیت دل زلف پریشان مین نہین

سر جھکا لیتے ہو جب سامنے آتا ہون مین
بچنیکو کچھ تار نظر کا تو گریبان مین نہین

ہے عدالت کا بڑا ڈر تری رحمت کی قسم
کچھ بجز یاس مرے قلب پشیمان مین نہین

ہے زمانیکے ہر ایک رنگ مین جلوہ انکا
کونسی بات ہے جو حضرت انسان مین نہین

ہوتی ہے صحبت نا اہل سے دلکو وحشت
میل ہو جانب نا جنس یہ امکان مین نہین

شاق ہو یاس تو امید دل کوئی نہ کر
خواہش اوس بات کی آفت ہی جو امکان مین نہین

سخن صاف ہے مرآت جمال فطرت
کوئی مضمون خیالی مرے دیوان مین نہین

صادق القول ہو انسان تو ہے آسان مشکل
بے بسی وان ہے کہ مضمر ہے جہان ہا مین نہین

ہے حرف جبکہ سخن مین نہ متانت ہو حبیب
لطف بزم حکما صحبت رندان مین نہین

سر پہ جسوقت قضا آتی ہے ٹلتی ہی نہین
نبض رُکجاتی ہے اسطرح کہ چلتی ہی نہین

اپنا معشوق ہے وہ شاہد رعنا سے سخن
جسکی ہمشیل جوانی کبھی ڈھلتی ہی نہین

آنیوالا ہے سر شام جو وہ رشک قمر
دوپہر آج کسی طرح سے ڈھلتی ہی نہین

کیا کہون حال مسیحا مرض عشق کا مین
ایسی بگڑی ہے طبیعت کہ سنبھلتی ہی نہین

کب غریبون کو تری زلف سے پہونچا آسیب
یہ چھلاوے کی سوا اور کو چھلتی ہی نہین

سحر ہے اوس بت بیمہر کی بزم آرائی
شمع غیرت سے کٹی جاتی ہے جلتی ہی نہین

عرق شرم کا کاکل سے ٹپکنا ہے غضب
کوئی ناگن کبھی یون زہر اوگلتی ہی نہین

کر کے پامال دکھایا پھر مجھے انداز خرام
آرزو خاک مین ملنے کی نکلتی ہی نہین

کب ہوا حسن طبیعت کو بناوٹ کا خیال
فصل گل پاؤن مین مہندی کبھی ملتی ہی نہین

جام جمشید ہے خلوتمین ہمین و ساغر سخن
اب طبیعت کسی صحبت مین بہلتی ہی نہین

گر سبب رحمت فیاض ازل ہو نہ حبیب
شاخ اُمید کسی فصل مین پھلتی ہی نہین

رہے آفاق مین شیر و شکر ہو کر بہم دونون
ہین اک جان و دو قالب نا امیدی اور ہم دونون

مساوی ہون نکیون کر رنج و راحت اے صنم دونون
تمہاری ہر ادا سے ہین عیان مہر و ستم دونون

بتونکے عشق اور یاد خدا کے مشغلے برسون
کئے ہین ایک ہی حالت سے ہمنے پیش و کم دونون

وہ بھولے جو کہا تھا کل خدا کو درمیان دیکر
قدم لیتا ہون دیکھے آپکے قول و قسم دونون

ادہر بھی لوگ جھکتے ہین ادہر بھی لوگ جھکتے ہین
خم محراب طاعت ہین تری ابرو کی خم دونون

فنا جسکو نہین ہم سب اوسی دریا کے قطرے ہین
حباب قلزم وحدت ہین ہستی و عدم دونون

نئی طرز بیان سے فکر مین ہین اپنے بیگانے
خطاب یار سی ہوتے ہین پیدا مدح و ذم دونون

اُلوہیت تری کیونکر کوئی محدود کر سکتا
محل انقیا دنفس ہین دیر وحرم دونون

کبھی جان بخش گاہی جانستان ہین یار کی آنکہین
یہ مردم مٹھیون مین رکہتے ہین تریاک وسم دونون

قناعت ایک پیمانہ پہ کر لی فاقہ مستون نے
یہ وہ حالت ہی ہین جس سے نمایان کیف وکم دونون

عدیل خوش بیان کیا راحت جان ہی حبیب اپنا
مزا ہے مطمئن ہوکر رہین اکجا جو ہم دونون

ردیف واؤ

آئین وہ گہبرا کے ادل بیقرار اتنا تو ہو
اس تڑپنے کا اثر انجام کار اتنا تو ہو

جان نکلے بہر استقبال دا ہو چشم شوق
اونکو بھی ہو جاے حیرت انتظار اتنا تو ہو

دین اگر دست گدا مین لوگ سمجہین کیمیا
چاہیے نقد سخن کا مل عیار اتنا تو ہو

پی ہی جائے سنکے واعظ لاکھ کچھ کہتا رہے
نشہ مین بہکے نہ ظرف بادہ خوار اتنا تو ہو

روح پرور تھی شراب وصل جانان شام سی
صبح فرقت دم نکلجاے خمار اتنا تو ہو

اشک پوچھین اپنے دامن سے وہ ہوکر مہربان
فائدہ رونے سے چشم اشکبار اتنا تو ہو

سنکے حال زبوں وہ آئین ذرا مین دیکہلون
لے بجاؤن حسرت دیدار یار اتنا تو ہو

حسرتین ہی کچھ نکل جائین دل بیتاب سے
میری میت پر شب اول فشار اتنا تو ہو

ہون ہمارے خاک کے ذرے سواد چشم شوق
جستجو مین تیری سرگردان غبار اتنا تو ہو

نکلے پامالی کی حسرت کچھ دل بیتاب سے
خاکسار و نپہ کرم ایشہسوار اتنا تو ہو

جب دل بیتاب تڑپا ساتھ ہی چرکا دیا
خنجر ابروے قاتل آبدار اتنا تو ہو

ہو ہجوم فکر مین فکر سخن کیونکر حبیب
دو گہڑی بیٹہین کہین جمکر قرار اتنا تو ہو

کبھی نہ غیر سے راس آئی التجا مجھکو
ملا جو کچھ ملا تری سرکار سے ملا مجھکو

جو سنگ راہ بنے بت تو خوف کیا مجھکو
دیا ہے حق نے مرے دل سا رہنما مجھکو

نکل کے سنگ سے دیتا ہے ہر شریر یہ صدا
زیانہ طور کے شعلے کا جاننا مجھکو

ہمیشہ سر پہ ہے کافی ترا سحاب کرم
نہین ہے کچھ ہوس سایۂ ہما مجھکو

زمانہ بن گیا ناحق عدو سے آسایش
ملا نہ چین سے غربت مین بیٹھنا مجھکو

بہت سہے ہین ستم انقلاب کے بلبل
فسانہ جور خزانکا نہ تو سنا مجھکو

ہوا کرین جو ہوسے بند باب عیش و سرور
دکھائیگا وہ کوئی اور راستا مجھکو

ہمیشہ عیش مین بھولا کیا ملال مین یاد
حجاب آتا ہے یارب دم دعا مجھکو

ہر ایک کام مین ہر وقت کی ہے خودرائی
خیال تیری رضا کا کہان رہا مجھکو

جلے نہ کیون مری تاب بیان کو دیکھہ کے شمع
سنا سکے نہ شب غم کا ماجرا مجھکو

مہیب ہین یہ زمانہ کی پر خطر راہین
رفیق غربت و کربت سنبھالنا مجھکو

کچھ آجکل ہے بہت التفات غیر و نیر
چھپا وہ لاکھہ خبر ہے ذرا ذرا مجھکو

قلق ہے دلپہ طبیعت اُچاٹ رہتی ہے
آلہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجھکو

برائے نام بھی مشکل کا چارہ ساز و کفیل
کوئی نظر نہین آتا ترے سوا مجھکو

حبیب کیون نرہے دل مین انتہا کی اُمید
تمام یاد ہو جب اپنی ابتدا مجھکو

اوسکے کوچہ مین مجھے چارہ گرو جانیدو
اور جو کچھہ ابھی ہونا ہے وہ ہو جانے دو

جانتے ہین تمہین ای شیخ خرابات نشین
بس بہت اونسے مشیخت کی نہ لو جانے دو

کچھ فرشتہ نہین قاصد ہے سنا حضرت دل
راز اس سے بھی زیادہ نہ کہو جانے دو

چھیڑ کر پوچھا تھا حال شب فرقت تمنے
خود ہی بس کہتے ہو اچھا نہ سنو جانیدو

آج بھی سامنے عادل کے نہ مکرے قاتل
اہل محشر مجھے جلدی ہے ہٹو جانے دو

دل کو مایوس کرو ہجر مین خون رُلوا کے
ہے غلط لفظ محبت اسے دھو جانیدو

شام غم کی سحر آجائے گی اے صبر و قرار
بخت بدخواہ ہے فتنہ اسے سو جانے دو

یا خدا زور خودی لاف خدائی کب تک
قصد کعبہ کا ہے رو کو نہ تو جانے دو

دل نادان کا تقاضا ہے بہت ساتھی ہین
راہ الفت کے خطر سے نہ ڈر و جانے دو

فوت مقصد کا گذرگاہ جہان مین کیا غم
ق
نکل آئیگی کوئی راہ چلو جانے دو

پاس جوشے نہ رہی اوسکا تاسف کیا ہے
ڈھونڈھ لو اور گئی جو اوسے کہو جانے دو

اب نہ پلٹے گی جوانی نہ ملین گے احباب
کچھ دنون اور یونہین صبر کرو جانے دو

چار دن گلشن ہستی کی کرو سیر حبیب
تم بھی کس سوچ مین بیٹھے ہو اٹھو جانے دو

جو جی مین آئے وہ کہلو برا بھلا ہمکو
جفائین سہ کے بھی منظور ہے وفا ہمکو

عروج پاتا ہے انسان خاکساری سے
جو بن سکے تو ہی حاصل یہ کیمیا ہمکو

نگاہ قہر سے تمنے گرائی جب بجلی
دل و جگر پہ پکارے جلا دیا ہمکو

اوسی سے کام ہے ہر وقت جسکی بندی ہین
خفا ہو یا کوی خوش ہو پھر اس سے کیا ہمکو

کبھی نہ دیکھی تھین یہ کج ادائیان پہلے
ستا رہے ہین سمجھ کر وہ مبتلا ہمکو

کرین جفائین وہ پھولے ہین جو حکومت پر
ق
ہم اسپہ خوش ہین کہ بھولا نہین خدا ہمکو

ہمیشہ نام ہے اوسکا بجاے جوشن خفا
اگر قوی ہے مخالف تو خوف کیا ہمکو

جو چار دن ہے مسرت تو چار دن تشویش
لگی ہے کسکی الہی یہ بد دعا ہمکو

بہار رنگینی رنگ طبع دکہلا دین
جو چند روز ابھی چہوڑ دے قضا ہمکو

سنے گا کون کرین عرض مدعا کس سے
کوئی نظر نہین آتا تیرے سوا ہمکو

تمام عمر رہی دل کی آرزو دل مین
جفاکشی کا نہ ابتک ملا صلہ ہمکو

نہ ہو جو یار موافق تو خوبی عزلت
نہین پسند ہر اک سے خلا ملا ہمکو

یہ کیا ہوا کہ یکایک وہ کہینچ کے بیٹہ رہے
جو ایک لحظہ بہی رہ کہتے نہ تہے جدا ہمکو

جفائین سہ کے کرین کس سے شکوہ بیداد
بہت پھرے نہ کوئی داد رس ملا ہمکو

حبیب جسکی ہے مدت سے آرزو دل مین
وہ وقت لائے جب اللہ دیکہنا ہمکو

خدا جانے کیا یاد آیا ہے مجہکو
یہ در پردہ کس نے ستایا ہی مجکو

زمانہ نے بہی ساتہ دیکر عدو کا
ہنسایا ہے اوسکو رولایا ہے مجکو

اوٹہاؤنگا دل پہ تعب عاشقی کا
ہمیشہ یہ غم راس آیا ہے مجکو

مکرتے ہین وہ وعدہ وصل کرکی
رقیبون مین جہوٹا بنایا ہے مجکو

زخود رفتہ ہون کیا کہون اپنی حالت
سمجہتا ہے وہ جسنے پایا ہے مجکو

یہ وحشت ہے یا عشق کی بدگمانی
جو اپنا تہا وہ بہی پرایا ہے مجکو

بتون نے دئے عشق مین ایسے صدمے
کہ اپنا خدا یاد آیا ہے مجکو

نہ پروانہ ہون مین نہ ہون شمع محفل
جگر کی تپش نے جلایا ہے مجکو

بڑہی ہے یہ فرقت مین دل کی حرارت
خیال چمن جنکا سایا ہے مجکو

قدم کیون نہ لون بڑہ کے پیک قضا کی
کہ مالک نے میرے بلایا ہے مجکو

کبہی حال دل گر کہا ہنس کے بولے
یہ قصہ تو اکثر سنایا ہے مجکو

الہی وہ کیا آج کہتے ہین دیکھون
اوٹھایا ہے سبکو بٹھایا ہے مجکو

معلم نے الفت کی نرقت مین تیری
سبق بیخودی کا پڑہایا ہے مجکو

رہا اب کسی سے نہ ملنے کے قابل
محبت نے وحشی بنایا ہے مجکو

عجب کیا حبیب اب بنے بخت رہبر
نیا راستہ اک دکہایا ہے مجکو

خوش رہے اف بھی نہ کی سہگئے بیدادونکو
ہمنے یون کرلیا قابو مین پری زادونکو

راحت و رنج ہین یکسان ترے آزادونکو
کہیل سمجہا کئے ہر طرح کی افتادونکو

فخر ہے وضع پہ اسلاف کی اولادون کو
دور اندیش نہین چہوڑتے اون جادونکو

جب وہ ساجد نہ ہے شان مساجد نہ رہی
معتقد نام کے چوما کرین سجادونکو

متبذل کردیا کیا جلد زمانہ نے وہ رنگ
جس پہ شاگرد تہے خوش ناز تہا اوستادونکو

قید ہستی سے چہٹا آپ کی کاکل کا اسیر
بیڑیان کاٹ دین بلوائے حدادونکو

کبہی کرتے نہین آرایش حسن باطن
ذوق ظاہر کے تکلف سے ہی جن سادونکو

آہ مظلوم کا ڈر ہے نہ انہین خوف خدا
راتدن ناز ہے بیداد پہ جلادون کو

آپکو ساتہہ رقیبونکے مبارک ہو خوشی
بزم عشرت مین نہ بلوائے ناشادون کو

جذب دل ہے عمل جب سے مجرب زاہد
دیکہو یون کرتے ہین تسخیر پری زادونکو

اب کرے کس سے کوئی دادرسی کی امید
حکمران جو ہین وہ سنتے نہین فریادونکو

مونہہ پہ باتین ہین لگاوٹ کی دلون مین ہے بدی
شرم آتی نہین اللہ سے کیا دونکو

فکر سے نام بھی جمعیت دل کا نہ رہا
غم نے مسمار کیا عیش کی بنیادونکو

کیون نہ سمجہین تمہین استاد خود آرائی مین
متحیر ہین حسین دیکہکے ایجادون کو

کاٹ دو رنج کے ایام اوسی طرح حبیب
جیسے محبوس بہگت لیتے ہین میعادونکو

آپ ہون ہم ہون مے ناب کا چرچا کچھ ہو
غیر کوئی نہو پھر دیکھئے کیا کیا کچھ ہو

جانگسل ہوگئی ہے بیم ورجا کی حالت
آج کہنا ہے جو کچھ اونسے کہون گا کچھ ہو

لطف ہے ایسی ملاقات مین صاحب کوئی
مدعا میرا ہو کچھ آپ کا منشا کچھ ہو

یہ دورنگی نہین واعظ کبھی رندونکو پسند
کہ زبان پر تو ہو کچھ دل مین تمنا کچھ ہو

عشق مین جان پہ کھیلے ہوے ہم بیٹھے ہین
اوٹھہ سکیگا نہ ترے ہجر کا صدمہ کچھ ہو

دل کی بازار محبت مین نہ قیمت اوٹھی
ہمنے چاہا تھا کہ اس جنس کا سودا کچھ ہو

اپنے جانبازون کا دیکھا نہ تماشا تمنے
منتظر سب تھے اسی کے کہ اشارا کچھ ہو

قلب بیتاب کو تسکین عطا کر مالک
زندگی کے لئے لازم ہے سہارا کچھ ہو

زور مجبور کا مختار سے چلتا ہے کہین
اپنی کرتا ہے وہ بندونکا ارادہ کچھ ہو

ایک منت نہ سنی میری یہ کہہ کر وہ اٹھے
ابتو گھر جاتے ہین ہم حال تمہارا کچھ ہو

نہ بجھی دلکی لگی چپیٹون سے تیری ناصح
ہم بھی گھر پھونک کے دیکھینگے تماشا کچھ ہو

آنکھین حیرت مین ہین کیون دیکھہ کے یہ رنگ جہان
نہین معلوم زمانے مین ابھی کیا کچھ ہو

ایکدن موتکا آنا تو ہے برحق یارب
چندارمان ہین نکل جائین وہ ایسا کچھ ہو

قدردان کون ہے ایسا جو حکم بنکے کہے
آئے وہ جسکو فن نظم مین دعوی کچھ ہو

ہے فقط اونسے تغافل کا گلہ ہمکو حبیب
صاف کہدیجئے آپ انمین جو بیجا کچھ ہو

دل مین وہ درد ہے جسکا نہ دوا سے کچھ ہو
ہان اگر ہو تو کبھی فضل خدا سے کچھ ہو

کہدیا ہے جو زبان سی وہ بنا ہین گے ضرور
بات رہجاے زمانے مین بلا سے کچھ ہو

داور روز جزا کا بہی نہین ڈر ظالم
باز آتا نہین تو جور و جفا سے کچھ ہو

سختئ راہ طلب کا نہین شکوہ مجکو
بالیقین ہو تو اوسے آبلہ پا سے کچھ ہو

کوسنے دوا نہین کیون ڈرتے ہو تم میخوار
گر کبہی حضرت واعظ کی دعا سے کچھ ہو

حسرت اوس کشتۂ اندوہ کی مایوسی پر
جسکی کوشش سے نہ کچھ ہو نہ دعا سے کچھ ہو

ہے وہ جا خلد ترے زلف کے سودائیکو
فرق وحشت مین جہان آب و ہوا سے کچھ ہو

دیکہہ کر حالت اغیار سنبھل جائین یہہ
مس حریفون کو اگر شرم و حیا سے کچھ ہو

اپنے محسن کے دل و جان سی رہینگی مشکور
بیوفائی تو نہو گی شرفا سے کچھ ہو

حشر ہونیکو ہے کہتے ہین بنا کیا ہی جواب
پرسش حال جو تیرے شہدا سے کچھ ہو

طالب نقد توکل ہون عطا کر یارب
نہ پھرون مین رہ تسلیم و رضا سے کچھ ہو

صحبت نیک سے بہرہ نہین بدگوہر کو
ہوا گر جوہر قابل تو جلا سے کچھ ہو

مظہر قدرت خالق ہے صفاے عارض
تم مری جان عنایات خدا سے کچھ ہو

اضطراب دل مایوس کا چارا ہی نہین
ہوا گر درد کسیجا تو دوا سے کچھ ہو

جان پژمردہ خیالات مین آجائی حبیب
نسبت اس نظم کو تب آب بقا سے کچھ ہو

شب جو یاد آگئی وہ زلف پریشان مجکو
صبح تک نیند نہ آئی کسی عنوان مجکو

قیس کا نام مٹا دونگا وہ دیوانہ ہون
وحشت دل نے دکہایا جو بیابان مجکو

تیغ ابرو کے تصور مین کٹے شب کیونکر
خار بستر ہے ہر اک خنجر بران مجکو

اون سے کہدو نہین تاب غم فرقت باقی
ایسے جینے سے ہے مرنا کہین آسان مجکو

مردم دیدہ ہین مشتاق دکھادو دیدار
بام پر چڑھ کے کرو مہر و احسان مجکو

تیغ قاتل سے لپٹ کر رگ جان نے یہ کہا
مدتون سے تہا ترے ملنے کا ارمان مجکو

کوہ صحرا ہین پہرا ہین ترے غم مین پیارے
گہر نظر آنے لگا گوشہ زندان مجکو

بت پرستی نہ چہٹی ہے نہ چھٹے گی ناصح
جائے محراب ہین ابروے حسینان مجکو

یاد مین اوس رخ روشن کی ہوا ہون مجنون
شجر طور ہے ہر نخل بیابان مجکو

فرقت یار مین ہاتھ و نپہ جو گل کہائے ہین
ملگیا مرتبہ موسیٰ عمران مجکو

بندۂ زلف و رخ یار ہون زیبا ہے اگر
کوئی ہندو کہے اور کوئی مسلمان مجکو

کسطرح لایق تشبیہ رخ یار کہون
خال و خط پہلے دکہائے مہ تابان مجکو

شیشہ دل مے خون جگر و ساغر چشم
تیری فرقت مین میسر ہے یہ سامان مجکو

گوش گل وا ہوئے سننے کو کلام رنگین
بلبلین چپ ہوئین دیکہا جو غزلخوان مجکو

کر دعا سوے بخت ہاتھہ اوٹھا کر یہ حبیب
حشر کے روز بچانا شہ مردان مجکو

ملایا خاک مین برق نگاہ یار نے تن کو
بگولا بنگیا لیکن نچہوڑا اوسکے دامن کو

ملامت کرنے آیا تہا مگر ساکت رہا واعظ
ہماری خاکساری نے کیا ہموار دشمن کو

رہ دور و دراز عشق مین پائے سبکدوشی
مرا حلق بریدہ کیون دعائین دی نہ رہزن کو

یہ بلبل کہہ رہی ہے جہوم کر فصل بہاری سے
ترے صدقے بنایا ہے دلہن شاخ نشیمن کو

بلا کچھ اور آئیگی اولٹ دیگا صف محشر
خدا کے واسطے صاحب سمیٹو اپنی دامن کو

پڑا چکر مین رہکر پاس اس برگشتہ قسمت کی
لئے جاتے ہین دیکہو آسیا گرنگ مدفن کو

وہ بلبل ہون مرا جو حسرت فصل بہاری مین
نہ گاڑو پہیکدو للہ کانٹون مین مری تن کو

ہین جہگڑے ہر قدم پر کیسے طی ہو وادی حق
اولجہنے کا ابہی کانٹون مین ہی ارمان دامن کو

لیا بوسہ لب عاشق نے بڑہکر تیغ قاتل کا
حیا سے کٹ گئی خود آئی ایسی شرم گردنکو

فروغ صاحب جوہر کو حاجت کیا اعانت کی
ہوئی پروائے روغن کب چراغ روئی روشن کو

حبیب خوش بیان ہی یادگار حضرت ناسخ
خدا بخشے جناب عشق سے سیکہا ہی اس فنکو

جو گذرے وادی تحقیق مین دیکہہ اونکے جادونکو
شرف ہے رہنمائی کا سوارونکی پیادونکو

کسی نے بہی جوان ہوتے نہ طفل اشک کو دیکہا
ملا کب لطف ہستی رنج وغم کے خانہ زادونکو

علامت ابتذال نفس کی ہے ہر ادا انکی
وہ خود کامی تہا ننگ اپنا ہے جسپر فخر سادونکو

ہوئین محرومیان اکثر محرک عرق غیرت کی
کیا ناکامیون نے مستقل میری ارادون کو

مشیوع حکمت وتہذیب گر چاہے تو ممکن ہی
مٹا سکتا نہین انسان طینت کے فسادونکو

بدلتا ہے زمانہ کیطرح رنگ اہل دنیا کا
سبق دیتے ہین یہ شاگرد اپنے اوستادونکو

رہین شامت اعمال سے تقدیر کی خوبی
لئے ہین گود مین مایوسیان میری مرادونکو

وہ کیون اعزاز کہوتے ہین لباس زہد وتقوی کا
تخالف ہے رہ ہموار سے جن کج نہادونکو

رفاہ عام کی فکرین ہر اک سے ہو نہین سکتین
جہاد نفس پر بہی ہے فضیلت ان جہادونکو

جو عاقل ہین وہ حل کرتے ہین آسانی سے ہر مشکل
کمانین باندہتے ہین کہینچکر بربون کہیادونکو

حبیب مبتلا خو گر ہے الطاف احبا کا
ترقی دے ہمیشہ اے خدا ان اتحادونکو

دل جگر اے جانجان اہل وفا کے دیکہلو
جتنا جی چاہے انہین ہر دم ستا کے دیکہلو

جان دیدونگا اگر غیرون سے آنکہین جا کے
میری غیرت بہی اونہین صورت دکہا کے دیکہلو

اب نہین طاقت ہے اوٹھنی کی زمین سی مثل اشک
پھر نہ ہاتھہ آؤنگا نظرون سے گرا کے دیکھلو

تم جگاؤ گے تو چونک اوٹھونگا خواب مرگ سی
مین اگر مر جاؤن تو شانہ ہلا کے دیکھلو

گو بگڑ کر کچھ نہین سنتے وہ پر کہتا ہی دل
پھر قدم پر رکھہ کے سر آنسو بہا کے دیکھلو

تیغ ابرو کے اشارے کہہ رہے ہین دمبدم
جان نثارو کاٹ شمشیر قضا کے دیکھلو

دل ہے افسردہ نکل آئینگے آنسو دوستو
اب نہ آئیگی ہنسی تم گدگدا کے دیکھلو

رنج و حیرت اونکے اوٹھہ جانے سی دامنگیر ہی
رہگئی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کے دیکھ لو

کچھ نہ کچھ حسرت نکل جاے دل صد چاک کی
چلتے چلتے اک نظر گر مسکرا کے دیکھلو

ای حبیب خستہ جان ہی درد فرقت لا علاج
کچھ نہ ہوگا کہہ دیا آنسو بہا کے دیکھلو

سچ کہو چاہنے والونکو گلا ہو کہ نہو
وعدہ کر لیتے ہو تم سب سے وفا ہو کہ نہو

دل ٹھہرتا نہین سطے راہ وفا ہو کہ نہو
تمپہ ہم مرتے ہین دزات قضا ہو کہ نہو

اب نہین ہے کوئی حد عشق مین رسوائی کی
حال وحشت کا مری تم نے سنا ہو کہ نہو

آپ نے کون سی بیداد اوٹھا رکھی ہے
اسکا کیا ذکر ہے عاشق کو گلا ہو کہ نہو

دل تو دل جان بھی الفت مین نہین تمسے عزیز
اب لکھی دیتے ہین لو پہلے کہا ہو کہ نہو

مارنا دل کا ہے مر جانے سے عاشق کی مراد
چھوڑ دنیا کو محبت مین قضا ہو کہ نہو

دیکھہ لینا جو لگا یا ہے دل ای غنچہ دہن
اپنی کر جائینگے ہم تمہہ سے وفا ہو کہ نہو

طبع رنگین ہے مری جھوٹی بناوٹ سی نفور
راستی چاہیے باتون مین مزا ہو کہ نہو

پختہ ہو جاے گا یہ رنگ سیہ کاری کا
دسمہ پیری مین ہے بیسو دھنا ہو کہ نہو

تھا کبھی چاہنے والون مین ہمارا بھی شمار
دن بہت گذرے ہے تمہین یاد رہا ہو کہ نہو

فائدہ آنے سے جب وقت عیادت نرہا
فوت ہے اصل غرض رسم ادا ہو کہ نہو

نام رہجاتا ہے آفاق مین ہر کامل کا
اور کچھہ اوسکا نشان بعد فنا ہو کہ نہو

اپنی ہستی کو مٹا دونگا تری الفت مین
سر سے اونچا مرے سیلاب فنا ہو کہ نہو

نہ چھپی سنگ دلی اونکی مرے ضبط سے بھی
ہوگیا شیشہ دل چور صدا ہو کہ نہو

گر کسی نے کہا دنیا مین نہین آج حبیب
ہنس کے فرمایا ہمین کام ہے کیا ہو کہ نہو

درد دل تجھسے کہون یہ ہے زبان کی آرزو
تجھکو دیکھون ہی یہ چشم خون فشان کی آرزو

خاک مین ملجاؤن یا کردن عمر بھر گرد سر پھرون
یہ زمین کی آرزو وہ آسمان کی آرزو

ملگئی دستار واعظ آج حسن اتفاق
ایک مدت سے تھی یہ پیر مغان کی آرزو

جب وکد بالیدہ ہو کر خوب کی ایجر خ پیر
پر نہ نکلی کچھ مرے عزم جوان کی آرزو

فصل گل مین فوت ہے ان نامرادون کی شوخ
کیون ہوئی قید عنادل باغبان کی آرزو

حرف رکھا عاقلون نے ہو گئے بے اعتبار
کر گئی ہلکو سبک رطل گران کی آرزو

ناخن وحشت رضائے سینہ کاوی دی تجھے
میزبان کیون برنہ لائے میہمان کی آرزو

کب گمان تھا ہجر ہے انجام اوس آغاز کا
تمسے ملنے کی عبث اے جانجان کی آرزو

ہو یقین کیونکر نہین جب کوشش کسب کمال
شاعری ہے آجکل ہر بادخوان کی آرزو

فرش ہو جا نقش پا کی طرح راہ عجز مین
تا قیامت ہے اگر نام و نشان کی آرزو

جھیل کر خفت اوٹھا جو تیری صحبت سے حبیب
کیا کرے گا وہ سخن مین امتحان کی آرزو

دمبدم شور ہے جدہر دیکھو
رشک عیسی ہر ایک نظر دیکھو

دو ہی باتین ہین اے قمر دیکھو
ذبح کر ڈالو یا ادھر دیکھو

سیر ہو چاندنی مین تارون کی
چنگے افشان جبین پر دیکھو

وقت ہی کون گھر کے جانیکا
رات آئی ہے دوپہر دیکھو

دور ہے زلف کا زمانہ مین
آفت تازہ ہے جدھر دیکھو

ہین کفن مین بھی نیم باز آنکھین
شوق دیدار نامہ بر دیکھو

فیض پایا ہے کس نے اونی سے
نہ جھکے نخل بے ثمر دیکھو

لے کے دل کی نہ تم نے دلداری
ہنگئی میری جان پر دیکھو

ذکر فرقت سے دل دھڑکتا ہے
میرا سینہ تو اے قمر دیکھو

چشم انصاف چاہیئے صاحب
ہم تمہین دیکھین تم اودھر دیکھو

وصل کی شب ہے باتون باتون مین
ہو نہ جائے کہین سحر دیکھو

وصف اون کا دہان جہان پہ سنو
اونکا شہرہ اودھر جدھر دیکھو

لب پہ ہے جان منتظر بولو
بند ہوتی ہے چشم تر دیکھو

ابھی وسعت ہے اس زمین مین حبیب
اور کچھ دیر فکر کر دیکھو

لالہ زار اب نہ اے قمر دیکھو
آؤ زخم دل و جگر دیکھو

چاک پہلو ہے تا کمر دیکھو
زور بیتابیٔ جگر دیکھو

دل کی قیمت ہے ایک نظر دیکھو
چشم انصاف سے مگر دیکھو

کیون نہ تڑپون رہون نکیون بیتاب
سیکڑون داغ اک جگر دیکھو

شب فرقت مین خون رویا ہون
آستین ہے لہو سے تر دیکھو

سوز تن کا بیان جہان پہ سنو
درد دل کا گلہ جہد ہر دیکھو

رحم آجائے چھوڑو بیداد
میری حالت کو تم اگر دیکھو

طوطے ہاتھون کے یہ اوڑاتا ہے
شوخی مرغ نامہ بر دیکھو

طرفہ ہی انقلاب لیل و نہار
عیب سب ہو گئے ہنر دیکھو

امتحان لین اگر وہ الفت کا
پھیر ہمارا دل و جگر دیکھو

حق بجانب ہے لاکھ عاشق ہین
تم اکیلے کدھر کدھر دیکھو

بل کی لیگی کمال نازک ہے
اگئی زلف تا کمر دیکھو

رنج و ایذا ملال و محرومی
نخل الفت کے ہین ثمر دیکھو

چھوڑ دو ائے حبیب عشق بتان
جان و ایمان کا ہے ضرر دیکھو

شرمائے گی گنہ کی سیاہی خضاب کو
چندے رہا قیام جو عہد شباب کو

فرقت کی رات روز قیامت سے کم نہین
اللہ ٹال سر سے میرے اس عذاب کو

ہونٹو پہ جان مردم مشتاق دید ہے
الٹو خدا کے واسطے رخ سے نقاب کو

ہو کیون نہ آتش غم عشرت سے دل کباب
ہم موسم بہار مین ترسین شراب کو

رندی ہی تیرے زہد ریائی سے خوب ہے
واعظ نہ چھیڑ بحث عذاب و ثواب کو

لکھا ہے اشتیاق بھی آنے کا قصد بھی
آنکھون سے کیون لگاون نہ خط کی جواب کو

دنیا کے اکل و شرب مین ایشیخ پارسا
ہمنے کیا پسند شراب و کباب کو

وہ کیا گئے کہ دولت آرام لٹ گئی
آنکھین سیاہ پوش ہین روتی ہین خواب کو

سچ یون ہی اے حبیب وہ باطل پسند ہین
حق سے جدا سمجھتے ہین جو بو تراب کو

جان دین کسطرح جب خواہان جان کوئی نہو
دشمن جان چاہیئے گر مہربان کوئی نہو

رخصت اے اہلوطن تخفیف زحمت چاہیئے
جائینگے اب روشناس نا جہان کوئی نہو

بے نشانی نامہ و پیغام کی ہو سد راہ
نیک و بد سُن سکی پھر یون بدگمان کوئی نہو

گریۂ خندہ نما کیون ہو نمک پاش جگر
ہر طرف مستفسر راز نہان کوئی نہو

مبتلا گر ہون مرض مین موت کے خواہان ہین
چارہ گر کوئی نہو راحت رسان کوئی نہو

کروٹین بدلین نہو پہلو مین کوئی وقت نزع
غیر آواز تنفس نوحہ خوان کوئی نہو

ق

اپنی آفت سر چپانی ہی گذر مید وحبیب
رنج کیسا بس ہی یہ گر شادمان کوئی نہو

بہار آئی بھرین مے سے آبگینون کو
پلا پلا کے لگائین گلے حسینون کو

ہین تو ہجر کا ہر ایک دن ہے ایک برس
وہ اپنے دل مین سمجھتے ہین پل مہینونکو

خفا ہوئے تھے تو خنجر بھی پھیر دیا تھا
چرا کے رہگئے کیون آپ آستینونکو

شب فراق مین طوفان اشک روک لیا
نہ رکھون آنکھونپہ کیون کر مین آستینونکو

ثبات جادۂ ہستی کا گر گمان ہوتا
تو چاک رکھتے نہ احباب آستینونکو

چلے جہان سے تہیدست و منہ چھپائے ہوئے
کفن مین ہاتھ ہین محتاج آستینونکو

لپیٹے ساعد بازو پہ ہار پھولون کے
چنا نہین ہے مریجان آستینونکو

بتون سے جب ہوئے بدظن جبھی خدا کیطرف
ہمیشہ سجدہ کی عادت ہے ان جبینونکو

زمین شعر مین ملتے ہین ہمکو یون مضمون
نہ کاتا ہے کوئی سحر طرح دفینون کو

اڑے ہین یار ابھی فسخ عہد و پیمان پر
کہان کیا ہے کدورت سے صاف سینونکو

فلک پہ ہے مدد علم سے خیال اپنا
عروج پایا ہے طے کر کے ساری زمینونکو

نہ کیسے چار حد خلق مین رہے مطعون — ستائے گر کوئی ہم زادیہ نشینونکو

کسی سے ہو نہ تو ار دخیال بٹتا ہے
حبیب چھوڑ دو روندی ہوئی زمینون کو

جان جانے کا محبت مین اگر ڈر ہے تو ہو — آگیا دل اوس پر پوش پر ستمگر ہے تو ہو
یان قلمرو مین رہیگی تا ابد اقلیم نظم — اپنے ملک و مال پر نازان تو نگر ہے تو ہو
ہے مخالف راستی کے سر بسر جسکا کلام — صاف کہدون مین نہین قائل سخنور ہی تو ہو
شخص بے جوہر سمجھ لو پیکر بے حسن کو — کیا تکلف سر سے پا تک غرق زیور ہی تو ہو
مین بھی کچھ پوچھون گا واعظ سے طریق عشق مین — رہنما میرا جو اس کوچہ کا رہبر ہے تو ہو
جس سے مین الفت مین کوئی شے نہین سمجھا مگر — بے سبب ناراض مجھ سے وہ ستمگر ہے تو ہو
خاک مین وہ بھی ملے جنکا رہا چندے عروج — اے فلک تجھسے ڈرین کیون کینہ پرور ہی تو ہو
چاہیے افزایش دولت سے پہلے یہ دعا — یا الٰہی گر یہ میرے حق مین بہتر ہے تو ہو
جاہ و منصب سے کمال علم و فن بڑھتا نہین — بے ہنر خوبی طالع مین سکندر ہے تو ہو
دیچکا دل مین جگہہ تیری نگاہ ناز کو — ہر مژہ بہر رگ جان نوک نشتر ہے تو ہو

حافظ مطلق ترا غربت مین ہمدم ہی حبیب
در پئے آزار بدخواہ ستمگر ہے تو ہو

جادہ فرما ہو جو وہ مہر منور شبکو — غیرت صبح طلب ہو مرا سب گھر شبکو
خود بھی بدنام ہوا گھر مرے آکر شبکو — مجکو رسوا کیا بلوا کے ستمگر شبکو
کچھ تصور جو ترے قشقہ صندل کا رہا — درد سر مین ہوئی تخفیف نہ دم بھر شبکو
چنگے افشان نہ لب بام جو آکر بیٹھے — سنگے دیدہ حیرت مہ و اختر شبکو

کیا سبب دیر کا ہے آج خدا خیر کرے
ورنہ تشریف وہ لاتے تھے برابر شب کو

دیدنی ہے میرے قسمت کے ستارے کی چمک
اپنے جلوہ سے وہ دن کرتے ہین آکر شب کو

ظلمت جہل ہو کیا شعلہ مصباح علوم
کوئی بینا کبھی دن کرتا ہے باور شب کو

ہول اوٹھتی ہے جو دل مین تو نظر آتے ہین
در کے روزن دہن افعی و اژدر شب کو

آپ کی یاد مین بیتاب تھا قلب مایوس
چھوٹے تھے یا مرے پہلو مین کبوتر شب کو

برمین عاشق کے اگر شاہد مقصود رہے
کیون نہ سمجھے سحر عید سے بہتر شب کو

زلف کا وصف لکھا ذہن رسا نے تا صبح
کر گیا طے رہ ظلمات سکندر شب کو

کاٹنے والا ہے ایدل وہی ادبار کی رات
فضل سے اپنے سحر کرتا ہے جو ہر شب کو

اک گل شمع کو محتاج ہے آج اون کی لحد
کل میسر تھا جنہین پھولون کا بستر شب کو

رہے گلچین بہار چمن نظم جلیب
تھا سوا گل سے دماغ اپنا معطر شب کو

ردیف ہائے ہوز

ڈرتے نہین ہم فتنہ محشر سے زیادہ
ہر گز وہ نہو گا تری ٹھوکر سے زیادہ

ابرو مین ترے کاٹ ہے خنجر سے زیادہ
ہر نوک مژہ تیز ہے نشتر سے زیادہ

اب کثرت سودا ہے مرے سر سے زیادہ
ہنگامہ ہے یان عرصہ محشر سے زیادہ

دکھلا رخ پر نور شب ہجر مین آکر
بڑھ جاے نہ یہ زلف معنبر سے زیادہ

اک لاگ ہے ظالم مرے دلسی ترے دلکو
شیشہ سے سوا یہ ہے وہ پتھر سے زیادہ

ہر دم طلب رزق مین بے سود ہی کوشش
ملتا نہین انسان کو مقدر سے زیادہ

دل تیرے مزے لیتا ہی اے گرمی الفت
قیمت مین ہر اک اشک ہے گوہر سے زیادہ

رحمت پہ تری ناز ہے ہو جائے گا مجکو
آغوش لحد دامن مادر سے زیادہ

صیاد طلسمات محبت مین پہنسے گا
تڑپیگا خط شوق کبوتر سے زیادہ

تم دیکھ لو سیماب کو بھی آگ پہ رکھکے
بیتاب نہ ہوگا دل مضطر سے زیادہ

کیا خوب گذرتی ہے کرم سے تری ساقی
میخانہ ہے واللہ مجھے گھر سے زیادہ

رلوا سے نہ کیون خون غم ابرو و مژگان
ہر پھانس رگ جان مین ہے نشتر سے زیادہ

غربت مین نہ پہنچتا جو حبیب جگر افگار
ہوتی اسے الفت نہ کبھی گھر سے زیادہ

شب فرقت مین ایدل کر فغان آہستہ آہستہ
نہو راز محبت تا عیان آہستہ آہستہ

شروع عالم پیری سے اتمام جوانی ہے
ضعیفی اپنی ہوتی ہے جوان آہستہ آہستہ

گمان ہے تختہ سنبل کا بیجا میرے مرقد پر
جگر جلتا ہے اوٹھتا ہے دہوان آہستہ آہستہ

کلیجہ جلگیا اور پھک چکا دل آتش غم سے
بس اب سلگینگی اپنی ہڈیان آہستہ آہستہ

نہ خون اوڑا دڑکے آلودہ کرے دامان قاتل کو
تڑپ اے مرغ روح نیمجان آہستہ آہستہ

خفا ہوتے ہو کیون رہنے دو اسکو اپنے کوچہ مین
کراہے گا تمہارا نیمجان آہستہ آہستہ

دعا کی ہے تو ظاہر ہوگی تاثیر اجابت بھی
پلٹتا ہے سفر سے کاروان آہستہ آہستہ

محل صبر و تحمل کا ہے یہ مضطر نہو ایدل
وہ لیتے ہین ہمارا امتحان آہستہ آہستہ

ٹھہرنے دو طبیعت ہے بڑی روداد فرقت کی
سنا دینگے یہ ساری داستان آہستہ آہستہ

کہان ہین دل مین درد و داغ جذب عشق اے پیری
لیکین سب کر گئے خالی مکان آہستہ آہستہ

حبیب اتنا بھی تو مضطر نہو فکر علایق سے
کریگا مطمئن روزی رسان آہستہ آہستہ

ہوئے کیون سامنے منظور تمہارے اگر پردہ
یہ چہپنا قہر ہے صاحب ستم کرتے ہو در پردہ

خدا کی شان دیکھو سات پردون مین ہی بینائی
خلاف وضع ہے عصمت کا گر پہاڑی نظر پردہ

نہان وہ دل کی پردون مین ہی نور آنکھون کے پردہ مین
نظر کیا آئے مردم کو ادہر پردہ ادہر پردہ

بہے شرم گنہ سے اشک رحمت جوش مین آئی
خطا کارون کا تو نے رکھہ لیا اے چشم تر پردہ

مری حالت بیان کرنا تھا جب کوئی پاس اونکے
ہوا جب رازدان ہی تجھہ سے کیا اے نامہ بر پردہ

یہ ہے راز دنیا عشق کوئی غیر کیا جانے
سمجھہ لیتے ہین ہم سب کچھہ وہ کھہ جاتی ہین در پردہ

جہان کی زشت و زیبا سے عیان ہی شان ستاری
حجاب لامکان ہے حکمت بالغ کا ہر پردہ

ہوئے ہم عرض حاجت ہی سبک سبکی نگاہون مین
ہوس نے جامہ غیرت کا پہاڑا تا کمر پردہ

جو صندر بان کہنے تجھہ سے تو اسکو میری سایہ سی
ہی سد راہ اوسکا بنکے خود سنگ در پردہ

خدا کی یاد اور عشق صنم کیون کر رہے دل مین
نہ ہے اس ایک گہر مین کسطرح آٹھون پہر پردہ

حبیب بادہ کش چھپ کے پیا کر گر نہین چھٹتی
خدا سے ڈر ذرا رکھہ شرع کا اے بیخبر پردہ

آج پیمان ہو گیا ساقی دریا دل کے ساتھ
کل اگر چاہا خدا نے پھر پئین گے ملکی ساتھ

صاف کیا ہو نفس سرکش سا ہو دشمن دل کی ساتھ
مس طلا ہوتا نہین جبتک ہی نی ظل کی ساتھ

کج ادائی اک ذرا کی تو نے جس بسمل کی ساتھ
جان دی اوس نیمجان زیبا نے کس مشکل کی ساتھ

مین ملا کیا اونکو گویا داد وحشت مل گئی
آہوان دشت سب رہنے لگے ہلمل کی ساتھ

شمع خود پہلے جلی بعد اوسکے پروانہ چلا
لاگ ہے رخسار جانان کو یہ کسکی دل کے ساتھ

گر نہین دیتے ہو بوسہ بات تو سیدہی کرو
جانجان زیبا نہین کج بحثیان سایل کی ساتھ

روح پرور ہو گئے عناب لب سیب ذقن
اب ترے بیمار کو دق ہو گئی تھی سل کی ساتھ

ہوگئی خود خوشہ چین خرمن سوز و گداز
برق پہر چشمک کریگی تو مری حاصل کیساتھ

لوٹے انگارون پہ وہ برسون یہہ دم بہر خاک پر
کیا کسی مذبوح کو نسبت ترے بسمل کی ساتھہ

ہیہات جلدی کیون شب فرقت مین ای ہوش خرد
ٹھہرو چلتی ہین عدم کو آج ہم تم مل کے ساتھ

کسنے دیکھا آجتک اوس رشک لیلیٰ کا جمال
ہوش اوڑ جاتے ہین سب کی پردۂ محمل کیساتھ

مے پرستی ہے مری واعظ دلیل بیخودی
کرلے بحث حرمت و حلت کسی عاقل کیساتھ

گردش چرخ ستمگر سے نہین اک جا قرار
مثل مجنون پھرتے ہین اس نیلگون محمل کیساتھ

ہوگیا پژمردہ دل رخصت ہوا جیسے شباب
حوصلے سب چل بسے اوس عہد مستعجل کیساتھ

زخم دامندار ہین رخت شہادت جسم پر
روز محشر اوٹھہ کھڑا ہونگا یو ہین قاتل کیساتھ

میکدہ مین دعوت اسلام کرتا ہے حبیب
ہوتے ہین ہندو مسلمان پی کر اس غافل کیساتھ

نہ کرتا مین واعظ سے لینت زیادہ
اوٹھہ جاتے اگر آج حضرت زیادہ

نہ کی میری حاجت روائی بتون نے
خدا سے بہی کی انکی طاعت زیادہ

غنی ہے وہی میر و سلطان سی بڑہ کی
طمع سے ہے جسکی قناعت زیادہ

ستایا بہت ہمکو نامیون نے
مگر ہوتی جاتی ہے ہمت زیادہ

لگے ہاتھہ نااہل کو لاکھہ دولت
جہان مین ہے کامل کی وقعت زیادہ

تہہ خاک سوتے ہین محفل مین جنکی
سدا شور تہا عمر و دولت زیادہ

اونہین خون رولاتا ہے اکثر زمانہ
جو ہین خوگر عیش و عشرت زیادہ

جو کچھہ ہو پلا دے حریفونکو ساقی
نہین ہے مجھے مے کی عادت زیادہ

نہین وضع کا پاس رہتا ہے اکثر
پڑے گر کسی پر مصیبت زیادہ

گئے ہم تو وہ بزم سے اوٹھہ رہی تھے
نہین آئی باتون کی نوبت زیادہ

مثل ہے طمع کے ہین سب حرف خالی
قناعت سے ہوتی ہے عزت زیادہ

خدا پر نہوتے جو شاکر تو کرتے
فلک تیری ہم بھی شکایت زیادہ

اوٹھا شہر سے دل حبیب حزین کا
ہوا دفعتًا جوش وحشت زیادہ

لیا دل اگر کی عنایت زیادہ
نہ رکھیے عبث مجھپہ منت زیادہ

ہر اکدن ہے جانکاہ فرقت زیادہ
مدارہ کے ہوتی ہے الفت زیادہ

پلا دے یہی ہے جو موجود ساقی
نہین کچھ تکلف کی حاجت زیادہ

حسینونکا جوہر ہے جب بے نیازی
کرین کیون وہ ایدل مروت زیادہ

مرا دل بنا مقتدا ہو گئی جب
ہوا و ہوس کی جماعت زیادہ

جگایا فرشتون نے خواب لحد سے
ہم اس گہر مین سمجھے تھے راحت زیادہ

خیالات ہون پاک اور صاف بندش
تو ہوگی سخن مین لطافت زیادہ

دل ناتوان میرا یہ کہکے بیٹھا
جہان مین اوٹھائی اذیت زیادہ

ذرا دیکھیے لیکے تصویر یوسف
نہ تھے آپ سے خوبصورت زیادہ

جنہین ناز ہے اونکی الفت پہ دیکھین
کبھی ہم پہ بھی تھی عنایت زیادہ

کہون اونسے کیا مدعا اپنے دل کا
نہین جن سے صاحب سلامت زیادہ

مخاطب نہین رند واعظ سے کہدو
اوٹھاتے ہین کیون آپ زحمت زیادہ

ہوا خاتمہ اپنا اے ناامیدی
مناسب نہین اب رفاقت زیادہ

وہ کہتے ہین دیدیجئے بے تکلف
اگر دے کوئی دلکی قیمت زیادہ

حبیب سیہ مست نے کی نہ توبہ
ہوئی ضد کا باعث نصیحت زیادہ

عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ
دیکھیے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ

کنگھی کرتا ہے حنائی ہاتھ سے وہ شعلہ رو
مہر کے پنجہ مین ہے زنجیر پشت آئینہ

تمسے آنکھین چار ہوتے ہی ڈگی پائے ثبات
پشت بر دیوار ہے تصویر پشت آئینہ

سامنے اونکے رخ روشن کی ہے شل نقاب
بڑھ گئی ہے آجکل تنویر پشت آئینہ

تاب نظارہ ہو کسکو جب صباحت صبح کی
ہوتی ہے حیرت سے وان جاگیر پشت آئینہ

چہکے جب سن لی تیری تقریر دلپذیر مین بیان
کیون نہ پہر طوطی ہو دامنگیر پشت آئینہ

اولٹا آئینہ دیکھا تے ہی وہ پہر آئے ادہر
آج ثابت ہوگئی تاثیر پشت آئینہ

صاف ہین سینے نہ پوچھو عاشقون کی دلکا حال
چھپ نہین سکتی کبھی تحریر پشت آئینہ

عکس زلف یار ہی رخسار روشن ہی عیان
دیکھلو آئینہ مین زنجیر پشت آئینہ

عشق ابرو ہوگیا تصویر جانان دیکھکر
دل کے ٹکڑے کرگئی شمشیر پشت آئینہ

سچ ہی منہ دیکھی کی ہین ساری یہ ظاہر داریان
کوئی بھی کرتا نہین توقیر پشت آئینہ

آج وہ آغوش مین منہ پہیرے بیٹھی ہین حبیب
بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

دل مین ہے سو احد سے تمنائے مدینہ
ہے وقت مدد اے شہ والائے مدینہ

اوس خاک سے روشن ہی نگاہ ملک و حور
کسطرح سے آنکھون مین نہ ہو جائے مدینہ

گلزار جنان وان کی ہوا سے ہی معطر
سو جان سے فدائے چمن آرائے مدینہ

تسکین نہین اے حجر اسود کعبہ
مر مین ہے ازل سے مرے سودائے مدینہ

ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لو
اے زیب دہ مسند مولائے مدینہ

چھپ جاتی ہین دان سارے گنہگارونکی عصیان
ستار کا دامن ہے کہ صحرائے مدینہ

ہر دم ہے ہمین شوق طواف لحد پاک
کیا دور ہے اللہ جو دکھلائے مدینہ

مرجاؤن تمنائے زیارت مین تو لکھنا
تربت پہ میری عاشق شیدائے مدینہ

دل یاد محمدؐ مین جو بیتاب ہو میرا
کس طرح سے آنکھون مین نہ پھر جائے مدینہ

کب دفن ہے وان احمد مرسل سا شہنشاہ
کیونکر کہون فردوس کو ہمتائے مدینہ

پوچھین جو ملک کونسی جا ہے تجھے مرغوب
بیساختہ لب پر مرے آجائے مدینہ

جب خلد مین پہونچیگا حبیب سخن آرا
آئے گی صدا دل سے یہی ہائے مدینہ

جو پڑا رہتا ہے کوچہ مین نظر آئے نہ وہ
شکل اپنی جو کبھی پردے سے دکھلائے نہ وہ

دل مایوس کا کیا حال بتاؤن جا کر
جاؤن مین دور سے اور پاس بھی بلوائے نہ وہ

گھر مین دم گھٹتا ہے دلدار کی میرا لیکن
کہین جاؤن تو یہ کھٹکا ہے کہ آجائے نہ وہ

وہی فرسودہ خیالات ہین واعظ کے ہنوز
خود ہی کیا سمجھا ہے اکدن مجھی سمجھائے نہ وہ

کیا کہون فوت ہے اس خوف مین وعدے کی خوشی
حسب عادت کہین پھر کہہ کے مکر جائے نہ وہ

آپ ہی جاتے ہین گھر اوسکے بلانا کیسا
یہ غنیمت ہے کہ محفل سے نکلوائے نہ وہ

عشق کا جسکے تغافل سے ہو وحشت انجام
کیون سر اپنا تیری چوکھٹ ہی سے ٹکرائے نہ وہ

بے نیازی کی کوئی حد بھی ہے اللہ رے غرور
آگئی جان لبون پر میری پر آئے نہ وہ

آج گو شاد ہے ظالم نہین ممکن یہ مگر
ایکدن پھنس کے مکافات مین پچھتائے نہ وہ

جسکی اُمید پہ ہر حال مین شاکر ہے حبیب
کون پوچھے نظر مہر جو فرمائے نہ وہ

ردیف یائے مثناہ تحتانی

مری خوشی دل حاسد پہ ایسی شاق ہوئی
کہ چشم بد کی سیاہی شب فراق ہوئی

زبان کی کام نہ آئی کبھی حلاوت صبر
غذائے غم سبب تلخی مذاق ہوئی

ہر ایک سرمین بتون کی جمال کی شہرت
ہوائے عشق بنی برق اشتیاق ہوئی

رہے زمانہ سے مجبور صاحب جوہر
ہنر کو سختی اہل دول سماق ہوئی

نہین ہے لطف مئے ناب ہجر ساقی مین
بڑھا جو کیف عیان حالت مراق ہوئی

رفاہ قوم کا باعث تھے مشترک اغراض
بلائے خود غرضی مورث نفاق ہوئی

خلاف شرع پیمبر ہماری طرز عمل
عدوے دبدبہ و شان و طمطراق ہوئی

اُمید جنسے تھی جسدم وہ سرپرست اوٹھے
تمام طاقت دل ایکبار طاق ہوئی

بلا مین پھنس کے نکلتا ہے صاف کم کوئی
رخ قمر مین کلف ظلمت محاق ہوئی

عروس دہر خلایق فریب تھی ہرچند
حضور نفس بنی لایق طلاق ہوئی

حبیب ہو گئے پیری مین جب توئی کمزور
سیاہ آز بھی بے ساز و بے یراق ہوئی

ہزارون صورتین پیدا ہین اک آشفتہ حالی سے
نئی دنیا بسی ہے دل مین اشکال خیالی سے

ثبوت ذات واجب کب ہو تشبیہ خیالی سے
طلسم وہم جب ٹوٹا تو نقش ہمثالی سے

مدبر کرتے ہین ہمراز عالی ظرف کو اکثر
سنی کیفیت صہبا نہ کچھ مینائے خالی سے

ہمیشہ راستی جنکی ہے باعث سرفراری کا
اونہین کیا غم کہ جھک جائے گر پیرانہ سالی سے

چھپانے سے چھپے کیونکر مسرت کامیابی کی
بدلجاتا ہے اضمحلال چہرے کی بحالی سے

اِسی تن کی بقا تک حصہ ہے لذات عالم کا
دوبارا کون آیا خلق مین جسمِ مثالی سے

سبب ہوگی متانت حسن انجام محبت کا
حسین بادضع کب ملتے ہین رندلاابالی سے

چھپایا تھا زمین نے سینۂ پر داغ عاشق کا
کھلے گل چنکے نکلا عکس جب تربت کی جالی سے

خواص اکسیر کی رکھتی ہے طینت خاکسارونکی
سمجھتے ہین یہ جام جم کو کم جام سفالی سے

گلون کے لب نہوتے آشنائے خندۂ بیجا
جو آتی کچھ بھی شرم انکو خزان کی گوشمالی سے

کہان مال غنیمت اور کہان سرمایۂ ذاتی
ہمیشہ شاخ گل ممتاز ہے گلچین کی ڈالی سے

پڑے تھے نقش پا بنکے نہ سنگ راہ تھی ظالم
تجھے کیا مل گیا آخر ہماری پایمالی سے

یہی اردو مین دکھلاتا ہی رنگ صائب حافظ
حبیب خوش بیان کی قدر پوچھی کوئی حالی سے

وفا کے جسمین سو پہلو ہون کی اُسنے جفا ایسی
مری اس نارسائی پر بھی ہے قسمت رسا ایسی

ہجوم نا امیدی مین اُمیدین ہوگئین پیدا
خدا کے فضل سے پیش آئین مشکلین بارہا ایسی

جواب صاف سنکر پھر کہون کچھ غیر ممکن ہے
کسی سے آج تک مینے نہین کی التجا ایسی

جوانی اور شب فرقت کی بیتابی نہ بھولے گی
کرے پھر دل کی وہ حالت نہین کوئی بلا ایسی

ملا ابتک ہمین گاہک نہ کوئی جنس معنی کا
رسا گو ہے طبیعت پر ہی قسمت نارسا ایسی

اِسے پہنے ہوئی دیکھا ہے اکثر ہمنے زاہد کو
بھلا لایا کہان سے محترم ساقی عبا ایسی

ہمیشہ بھولتے رہتے ہین وہ روز آنیوالون کو
نہین دیکھی طبیعت آج تک دیرآشنا ایسی

ثمر ہے اُنکی ہر بے اعتنائی میری اُلفت کا
عموماً ملنے چلنے مین نہین ہرگز ادا ایسی

نہین واقف وہ دلداری سے ہم دل دیکے بیٹھے ہین
ہے اونکی ابتدا ایسی ہماری انتہا ایسی

ہین ارمان آتی جاتے رات دن ہی کشمکش دلمین
زمانہ مین نہین دیکھی کوئی مہمانسرا ایسی

مرین یا جانبری ہو جای فرقت کی کشاکش سی
بتا دے کوئی صورت ہمکو بھی ای پر جفا ایسی

نشانہ بنگئے آفاق مین تیر ملامت کا
بھلا کہئے تو کچھ ہمسے ہوئی تھی کیا خطا ایسی

گل خندان چلے مذبوح ہو کر بچگئے کانٹے
زمانہ کی یکایک دیکھئے پلٹی ہوا ایسی

الم کی طرح عشرت بھی تعجب خیز ہوتی ہے
کہان تھین غم کی شکلین ای دل صبر آزما ایسی

حبیب اک روز تم دیکھو گی انجام اپنی محنت کا
گمان جسکا نہین ہے ہو گی تائید خدا ایسی

چٹھون دنیا کے جھگڑون سی اجل آجای جان نکلے
کہین دل سے مری اندیشۂ سود و زیان نکلے

تمہارے ابرو و مژگان کو ہم ایسا نسمجھے تھے
یہ تیغین جانستان نکلین یہ ناوک بی امان نکلے

دعا مین دین نہ کیونکر تجھکو جان و دلسی اے ساقی
ہم آی میکدے مین پیر اور بنکر جوان نکلے

نہ ٹھہرا ایک اونمین سی جو دم الفت کا بھرتے تھے
ہمین ثابت قدم آخر کو وقت امتحان نکلے

عدم کی راہ سے ہوش و خرد کا قافلہ گذرا
یہ نالی صورت بانگ درای کاروان نکلے

ہوا دشوار بے تقلید چلنا راہ ہستی مین
ہمارے رہنما سب نقش پای رفتگان نکلے

بتون کے عشق مین پیش آئین کیا کیا دقتین ہمکو
ادائین آفت جان اور اشاری جانستان نکلے

عجب غواص ہوتے ہین شناور بحر الفت کے
نہین ڈرتے نہنگ آسا یہان ڈوبی وہان نکلے

خدا آباد رکھے تیری میخانے کو ای ساقی
یہان جب آی ہم آشفتہ خاطر شاد مان نکلے

لگی طاعت کی دھن جب کچھ نہ ہاتھ آیا اطاعت سے
ہوس طوفان مین تیری ہم کہان ڈوبی کہان نکلے

جنہین سمجھے تھے ہم بیدین وہ ٹھہری دین کی حامی
وہ رہزن پہ تھی رہزن کے دھوکی پاسبان نکلے

ستم پر ہی ستم اس ضبط کی تاکید بسمل پر
وہ دین چرکی یہ چرکا رہ نیان لب سے فغان نکلے

حبیب اکدن سخن کی داد پاجائیگی غم کیا ہے

جو حالی کی طرح دو چار تیرے ہمزبان نکلے

فروغ مہر سے یکتا جگر کے داغ بنے
تمام پارۂ دل لعل شبچراغ بنے

یہ انقلاب ہے بلبل سیاہ زاغ بنے
وہ باغ خلد کا جن پر گمان تہا راغ بنے

نہال و سبزہ و گل تو نے جب کئے پیدا
تو کین ہر اک نے چمن بندیان یہ باغ بنے

خدا کی دین ہے ہر چند مال ہو کہ جمال
خوشا مدونکی بدولت وہ بد دماغ بنے

تمام عمر رہی جنکو فکر نام و نمود
یہ بے نشان ہوئے اور وہ بی سراغ بنے

جہان نہوتی تہی گل دن کو شمع کافوری
وہ گھر ہوا کے پلٹنے سے بی چراغ بنے

زمین کے نیچے وہ سوتی ہین جنکی تہی یہ خیال
ادہر مکان ہو اُس رُخ کو خانہ باغ بنے

چمن پہ عکس پڑا چشم مست کا کس کی
کہ سارے غنچہ گل کہلتے ہی ایاغ بنے

حبیب لا سے خدا وہ بہی دن کہ تجہسا رند
فرید کر کے علایق سے انفراغ بنے

مقتضاے وقت ہو جو کچہہ وہ کرنا چاہیئے
اختلاف اچہا نہین فتنہ سے ڈرنا چاہیئے

قول "دیر آید درست آید" مین پنہان ہی یہ رمز
کر کے کوشش کے مدارج طی ٹہہرنا چاہیئے

رنج و راحت ہین نتیجے انقلاب دہر کے
پر نہ اپنی حد سے انسان کو گذرنا چاہیئے

ہے تلون طبع کا رنگ صداقت کی خلاف
کہدیا جو کچہہ نہ اوس سے پھر مکرنا چاہیئے

زندگی سے فائدہ کیا جب ہوئے بی اعتبار
بات ہی وہ شے ہے صاحب جسپہ مرنا چاہیئے

سادہ لوحی سے نہین چلتا ہی کار حل و عقد
ڈوب کر بحر تفکر مین اوبھرنا چاہیئے

ترک دنیا کے فوائد کہو رہی ہے حب جاہ
پہلے سر سے اس پریوش کو اُترنا چاہیئے

سُنکے وحشت بڑہتی ہے دیوانگان عشق کی
کوشش اصلاح پھیکے پیکے کرنا چاہیئے

یہ زمین روندی ہوئی ہی شاعرونکی ای حبیب
ڈیہہ کو مضمون کے پودونسی نہ بہرنا چاہیئے

اونسے بگڑی تہی مگر کچہہ ایسی صورت بن گئی
غازہ روئی اہل گرد کدورت بن گئی

رنج کی تخفیف ناچاری مین راحت بنگئی
بدلی حالت جیسی ویسی ہی طبیعت بنگئی

لوشباب آیا ہوئین ولچسپ باتین دلفریب
طبع کی جودت وہ بچپن کی شرارت بنگئی

توبہ کرتے ہین مگر واعظ کبھی نبہتی نہین
عادتِ رندی بہی اب جزوطبیعت بنگئی

کوئی چارہ تہا نہ مجبورین کوشش کے سیوا
رہنما سے منزل مقصد ضرورت بنگئی

دوستونمین جب ہوئین باتین توقع کی خلاف
باہمی الفت سمجہہ لیجے عداوت بنگئی

ضبط مشکل تہا مگر جب پی گئے خون جگر
رفتہ رفتہ صبر کی تلخی حلاوت بنگئی

گہٹ گیا اقبال یا زشتی اعمال قبیح
منعمون کے حق مین طالع کی نحوست بنگئی

مشکلین آسان ہوئین جسدم ہوئی نیت بخیر
دل کی استغنا کلید باب دولت بنگئی

بے تردد حل نہین ہوتے ہین قدرت کے نکات
عادت تحقیق کشاف حقیقت بنگئی

وعدہ رحمت ترا دل نے دلایا مجکو یاد
فکر آمرزش اگر ہول قیامت بنگئی

دیکہکر اس بے نیازی کو ہزارون سر جہکے
کج ادائی یار کی محراب طاعت بنگئی

فکر ایذا کی عدو نے لاکہہ لیکن اے رحیم
تیغ آفت کی سپر تیری حفاظت بنگئی

کوششین کرکے تہکی نکلا نہ ارمان ایک بہی
تنگئی دل قلّہ قاف قناعت بنگئی

کردیا مایوس بندون نے تو رحم آیا اُسے
نا اُمیدی کامیابی کی علامت بنگئی

دل سی ہے مالک فدا اس کارسازی پر حبیب
بات بگڑی جب کبھی تیری بدولت بن گئی

بہار آئی نبی ہر میکدہ کا سائبان بدلی
ہر اک میخوار کی پھر چال بگڑی پھر زبان بدلی

نفاق و خود پسندی عام ہی دیکھو جدھر مڑ کر
کدھر تہذیب پہلی قوم کی حالت کہان بدلی

ہوا جاتا ہی بیخود سُن کے ذکر لفریب اونکا
یہ کیا حالت ہی کچھ تیری بھی نیت راز دان بدلی

چلا پورا فسون نرگس مخمور زاہد پر
ابھی تسبیح مرجان سے شراب ارغوان بدلی

مجھے رشک دیکر شاد ان کر نہ ای بد عہد دشمن کو
ترا وعدہ ہی سچا اسپہ مینے شرط جان بدلی

کرم نے تیری یارب دور کر دین کلفتین ساری
امید سود سے دم بھر مین تشویش زیان بدلی

مدار رنج و راحت ہی عتاب لطف پر اونکے
ہمارا رنگ رخ بدلا اگر تیوری وہان بدلی

جرس ہین کاروان گل کو منقار ین عنادل کی
خزان سے پھر بہار جانفزا ای باغبان بدلی

ابھی لایا نہ تھا لب تک مین حرف مدعا صاحب
کہنچین ابرو کی شمشیرین نگاہ جانستان بدلی

بہت اچھا رہا وہ عاشق جانباز دنیا مین
دو روزہ عمر سے جسنے حیات جاودان بدلی

ملاقاتین غرض کی بوسے یکرنگی سے خالی ہین
گیا لطف و لاطف رسلوک دوستان بدلی

حبیب مبتلا جب نوکری وجہ معیشت ہے
تو شہر اپنا اوسی بستی کو سمجھو ہو جہان بدلی

دیدۂ دل کس طرف محو تماشا ہو گئے
جس قدر ارمان بھری تھا سینہ عنقا ہو گئے

نیکنامی کی نہ کی جب قدر رسوا ہو گئے
ننگ جن کا مونسی تھا آخر گوارا ہو گئے

جاے عبرت ہی جہان کتنی ہی بزم آرای عیش
اک چراغ عمر کے بجھتے ہی تنہا ہو گئے

ہے ہر اک نقش قدم آئینہ روے مراد
جلوہ گاہ یار سے سو لطف پیدا ہو گئے

دیکھنا جب ہو گا وصل یوسف مقصد نصیب
نوجوان پیری مین ہم مثل زلیخا ہو گئے

عشق تنہا وحشت کی پردہ مین بھی معنی آفرین
داغ سودا قلب پر حرف تولا ہو گئے

تشنہ لب اک مین بہی ہون اسکی زلال لطف کا
سیکڑون قطرے کرم سے جسکے دریا ہو گئے

ہمنے کین برباد ساری کوششین اسلاف کی
فائدے جانکا ہیون کے خوان یغما ہو گئے

ہوتی ہے ناکامیابی کی خجالت لاعلاج
خودستائی مین بہت سے رازافشا ہو گئے

حسن سیرت آپکی صورت کا ہے اصلی جواب
غیرت یوسف بنے رشک مسیحا ہو گئے

بحر زخار کرم ہے جسکے ہین امیدوار
اک نظر مین دیکھنا ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے

نقد جان دیکر خریداری پہ عاشق تُل گئے
جنس بازار محبت نازبیجا ہو گئے

سختیان سہہ سہکے عاشق بنگیا عالی نظر
داغ سودا دیدہ دل مین سویدا ہو گئے

نکتہ چینی سے عدو کی ہو گیا حصر عیوب
تھے فضائل جتنے مخفی آشکارا ہو گئے

وجہ آمرزش ہوا بڑہ بڑہ کی جوش انفعال
رنج سے سامان راحت کے مہیا ہو گئے

کی جسارت ہمنے عرض مدعا کی جب حبیب
دل کے مقصد زیب دامان تمنا ہو گئے

یہی امید ہی ہر دم خدایا تیری رحمت سے
غنی کر دیگا اکدم مین مجھے اپنی عنایت سے

بہت آسان ہی ایدل رہائی قید کلفت سے
جو استقلال کا دامن نچھوٹے دست ہمت سے

ملا سب کچھہ چھٹی جب حرص کی بیہودہ زحمت سے
جسے کہتے ہین استغنا ہوے حاصل قناعت سے

بدی کا بدنتیجہ ہو گیا گمراہ کا ہادی
خمار بادہ نے بدلا مری رغبت کو نفرت سے

وہی ہے مستند جسکو جہان کے اہل فن مانین
نہو گر یہ تو کیا حاصل سخن کی عام شہرت سے

یو ہین خوی کرم سے ہوتی ہے توقیر دولت کی
ہوا کرتی ہے جیسے عزم کی تائید جرأت سے

شرافت نفس کی وہ جوہر قابل ہی انسانمین
محاسن اخذ کرلیں ہے جو ہر قوم و ملت سے

دُکھا کر دوستونکے دلکو وہ نادم بہی ہوتی ہین
مگر مجبور ہو جاتے ہین پہر اپنی طبیعت سے

توکل ہی جنہین دل سے تری رحمت پہ ای مالک
نہین پروا کسیکی اونکو بیٹھے ہین فراغت سے

طبیعت کا تغیر نقش رفتار زمانہ ہے
یہ صورت خود بدل جائیگی آنیوالی حالت سے

سلامت رو بسر کرتی ہین اپنی عمر مل چل کے
نکل جاتے ہین کام اکثر فقط صاحب سلامت سے

حقوق خلق پر تو نے نظر رکھی نہ اے منعم
مبدل ہوگئی آخر بداعمالی فلاکت سے

بقا انسان کی ہی دوستی مین نوع انسانی کی
ابھی تک نام ابراہیم کا زندہ ہے خلت سے

زمانہ بیتذل رکھتا ہے بدخواہ خلایق کو
بجز کاہش نہین ملتا ہی کچھ حاسد کو غیبت سے

مناسب ہی غزلمین ہون حبیب اخلاق کی مضمون
سخن کی منزلت بڑہتی نہین لفظی رعایت سے

کوئی باتون سی عیان دلمین ہے پنہان کوئی
آرزو کا نہین میری حد و پایان کوئی

نظر آتا ہے یہ عالم مجھے بیہوشی مین
کہینچتا ہے طرف کوچہ جانان کوئی

ایکسان ہین تری درگاہ مین سب شاہ و گدا
مگر اس شان پہ حاجب ہے نہ دربان کوئی

اپنے دیوانونکی حالت کا تماشا دیکھو
کوئی بیخود ہے تو ہی سر بگریبان کوئی

میری دلمین ہے ترے مصحف عارض کا خیال
یا ہی مابین حرم حافظ قرآن کوئی

لیجئے چھوڑ کے مرقد مین چلے یار عزیز
آج کہتا نہین اللہ نگہبان کوئی

عاشق زلف کی سودا مین سر مو نہین فرق
ہے پس پردہ دل سلسلہ جنبان کوئی

پوچھے اس راہ مین کون آبلہ پا کو جس مین
جان بلب ہے کوئی بسمل کوئی بیجان کوئی

کچھ نہ کچھ ہی خلش نیش الم ہر دل مین
بچ سکا خار حوادث سے نہ دامان کوئی

بزم کو آئینہ خانہ کیا جلوہ نے ترے
کوئی حیران ہے تو انگشت بدندان کوئی

شمع مرقد کو بجہانا ٹھہرا اے باد صبا
شاید آئے طرف گور غریبان کوئی

فاتحہ کو کبھی بھولے سے بھی ہاتھہ اوٹھے ہین
مرنیوالون پہ کیا آپ نے احسان کوئی

کیا کہین کس سے کہین جب یہ تمنا ہو حبیب
کچھہ سناتے کہین ملتا جو سخندان کوئی

ہزار شکر کہ نالے نہ بے اثر نکلے
ہماری حالت دل سے وہ باخبر نکلے

بڑا فسانہ ہے گھر چھوڑنے کا کوچۂ یار
تری تلاش مین ہم قصہ مختصر نکلے

خیال زلف بندہا اور ٹپک پڑے آنسو
اندھیری رات مین یہ طفل بے خطر نکلے

جگر کو توڑ کے گذرے ہین دل سے تیر نگاہ
گھر اپنا جان کے آئے ادہر ادہر نکلے

گناہ لائے ہین مجرم بنا کے تیرے حضور
جو راہزن تھے ہمارے وہ راہبر نکلے

خیال تک نہوا بیوسیلگی کا کبھی
ہم اپنے گھر سے خدا کی امید پر نکلے

رفیق راہ عدم کے بنے ہین کچھہ ارمان
بڑی تلاش سے دو چار ہم سفر نکلے

نصیب دیکھئے تھی جنسے جانبری کی امید
وہ میرے قتل پہ باندہے ہوئے کمر نکلے

دہن پہ قفل تھا وعدہ کسیکے آنے کا
ہجوم یاس مین نالے دم سحر نکلے

ستا کے آج ہمین شاد کیون ہو اے دشمن
عجب نہین جو کہین اسکی کل کسر نکلے

ہمیشہ خلق مین گذری ہے ایکسان کس کی
اونہین کا شکر ہے ارمان جسقدر نکلے

وہ کہتے ہین مری جامہ دری کا غل سنکر
نشان موت ہے لو چیونٹیون کے پر نکلے

حبیب پھنس کے بلا مین نہ ڈر عجب کیا ہے
کوئی نجات کی صورت یہین سے گر نکلے

کرون دل ہی نہ اپنا کر کے کوئی دم فغان خالی
سوال وصل سی کیا ہوگا جائے گی زبان خالی

کشاکش کا تحمل تھا کہان زخم مجرد کو
گئی سوے عدم کر کے عناصر کا مکان خالی

رہیگا یونہین اک پتلا ہوس کا بنکے ہر انسان
ہوا سے ہوگا جسدن تکیہ جوف آسمان خالی

نہین ارمان کوئی دلمین وحشت کسکے پاس آئے
پلٹ جاتا ہے از خود دیکھکر گھر میہمان خالی

نہین کمظرف مین اک رند دریانوش ہون ساقی
کہانتک دیگا تو ہوجائیگی آخر دکان خالی

جسے سمجھی تھے سب لیلی وہ شاید روح مجنون تہی
مرا وہ پھر رہا ہے لیکے ناقہ ساربان خالی

تعلق سے کجی کے راستی ممتاز ہوتی ہے
نہ تنہا تیر مصنف کا نہ کارآمد کمان خالی

حریف اوٹھکر چلے جب بزم سے آسوقت ہم پہونچے
ملے اولٹے خم و ساغر گزک کی کشتیان خالی

حبیب اس رنگ مین سرسبز ہو کوئی تو عہد جانمین
تکلف کیا ہوئی یہی صاف گر اردو زبان خالی

مین نے کہا بصد نیاز جرم سے اعتراف ہے
رحمت حق نے دی صدا تیری خطا معاف ہے

سنتے نہین وہ درد دل اسمین ہی کچھہ خلاف ہے
ہے کہو نہ بار بار یہ بھی جواب صاف ہے

دل اگر ایک سو رہے مسجد و خانقاہ کیا
کوئی مقام کیون نہو حالت اعتکاف ہے

عمر کا کیا ہے اعتبار ہیچ ہین اپنے اقتدار
سب ہے اوسی کو اختیار ہم جو کہین وہ لاف ہے

خود غرضی ہی گمرہی کہو نہ پت رہی سہی
دوستو خلق مین یہی باعث انحراف ہے

صحبت اتقیا مین تہا ذکر حبیب سے پرست
ذات مین اتحاد ہے وضع مین اختلاف ہے

ہر داغ آرزو کا کوئی چارہ چاہیئے
پہلو مین شور ہے دل صد پارہ چاہیئے

کب ہے بہار حسن دل مین خزان کو دخل
ہر دم دراز دامن نظارہ چاہیئے

گردش زمین کی خواب اجل کیون نہ جلد لائی
سونے کے وقت جنبش گہوارہ چاہیئے

بیحد مرے گناہ ہین کر عفو اے رحیم
اک عمر دیکھنے کو یہ پشتارہ چاہیئے

فرقت مین میرے حال سے وہ بے خبر نہین
حاجت ہے قاصد ونکی نہ ہرکارہ چاہیئے

غربت مین ہمنشین ہے وہ مونس ملال مین
کیا اور تجھکو اے دل آوارہ چاہیئے

سمجھے ہین تاج آبلۂ پا کو خار دشت
یون پاس خاطر وطن آوارہ چاہیئے

زیبا ہین بعد عیش کے چندے مصیبتین
تھوڑا تو ہر گناہ کا کفارہ چاہیئے

وقت سخن ہو کیون نہ دُر افشان زبان یار
چشمہ کی زیب کے لئے فوارہ چاہیئے

اے ضبط دیکھہ آنکھونکی ساغر چھلک بچائین
مچلے ہین طفل جنبش گہوارہ چاہیئے

ساقی ہے صحن باغ ہے دور شراب ہے
پہلو مین ایک شاہد مہ پارہ چاہیئے

ہون لاکھہ سد راہ نشیب و فراز دہر
کوشش کشود کار مین ہموارہ چاہیئے

صورت گر خیال ہے قدرت نما حبیب
اسکو نہ عکس اور نہ انگارہ چاہیئے

عمر بھر بیخود خیال چشم قاتل مین رہے
پھول نرگس کے ہمیشہ دامن دل مین رہے

شکل مجنون جستجوے مقصد دل مین رہے
چند ارمان تھے جو لیلی بنکے محمل مین رہے

عمر بھر دوڑے مگر پہلی ہی منزل مین رہے
پاونکے چھالونپہ رشک اُنکو ہی جو دلمین رہے

غیر ممکن ہے نہو مطلب مین اپنے کامیاب
صرف گر ثابت قدم انسان مشکل مین رہے

کی نہ مطلق کوشش سر سبزیٔ کشت عمل
حرص کے بندے تھے ناحق فکر باطل مین رہے

تم بھی دیکھو آج کیون حیرت ہے اہل بزم کو
اسطرح بیٹھو کہ آئینہ مقابل مین رہے

کیون کرے دل پر اثر ہمجنس کے نالے کیطرح
درد کا پہلو نہ گر صورت عنادل مین رہے

ہین امید و بیم مین وابستہ اہل دول
کسطرح بیخوف طوفان کوئی ساحل مین رہے

سرپرست ایسے ملے جنکو نہ تھی حد رہبر
نوشدارو تھے مگر ہم دست غافل مین رہے

دیکھلے بتیس[۳۲] دانتون مین زبان کی احتیاط
بنکے جو محسود اقران و اماثل مین رہے

سر کو تہی فکر علایق ابتدائے عمر مین
پائے ہمت نوجوانی سے سلاسل مین رہے

شور بیجا ہوگا دو کمظرف ملجائینگے جب
غل نہو گر فصل افراد جلا جل مین رہے

ہے کمال فن شرافت کیطرح مضمون حبیب
رہنے دو گر منصب اعلیٰ ارادل مین رہے

سمجھ مین کچھ نہین آتا کہے ہزار کوئی
ستم ہے جب نرہے دلپہ اختیار کوئی

بچا نہ تیر نظر سے ترے شکار کوئی
جگر کے پار ہے کوئی تو دل کے پار کوئی

نچھوڑ نیک عمل تا بہ اختیار کوئی
جہان نین آئے گا غافل نہ بار بار کوئی

پرائے دلپہ بہی ہوتا ہے اختیار کوئی
نچا ہے وہ تو کرے کیا کسیکو پیار کوئی

یہ فکر کر کہ زبان زد ہو تیرا حسن سلوک
نہین زمانے کی حالت کا اعتبار کوئی

کوئی تو خلق سے ہر دلعزیز خلق مین ہے
ستم کی خو سے ہے سبکی نظر مین خوار کوئی

ہر اک سخن مین تمہارے بلا کی شوخی ہے
بنا نہو دل عاشق مین اضطرار کوئی

سنا دن حال دل زار کسکو فرقت مین
مجھے نظر نہین آتا ہے راز دار کوئی

تم آکے سامنے بیٹھو تو دل رہے یکسو
خیال اور نہو وقت احتضار کوئی

بجا ہے وعدہ کے دن کو کہین جو روز شمار
تمہارے وعدونکا اب تک نہین شمار کوئی

نہ اس کا وقت ٹلی اور نہ آئے قبل از وقت
قضا کے حصن سے محکم نہین حصار کوئی

بشر کو چاہیئے یون عمر رفتہ کا افسوس
کسیکے غم مین ہو جس طرح سوگوار کوئی

رہے خدا پہ نظر شان بندگی ہے یہی
جو پیش آئے کبہی امر ناگوار کوئی ✦

نہ ہوتی خلق مین ممتاز گر شرافت نفس
کبہی فقیر سے جہکتا نہ تاجدار کوئی

ہٹا دو جادۂ عجز و نیاز سے نہ قدم
حبیب تم کو خدا دے جو اقتدار کوئی

وہ کرتے ہین ضد اپنی حاصل یہی ہے
سمجھتے نہین بات مشکل یہی ہے

بشر کو کبھی رنج ہے گاہ راحت
زمانے کی رفتار ایدل یہی ہے

سر شام جب تم لب بام آئے
ہر اک نے کہا ماہ کامل یہی ہے

کہلا ہمپہ جسدم لب گور پہونچے
محبت کے دریا کا ساحل یہی ہے

مرے دلمین آبیٹھہ ای رشک لیلی
رہ نازمین تیرا محمل یہی ہے

ملے داد دن حشر کا آئے ظالم
خدا سے کہون میرا قاتل یہی ہے

نہ پوچھی کسیدن مرے دلکی حالت
ذرا دیکھہ لے تیرا بسمل یہی ہے

کدہر کا ہے رخ اے مہ چرخ خوبی
مرے گھر مین آ تیری منزل یہی ہے

نہین تجھسا گل باغ ہستی مین کوئی
گلستان مین شور عنادل یہی ہے

نہین بڑھنے دیتی ہے قید تعلق
مرے پاونمین بس سلاسل یہی ہے

بہلا دو حبیب اب جوانی کی باتین
نہ سمجھو جو پہلے تہا وہ دل یہی ہے

پا کر دراميد پہ جگہٹ حواس کے
اوڑنے لگین ہوائیان چہرہ پہ یاس کے

کیا آگیا زبان پہ عالم مین یاس کے
سن سنکے لوگ جمع ہوئے آس پاس کے

ہین جسکے ساتھہ ہمکو ہی اس رہنما سے کام
پابند ہین خبر کے نہ پیرو قیاس کے

دل تیرے اعتماد پر ہر دم قوی رہا
سامان بارہا ہوے بیم و ہراس کے

کب کشف تن ہی کا شف اسرار معرفت
اسباب ہین کچھہ اور ہی ترک لباس کے

اہل سخن مین قوت ایجاد شعر ہے
کیا لطف سیکھ لینے مین ڈھنگ اقتباس کے

پایا ہے بعد مشق ریاضت کے حظ وصل
تار نفس پہ دھو کے ہین خط مماس کے

جو بات جی مین آئے وہی کیجئے مگر
سننے مین ہرج کیا ہی مری التماس کے

مایوس ہر طرف سے ہون اب جلد لے خبر
راحت رسان ملول کے ہمدم اداس کے

دکھہ درد اپنا بھول کے غم اوسکا ساتھہ لائی
بیٹھے جو پاس جا کے کسی روشناس کے

اک ساغر زلال کرم اور چاہیئے
دے جلد اے کفیل مری بھوک پیاس کے

میخانہ مین مچائی ہے رندون نے دھوم دھام
ساقی کرشمے ہین یہ ترے اک گلاس کے

زینت سے تیرے بادیہ پیما کو کام کیا
ہین جامہ حریر یہ پتے پلاس کے

نعمت کا شکر اہل تنعم پہ فرض ہے
دولت رہی نہ پاس کبھی ناسپاس کے

کیا غم پہرا جو اک بت بیمہرای حبیب
گاہک ہزارہین دل خلت اساس کے

کہتی ہے اجل آ مرے آغوش کے پالے
سب کر چکا دنیا سے بس اب دل کو اٹھالے

گہر سے ہمین یون گردش قسمت نے نکالا
تلوے سے کوئی کانٹے کو جسطرح نکالے

کیون چھیڑتے ہین بادہ راحت کے قدح نوش
چپ بیٹھے ہین اک گوشے مین ہم دل کو سنبھالے

رحم آئیگا ان سے مرض کو نہ قضا کو
بیسود ہین آہین تری بے کار ہین نالے

کر صبر ہر اک دکھہ مین خدا سے یہ دعا کر
مالک مرے اس درد سے تو جان بچالے

کہلتی ہے جبھی اپنے مصائب کی حقیقت
پڑتا ہے جب انسان کسی غیر کے پالے

اسلام کی دنیا مین ہر اک سمت ہے اندھیر
یارون نے ہین جسوقت سے یہ تفرقے ڈالے

ایک ایک کو کہتا ہے برا حاضر و غائب
کون انکو نصیحت کرے کون انکو سنبھالے

اس دردِ دلے پن مین نہین بنتا ہی کوئی کام ۳ چڑہ آتے ہین جب غیر تو ٹلتے نہین ٹالے

کچھہ زور نفاق وحسد وکینہ تو گھٹتا ۴ ہوتے اگر اچھے یہ نئی روشنی والے

آفت تو یہ ہے یہان بہی وہی خود غرضی ہے ۵ ہمدردی مین چہپا کرین لکھہ لکھکے رسالے

بر آنے کا تیرے کوئی اسلوب نہین اے دل کی تمنا تجھے اللہ نکالے

کہوٹا نہین بے عیب ہے نقد دل عاشق ظالم تجھے شک ہو تو جہان چاہی دکہالے

سمجھے تہی ہم اک مشغلہ الفت کو بتون کی معلوم نہ تہا جان کے پڑجائینگے لالے

رہتا ہی ہر اک وقت حبیب اپنی ہی دہن مین
اسکے تو خیالات ہین دنیا سے نرالے

ناامیدی مین تحمل کے مزے پائے ہوئے رہتے ہین غم سے دل مضطر کو بہلائے ہوئے

وجہ سرتابی ہین قصر اپنے ہی بنوائے ہوئے مخرب اہل دل آخر کو سرمائے ہوئے

کچھہ نہ پوچھو ہے جو باغ دہر مین دلبستگی آپسے آئے تہے ہم جاتے ہین بلوائے ہوئے

کہتے ہین وہ ٹال کر عشاق کی گستاخیان یون نمانوگے کبہی تم بے سزا پائے ہوئے

چاہتے تہے تذکرہ پر غیر کے داد سخن میری خاموشی سے مٹہی ہین وہ جنجہلائے ہوئے

دل کی قیمت بہی نہین کرتے لئے جاتے ہین آپ کہئیے کیا سمجھہ نمین بے کچھہ مونہہ سی فرمائے ہوئے

راستی جسمین نہو ہی وہ ستایش مبتذل ہین یہ اگلی صحبتون کے راگ سب گائے ہوئے

دوستونکی جور بہی اہل وفا کو ہین عزیز آؤ صاحب دور کیون بیٹہی ہو شرمائے ہوئے

نیک و بد افعال یان ہوتی ہین یون اکدن عیان حشر مین اوٹہینگے مردی جیسے دفنائے ہوئے

خوبیٔ آغاز پر عاقل نہین کرتے ہین ناز خوف سے انجام کی رہتے ہین گہبرائے ہوئے

میری اخلاقی سلوک اور اونکے اغراض وسیع خود نمائی کیلیے دلچسپ پیرائے ہوئے

خاک جسم نازنین ہی بوے خوش ہی خوی نیک
کہہ رہے ہین یہ حقیقت پھول مرجھاے ہوے

دینگے ارباب حقیقت داد اکدن ای حبیب
لطف سے گر ہون بیان حالات پیش آئی ہوے

ہین تمناؤنکی بادل دلپہ پہر چھاے ہوے
دم نہ لے سوز جگر بے انکو برسائے ہوے

کچھہ تلافی ہمسے ہوسکتی نہین مافات کی
ہین امید مغفرت سے دلکو بہلائی ہوے

چار دنمین بوالہوس لوگونکی حالت کھل گئی
آئینگے پہر اونکی محفل مین نکلوائی ہوے

صحبت ناجنس نے کھویا زمانہ سی ہمین
جن کے سائے سے سیوا موذی یہ ہمسائے ہوے

فصل گل ہی ہر طرف جھونکی ہوا ی صبح کے
عطر مین ڈوبی ہوئی پہرتے ہین اترائے ہوے

سلسلے ایسے تعلق کی جہانمین ہین وسیع
زندگی بہر رکہتی ہین انسان کو الجھائی ہوے

ہوگا جو اوسکی مشیت مین وہ خود ہو جائیگا
ہم بہی چپ بیٹہی ہین اپنے دلکو سمجھائے ہوے

میکدہ ہے شیخ صاحب یہ کوئی مسجد نہین
آپ شاید آئی ہین رندونکے بہکائی ہوے

گر کری وہ رشک گل تکلیف گلگشت چمن
تازگی آجائی ہنس دین پھول مرجھائی ہوے

آکے وہ تاب و توان آرام و راحت لیگئے
ہمسے کچھہ بنتی نہین بیٹہی ہین غم کہائی ہوے

ہاتھہ کیا اوٹھے گا ذرہ بہی نہین ہلنا حبیب
کچھہ ندیگا کوئی بے مالک کے دلوائے ہوے

گل کی بہائی مجھے ہنسی نہ کبہی
چاہیئے بے محل خوشی نہ کبہی

تم سے کہتا ہون میرا دل لے لو
کام آجائے گا کبہی نہ کبہی

ابر غم چھا گیا جو دل پہ مرے
آنسوونکی جھڑی تہمی نہ کبہی

دیکہہ لو آکے تم طپان مجکو
دیکہی ہوگی یہ دلگی نہ کبہی

جب سے ہمنے کیا ہے ترک لباس
ہوا کوئی بھی مدعی نہ کبھی

اس طرح سے گئی بضاعت صبر
پاس گویا ہمارے تھی نہ کبھی

ہو نہ کیونکر غرور یکتائی
دیکھی اوس گل نے آرسی نہ کبھی

مثل گل ہے وہ شوخ سادہ مزاج
ملی بھولے سے بھی مسی نہ کبھی

بعد مردن بھی تھا وہی عالم
کم ہوئی اپنی بے خودی نہ کبھی

گوش گل رہتی ہین سدا مشتاق
اوس کی آواز پر سنی نہ کبھی

خود ہی الفت بتونکی اے ناصح
ترک ہو جائے گی کبھی نہ کبھی

ہاے تسکین ہو کسطرح دل کی
اوسنے تو پوچھی بات بھی نہ کبھی

لب جان بخش یار کے آگے
چلا اعجاز عیسوی نہ کبھی

کی قناعت تو اوس ستمگر سے
ہوے بوسہ کے ملتجی نہ کبھی

تھے نظر مین حبیب عارض یار
دیکھا دیوان مصحفی نہ کبھی

اسیری مین بلا نازل ہوئی وحشت کے پر نکلے
چلے صحرا کو زندانسے گریبان پھاڑ کر نکلے

برابر آرہی ہین لخت دل ہمراہ اشکون کے
مزا ہی منہ سی بھی جب ساتھہ نالونکی جگر نکلے

جو کچھہ گذری وہ گذری دم خموشی مین نکلجاے
کہے تا پھر نہ یہ کوئی کہ نالے بے اثر نکلے

جگر ہی تھا نہ دل تھا آپکے عاشق کی پہلو مین
یہی باعث تھا جو ناوک ادھر آیا ادھر نکلے

ہمارے سامنے لازم نہین چرچے رقیبونکے
کوئی ذکرا چھیڑو باتون باتون مین نہ شر نکلے

ہوئی تسکین جنونمین مشغلہ سی خار و دامن کے
جنہین بیداد گر سمجھے تھے ہم وہ چارہ گر نکلے

ہماری ساتھہ جاتے ہین عدم کو حسرت و ارمان
یہ حسن اتفاق اسوقت اچھے ہمسفر نکلے

کرے گر نجیہ میرے زخم دل پہ سوزن مژگان
رگ گل بنکے ہر دم یار کا تار نفس نکلے

بتان سرو قامت کی محبت مین نہ پھل پایا
ریاضت جن پہ کی برسون وہ نخل بے ثمر نکلے

جگر پر اپنے اپنے ہاتھہ رکھہ لو اہل محشر تم
یقین ہی اس طرف سے اب حبیب نوحہ گر نکلے

شکر کے بدلے زبان صرف شکایت ہوگئی
حسب دولت موجب کفران نعمت ہوگئی

سختیان کرلین گوارا جب تو آسایش ملی
جو صعوبت پیش آئی وجہ راحت ہوگئی

کامیابی دیکھکر ہر سفلہ و نااہل کی
سچ تو یہ ہے ہمکو ناکامی غنیمت ہوگئی

کیا کہین جو انقلاب دہر سے صدمے سہے
ایک دم مین رائگان برسونکی محنت ہوگئی

کر دیا روشن حریم دل کو نور عشق نے
گھر مین اس مہمان کے آجانیسے زینت ہوگئی

ہوگیا خود خاتمہ نام آوری کی فکر کا
اپنی گمنامی پہ جب ہم کو قناعت ہوگئی

تھی خطائے فاش گویا عرض حرف مدعا
ترک اتنی بات پر صاحب سلامت ہوگئی

جلوت و خلوت کجا ملتے ہین وہ بیگانہ وار
راہ مین بھی گر کہین صاحب سلامت ہوگئی

چاہیے وہ فکر جس کی داد دین اہل کمال
فخر کیا ہے عام لوگون مین جو شہرت ہوگئی

عرض مطلب کی سزا دیدی جواب صاف نے
ناامیدی پر بھی کچھہ فایق خجالت ہوگئی

دربدر پھرنا چھٹا شاکر ہوئی قسمت پہ جب
آنکھہ مین شاہ و گدا کی ایک حالت ہوگئی

پوچھتے کیا ہو حبیب مبتلا کا حال زار
کہہ رہا ہی اب سکوت اوسکا کہ وحشت ہوگئی

بتون کے عشق مین سودا ہوا ہے
خدا شاہد خدا بھولا ہوا ہے

نہین بے وجہ ہچکی آرہی ہے
مرا دان ہو نہو چرچا ہوا ہے

پلا ساقی شراب ارغوانی
ہوا ٹھنڈی ہے ابر اوٹھا ہوا ہے

دکھا صورت مجھے اور شکل عیسیٰ
کہ آب آنکھون مین دم ٹکا ہوا ہے

دل نالان کی ان بیتابیون سے
ہمارا راز کیا افشا ہوا ہے

دوا بیکار ہے میری طبیبو
کہین بیمار عشق اچھا ہوا ہے

برہمن دیر بھولا شیخ مسجد
ترے در کا ہر اک بندہ ہوا ہے

دلایا یاد جس دم وعدۂ وصل
کہا کچھ خبط ہے سودا ہوا ہے

نہین سنتا کوئی مجنون کا قصہ
مری وحشت کا یہ شہرہ ہوا ہے

بٹھا کر مجھکو غیرون سے تکلم
یہ باب بے حجابی وا ہوا ہے

حبیب خستہ جان بیتاب کیون ہے
بتا کس حور کا شیدا ہوا ہے

بدنامیون کا میری بھلا کیا حساب ہے
وحشی لقب ہے عشق مین مجنون خطاب ہے

پیدا دیار تن مین عجب انقلاب ہے
آتا ہے شیب رخصت عہد شباب ہے

آنے نہ دین وہ دل مین خیال رقیب کو
نا اتفاقیون کا یہی سد باب ہے

پیری مین دل فریب ہوئی گر مے سخن
خوش کیف کیون نہو یہ پرانی شراب ہے

ہم کو تو کر دیا تری رحمت نے مطمئن
دوزخ کا خوف ہے نہ خیال عذاب ہے

ہر بحر مین نمود ہے ساقی کے فیض کی
گرداب دور مے ہے تو ساغر حباب ہے

کیونکر نہ اپنا نامۂ اعمال ہو سیاہ
ذوق گنہ باعث شغل خضاب ہے

ہر بات پر نہین کہے سیوا اور کچھ نہین
صاحب مرے سخن کا یہی اک جواب ہے

بحر جہان مین کشتی تن کا ثبات کا
لنگر نہین حیات مثال حباب ہے

برسون ہی رہ چکی ہے یہ دستار رہن مے
واعظ بڑا کہان کا مشیخت مآب ہے

شاہد حدیث لحمک لحمی ہے ای حبیب
حب علیؑ ولائے رسالت مآب ہے

ندامت یہ ہی کیون کی ہمنے امید وفا تجھسے
جہانمین یون تو دیکھے تھے بہت نا آشنا تجھسے

تحمل دلکو ہی دشوار غیرون کے اشارون کا
نہین تو اب بہی آتے گہر پہ ملتے بارہا تجھسے

نہ کیون مایوس پہر تا تیرے دروازے سے اے منعم
خدا کو بہولکر مانگا تہا مین نے مدعا تجھسے

رہو تم شاد و خورم خیر ہم ناکام ہی بیٹہین
کہین یہ اپنی محرومی پہ کیون سمجہے خدا تجھسے

دم مہر و وفا بہرتے ہین سب جور و جفا سہکر
ادائین تیری کہتی ہین نہونگے دلربا تجھسے

رکہون الزام کیون مین چارہ سازون پر کیا کرتے
یہ ہمدردی تہی آکر کہیگئے جو کچہہ سنا تجھسے

یہ راہین چل اگر فکر بقائے نام ہے غافل
نظر کر کہہ رہے ہین سالکون کے نقش پا تجھسے

امارت پر نہ کر تکیہ یہ دنیا چند روزہ ہے
غنیمت جان گر کچہہ ہو سکے کار خدا تجھسے

سمجہہ دلمین ذرا لیکر چلا ہے درد مایوسی
وہ بیمار غرض جو مانگنے آیا دوا تجھسے +

جہانتک ہو سکا تدبیر کی اپنے تمتع کی
نہ پہونچا اہل استحقاق کو کچہہ فائدہ تجھسے

بتا کوئی سبب کس بات پر اتنا کشیدہ ہی
سنا کیا میری جانب سے کسینے کیا کہا تجھسے

زمانے کا تغیر خضر دشت کامیابی ہے
جو آنکہین ہون تو چہپ سکتا نہین یہ رہنما تجھسے

اعانت کی عیوض مین گر کسیکی کچہہ رعایت کی
تو اسپر یہ گمان کرنا غلط ہی خوش ہوا تجھسے

حبیب اچہا ہی گر کرلے قناعت نقد معنی پر
کوئی دن وہ بہی ہوگا خود جہکینگے گدا غنیا تجھسے

گروہ سے ہی لحد مین یقین امان مجھے
زیر زمین دبائے گا کیا آسمان مجھے

اے رشک حور خلد ہے تیرا مکان مجھے
رضوان سے کم نہین ہے کوئی پاسبان مجھے

ساقی ہوا ہے نہ دور مے لالہ رنگ ہے
گردش دکھا رہا ہے نئی آسمان مجھے

افسوس ہے پہونچ گئے منزل پہ ہمسفر
چھوڑا مثال گرد پس کاروان مجھے

مرنے پہ بھی جو گرم تقاضا ہوا ے جنون
لیجائے گا لحد سے اوٹھا کر کہان مجھے

وحشت مین سوے وادی غربت جو رخ کیا
لینے کو آئے دور سے ریگ روان مجھے

کہلتا نہین ہے سیر چمن سے دل حزین
فرقت مین تیری خندہ گل ہے فغان مجھے

فصل بہار مین نہ اجاڑ آشیان مرا
دو چار دن تو رہنے دے اے باغبان مجھے

امید پا ے بوس صنم مین ہوا ہون خاک
کرا ے صبا نہ بہر خدا رائگان مجھے

ایسا کیا ہے کاہش غم نے نحیف و زار
ہے ناگوار جنبش نبض روان مجھے

لیکر عصا ے آہ جو بستر سے مین اوٹھا
آواز دی یہ درد نے چھوڑا کہان مجھے

اشکون کے ساتھ روح ہوئی راہی عدم
تنہا نالہ حزین جرس کاروان مجھے

ہنستی چمک چمک کے نہ گردون پہ اسقدر
بجلی نے اضطراب مین دیکھا کہان مجھے

قاتل کی باتین سنکے یہ کہتا ہے دل مرا
ناحق لگا رہا ہے کوئی برچھیان مجھے

پہنے کفن وہان جو سبکدوش ہون رقیب
ہو کسطرح نہ جامۂ ہستی گران مجھے

دیکھون تو کیسے داغ ہے اے دل و جگر
تم دونون کا ہے مد نظر امتحان مجھے

افکار کے ہجوم مین کیا فکر ہو حبیب
کچھہ کہہ لیا ہے نظم کی فرصت کہان مجھے

برائی ہے کہین خود کام کے دل کی تمنا بھی
ہے اس کشت عمل سے تجھکو حاصل کی تمنا بھی

عیان ہو نکتہ سنجون پر کہ ہے پلہ گران کسکا
تلے نقد سخن نکلے مقابل کی تمنا بھی

جمے ہین پای استقلال جب سے سطح ہمت پر
نظر آتی ہے آسان کار مشکل کی تمنا بھی

ہے مرنا ایک دن کیون منت کا احسان نکہہ جاؤن
چھٹون جھگڑونسی مین برائے فاتحہ کی تمنا بھی

طلب بے سود ہے گر ہو تقرب اہل دولت کا
دم طوفان نکلجاتی ہے ساحل کی تمنا بھی

بسر کر ہوشیاری سے اگر فکر ترقی ہے
سمجھہ دل مین کہین نکلی ہی غافل کی تمنا بھی

نقاب الٹو رخ روشن سے دکھلاؤ جمال اپنا
بیاض چشم شب ہو شمع محفل کی تمنا بھی

سناتے ہین مآل اندیش کب مافی الضمیر اپنا
کہین ظاہر ہوئی ہے مرد عاقل کی تمنا بھی

زمانہ گر دکھا دیتا جمال شاہد مقصد
نکل جاتی ہمارے دیدہ دل کی تمنا بھی

دکھاتی ہے تجلی ثبت ہو کر لوح ہستی پر
ہلال آسا قمر بنتی ہے کامل کی تمنا بھی

ہی ناپرسان زمانہ اور حبیب رند لاپروا
کیا جو اسنے ابتک تہی یہی دل کی تمنا بھی

نگاہ گر نہین محو جمال رہتی ہے
تو روح میری اسیر خیال رہتی ہے

تمہاری شکل نظر مین ہی جیسے آنکہہ مین نور
ہمیشہ سر مین یہ بنکر خیال رہتی ہے

کمال وہ ہے پڑے جسپہ مدعی کی نگاہ
مخالفت مین غضب دیکہہ بہال رہتی ہے

گیا شباب ڈہلی دوپہر جوانی کی
ہوئے ضعیف طبیعت نڈہال رہتی ہی

ہماری کشتئ اعمال بار عصیان سے
غریق بحر غم وانفعال رہتی ہے

وفور شوق سے ممکن نہین گلہ شب وصل
غلط ہے کس کو سخن کی مجال رہتی ہے

بنا ہے قاف قناعت ہمارا قفل دہن
ہمیشہ بند زبان سوال رہتی ہے

مثال سبزہ ہے نشو و نما طبیعت کی
کسی روش پہ ہو یہ پائمال رہتی ہے

نہ کیون سبب ہو مری انزوا کا حسن بیان
اسیر بلبل رنگین مقال رہتی ہے

نہین وہ راہ پر آتے کہے ہزار کوئی
ہر ایک بات مین در پردہ چال رہتی ہے

ہمین عذوبت و تلخیٔ مے ہے راحت و رنج
ہین خوش مذاق طبیعت بحال رہتی ہے

مرے مسیح دوا کر تپ جدائی کی
یہہ کچھہ دنون سے علی الاتصال رہتی ہے

حبیب موجب تسکین دل ہے نقش فنا
نہ فکر ملک نہ پروائے مال رہتی ہے

میری حالت نہ ہرگز اس قدر تغیر ہو سکتی
اگر ان چارہ سازون سے کوئی تدبیر ہو سکتی

مسیحا بھی یہ کہتے دیکھتے گر تیرے کشتہ کو
قضا آئی تھی اسکی مجھسے کیا تدبیر ہو سکتی

امیدین جنسے کین ٹھہری وہ ہر امید کے دشمن
خلاف خواہش تقدیر کیا تدبیر ہو سکتی

نہوتا صانع مطلق کا قایل دلسے صورتگر
کسی صورت سے بھی گویا اگر تصویر ہو سکتی

عوض جوشن کے نقش بوریائی فقر ہی تن پر
عدو کی فکر سامان سوز کیا شمشیر ہو سکتی

نہ پھنستا دیدہ و دانستہ گر قید علایق مین
تو آزادی ہی پائے حرص کی زنجیر ہو سکتی

جگہہ پائی نہین ابتک خیال غیر نے دلمین
صنم خانہ کی اس کعبہ مین کیا تعمیر ہو سکتی

مقرر کالعدم ہوتا جہان سے درد ناکامی
اگر ظاہر ہماری آہ کی تاثیر ہو سکتی

نکلتا قید مین جمعیت خاطر کا اک پہلو
پریشانی مسلسل ہو کے گر زنجیر ہو سکتی

تخالف گر نہوتا تیرے قول و فعل مین واعظ
تو اتنی بے اثر ہرگز نہ یہ تقریر ہو سکتی

ادا پر مرنیوالے بات کرنے کی قسم کہاتے
اشارون مین ہمیشہ تم سے گر تقریر ہو سکتی

تغافل آپ کا مانع رہا مجکو حضوری سے
کبھی گر یاد فرماتے بھلا تاخیر ہو سکتی

کہین کیا سرگذشت اپنی کسی سے مختصر یہ ہے
عجائب داستان ہوتی اگر تحریر ہو سکتی

وفور شوق عرض مدعا کہتا ہے لکھدیتا
لفافہ پر عبارت خط کی گر تحریر ہو سکتی

تعلق کچھ نہ تھا جب جامۂ تن روح نے چھوڑا
شمیم گل کی کیونکر خاک دامن گیر ہو سکتی

حبیب رند مشرب تھا محب ساقی کوثر
نہ کرتا گر یہ توبہ بھی تو کیا تعذیر ہو سکتی

میکدے کو جا کے دیکھہ آؤن یہ حسرت دل مین ہے
زاہدا اوس مٹی کی الفت میری آب و گل مین ہے

ارمغان ہای دل کہ پہر ترکش ہے تیر و نسے بہرا
مژدہ اے گردن کہ پہر خنجر کف قاتل مین ہے

کرکے الفت جان لوگے اور مکر جاؤگے پہر
مجھسے سن لو صاف کہدون جو تمہارے دل مین ہے

مردم دیدہ کو اب تو دولت دیدار دو
چشم کا حلقہ نہین کانسہ کف سایل مین ہے

واہ وا کہنے کو ناموزن ہین بہتیرے مگر
جو مبصر ہے وہ تفتیش حق و باطل مین ہے

عیش مین دشمن بہی ملجاتی ہین ہو کر مہربان
امتحان الفت و مہر و وفا مشکل مین ہے

گو شمائل مین تمہارا سامہ گردون ہے پر
فرق اتنا ہی کہ جتنا ناقص و کامل مین ہے

مجھپہ کیا اے نوح طوفان بلا خود آکے تم
ناخدا جسکے بنو کشتی وہی ساحل مین ہے

سنگ مین لعل اوس سے پیدا ہو جگر ہو اوس سے خون
ضو ہی کب وہ مہر مین جو عارض قاتل مین ہے

غیر ممکن ہی مین تڑپون اور یہ فرمائین نہ وہ
دل پھڑکتا ہی وہ عالم جنبش بسمل مین ہے

ناقصونکی شہر تین ہین غور سے دیکھو حبیب
خلعت اعزاز دست خالق عادل مین ہے

یاس بیمار محبت کو ہے صحت کیسی
پوچھتے بہی نہین وہ اب ہے طبیعت کیسی

دیکھتے رہئے فقط مین ہون وفادار کہ وہ
امتحان گر ہے تو غیرونکی حمایت کیسی

جو مقدر مین ہے ہو جائیگا اکدن ایدل
دیکھہ کیا کرتا ہے اللہ یہ عجلت کیسی

جو ہوا مجھپہ وہ سب آپکی الفت مین ہوا
پھر مرے حال کو سنکر ہے یہ حیرت کیسی

جب نہین خواہش تقدیر مین تدبیر کو دخل
پھر یہ ہر بات مین قسمت کی شکایت کیسی

کوئی شے کیون نہو امکان مین ہی ترک و قبول
جب طبیعت ہوئی قابو مین تو عادت کیسی

خاکساروں کی روش دیکھکے سب کہتے ہین
نام نخوت کا نہین پاک ہی طینت کیسی

نام لیتا ہون اگر ہوتی ہے وحشت دل کو
کچھہ نہ پوچھو میر بجان تہی شب فرقت کیسی

گرچہ مین خاک نشین ہون مگر اے اہل نظر
یہ تو دیکھو ہے خیالات مین رفعت کیسی

پسگئے کتنے ہی دل چال پہ اوفتنہ خرام
دیکھہ منہ پھیر کے برپا ہے قیامت کیسی

کس تردد مین رہے کچھہ نہ کہا تمنی حبیب
اس زمین مین ابھی دیکھو تو ہی وسعت کیسی

تن بہ تقدیر جو ہو عشق مین راحت کیسی
طالب وصل کو فرقت کی شکایت کیسی

کبھی جانا ہی نہین ہوتی ہے راحت کیسی
ایکسان عمر کٹی تہی میری قسمت کیسی

ہاتھہ کھینچا تو بڑی خلق مین عزت کیسی
کام آئی ہے فلاکت مین قناعت کیسی

دیکھہ آئے ہین عیادت کو وہ اے دیدہ شوق
دل بیمار سنبھل کیا ہے یہ غفلت کیسی

حرمت روزہ کجا صحبت میخانہ کجا
یہ ادہر آتے ہی بدلی میری نیت کیسی

نہ امارت کو بقا ہے نہ فقیری کو ثبات
امتحان ہوتا ہی دونون کی ہی نیت کیسی

کرتے رہتے ہین قیامت سے بہی آگی کا حساب
جنکی عقبے پہ نظر ہے اونہین فرصت کیسی

اسپہ مرتا ہون کہ پوچہین وہ سمجہہ کر بیمار
کیا ہوا خیر تو ہے اب ہے طبیعت کیسی

کہتے ہین جو مجہے بدخواہ ملون کیا اونسے
حرف جب وضع پہ آیا تو مروت کیسی

اب کہلا شیب کی آمد ہے تعجب تہا مجہے
روز افزون نظر آتی ہے نقاہت کیسی

اونسی پوچہے کوئی کچھہ بہی جنہین اسکا ہے مذاق
سچی باتون کے بیانمین ہی حلاوت کیسی

متبدل آج وہ ہے علم و ہنر حسبین نہین
پاس نام آب وجد کس کا شرافت کیسی

مال رہتا نہ کبھی نام رہا حاتم کا
آج تک سب کی لگا ہو نہین ہی وقعت کیسی

رشک فردوس ہو گلزار سخن کیون نہ حبیب
کی ہی تمنے بہی شب ور وزریاضت کیسی

عمر گذری کسکو روداد اسیری یاد ہے
اب قفس گھر ہے ہمارا ہمنشین صیاد ہے

رات دن کی دلگی وہ ہر گھڑی کی چھیڑ چھاڑ
خیر تم بہولے تو بہولے مجھکو ابتک یاد ہے

آج ہی تیری حقیقت کھل گئی اے جوش خون
خشک خار آسا زبان نشتر فصاد ہے

صبح محشر ایک کروٹ مین ہوئی شام لحد
آگیا وعدہ کا دن اب کہئے کیا ارشاد ہے

حاجت ناخن نہین سینہ کو میرے ای جنون
پشت خار دست وحشت پنجۂ فولاد ہے

سیکڑون پیکان پگھلکر بنگئے ہین خون دل
اے ستمگر خاک میری کشتہ فولاد ہے

وصل مین مے تہی مغنی تہا شب مہتاب تہی
ہجر مین دل خون ہوا اندہیرے ہے فریاد ہے

آؤ یا کہدو نہ آئین گے جئین ہم یا مرین
یہ بہی ایک وجہ سکون خاطر ناشاد ہے

دیکہتے ہی دیکہتے نظرون سے ہوتا ہے نہان
کہل گیا باغ جوانی جنت شداد ہے

کی ہے ساقی نے غضب آرایش بت العنب
طاق میخانہ مکان خلوت داماد ہے

خاک میری اوڑکی پہونچی جتنی دامن تک ترے
بس سیوا اوسکے جو کچہہ باقی ہی سب برباد ہے

عشق شیرین نے ہر اک صورت کی پردہ دری
رشک تاج فرق خسرو تیشۂ فرہاد ہے

ہو کہین شیدا اسیر گیسوی مشکین حبیب
دیکہتے ہین ہم تو اک مدت سے وہ آزاد ہے

جو تہا وہ ربط نہین اُنسے رسم و راہ تو ہے
دلون مین کچہہ ہوا بہی وضع کا نباہ تو ہے

مرض ہے یا غم فرقت یہ کہہ نہین سکتا
پر اسمین شک نہین حالت مری تباہ تو ہے

مہ صیام مین میخانہ بند ہے تو چلو
یہ تیس دن وہین کاٹین گے خانقاہ تو ہے

کمی کرے غم فرقت مین لاکھہ خون جگر
معاملہ دل و مژگان کا روبراہ تو ہے

کنہ کا بار بڑہا مے کشی سے خیر بڑے ہے
غم خمار مجھے وجہ انتباہ تو ہے

ہزار شکر خیالات قوم کے بدلے
کسی طریق سے ہو کوشش رفاہ تو ہے

نہین ہون عابد و زاہد تو کیا ہوا اے شیخ
ہر ایک وقت خدا پر مری نگاہ تو ہے

جفا مین سہکے بچی جان کم نہین یہ بھی
دل ستم زدہ کا ایک داد خواہ تو ہے

نیا کمال ہے اسپر بھی لوگ نازان ہین
ہنر نہین ہے شہ ہم مین حسب جاہ تو ہے

بلائے گو شب فرقت مین کوئی وصف نہین
ہمارے بخت زبون کیطرح سیاہ تو ہے

ہے جنکے پاس مبارک ہو ملک و مال اونہین
حبیب اپنی طبیعت کا بادشاہ تو ہے

وہ صحبتین نہین پر مہوشون سے راہ تو ہے
رواروی کی ملاقات گاہ گاہ تو ہے

سمجھ کے کچھہ نہین دیتے ہین کفر کا فتوے
ہماری وضع پہ لوگون کو اشتباہ تو ہے

غضب کی آگ نے پھونکا ہی جیتے جی اوسکو
عدو جہان مین سیہ قلب و روسیاہ تو ہے

بہانہ ہوگئی رحمت کا صرف اتنی بات
ہمارے آگے گناہ ہونسے عذرخواہ تو ہے

بہت مفید ہے واعظ اگر موافق ہو
شراب پینے مین نقصان نہین گناہ تو ہے

لباس فقر مین کاٹینگے زندگی کچھہ دن
ذرا کشاکش افکار سے پناہ تو ہے

شب وصال اگر چاندنی نہین نہ سہی
تمام رات مقابل وہ خوشنما ماہ تو ہے

دکھا کے دل مرا ظالم نہوگا کچھہ حاصل
نہین ہے گر کوئی دل سوز برق آہ تو ہے

کرے نہ قدر کوئی پر جہان مین یہ سخن
ہمارے حال کا اک معتبر گواہ تو ہے

شرف ہے ہند کا سرکار بادشاہ دکن
برائے قوم یہی اک امید گاہ تو ہے

یہ شاعری کے مہوس سخن کے دشمن جان
اسی پہ خوش ہین کہ اک شہرہ واہ تو ہے

حبیب دل پہ نہ ہو اور صدمۂ غربت
وطن کے جھگڑا ونسی چندے یہان پناہ تو ہے

اس قدر قلب و جگر نا آشنا ہونے لگے
قطرہ ہائے خون مژہ سے بھی جدا ہونے لگے

فرض الفت دونون جانب ادا ہونے لگے
مہربان وہ ہم پہ ہم اون پر فدا ہونے لگے

ہو گیا مجبور مین اخفائے راز عشق سے
داغ سودا نافۂ مشک خطا ہونے لگے

رخصت تابِ تواں نزدیک ہے یا وقت مرگ
کان پہ شتاق آواز درا ہونے لگے

بڑھتے ہین پیہم گریبان اور صحرا کی طرف
ضبط بیقابو ہے خود سر دست و پا ہونے لگے

قلب ماہیت اسی کہتے ہین اے دور فلک
باوفا معشوق عاشق بے وفا ہونے لگے

ڈھل گیا جوبن تو شان دلربائی گھٹ گئی
لو اسیر دام کیسو خود رہا ہونے لگے

سلب آزادی مین واعظ اس قدر کوشش نکر
رند کہنے سے ترے کیون پارسا ہونے لگے

جب کجی ثابت ہوئی کل دلیل راستی
بت برہمن کے لئے قبلہ نما ہونے لگے

عجب و نخوت نے جہان مین اسقدر باندھی ہوا
خاکساری کے طریقے کیمیا ہونے لگے

گردش تقدیر پہ ہے کی بنا کرنا تواں
بالش پہلو بھی سنگ آسیا ہونے لگے

دیکھیے نبھتی ہے کیونکر رات دن کی چھیڑ چھاڑ
سیدھی باتون مین بھی وہ ہمسر خفا ہونے لگے

نام رکھنے کو مسلمان ڈوبہ کر ڈالو حبیب
اب تو میخوارہی کے چرچے جا بجا ہونے لگے

فصل گل آئی دلِ نالان کو وحشت پہر ہوئی
نشترِ فصاد کی رگ رگ کو حاجت پہر ہوئی

پہر ہوا جوش جنون وحشت کی شہرت پہر ہوئی
ہر طرف سے بارش سنگ ملامت پہر ہوئی

بڑہگیا پہر ضعف بیتابی کی شدت پہر ہوئی
کیا اجل نزدیک آئی ہے جو الفت پہر ہوئی

ہوش آیا جبکہ وہ آئے عیادت کو مری
اوٹھگئے دل مین اوٹھا پہر درد غفلت پہر ہوئی

سامنے غیرون کے بیتابانہ لوٹا خاک پر
آج طفلِ اشک سے ظاہر شرارت پہر ہوئی

بعد مدت دل ہوا آشفتہ زلفِ دوتا
پہر بلائے تازہ آئی سر پہ آفت پہر ہوئی

سلسلہ جنبان ہوا جوش جنون آئی بہار
زلف جانان کی طرح برہم طبیعت پہر ہوئی

بیٹہتا اوٹھتا گیا در تک اگر مین ناتوان
دیکہکر وہ بولے یان آنی کی طاقت پہر ہوئی

لو طبیعت آگئی اک شوخ بے پروا پہ پہر
جس سے پچہتائے تہے برسون وہ حماقت پہر ہوئی

گہر مین جی گہبرا رہا ہے سیر گل بہاتی نہین
خار صحرا کی طرف تلوون کو رغبت پہر ہوئی

کوئی گل پہولے نہ یارب آپ سے باہر نہون
غیر سے مین نے سنا ہی آج خلوت پہر ہوئی

بعد مدت وصل جانانسے ہوئی یکجا حواس
ذہن مین آئی مضامین تازہ جودت پہر ہوئی

ہم تو کہتے تہے رقیبون کو نہ آنے دو کبہی
تمنے صحبت مین بلایا اونکو نخوت پہر ہوئی

شکر کا سجدہ ادا کر شاد ہو دلمین حبیب
مانگیا اشرف سے تو حق کی عنایت پہر ہوئی

ترے جمال پہ پڑتی اگر نظر تیری
مری طرح سے ہوتی تجھے خبر تیری

ہمیشہ دوش صبا پر عاشقون کا غبار
تلاش کرتے ہین مٹ کر بہی در بدر تیری

جلا لیا مجھے پہونچا کے خط شوق اونہین
خدا دراز کرے عمر نامہ بر تیری

عزیز رکہون گا غفلت کو ہوشیاری سے
ملی جو عالم رویا مین کچھ خبر تیری

میرا خیال نہ پستی سے آشنا تھا کبھی
غضب ہوئی اسے اے آسمان نظر تیری

ادھر بھی دیکھ ہوا ہے زمانہ پر آشوب
فسون کا گھر ہے ہر اک چشم فتنہ گر تیری

ہے میکشون کی مذمت کا نام غمخواری
اسی پہ ہوتی ہے اب واعظا بسر تیری

نہ بنتے عابد شب زندہ دار مردم چشم
جو دیکھتے نہ تجلی دم سحر تیری

فقیر ہو کے پھرے ہر گروہ مین ڈھونڈھا
کسی نے دی نہ مگر آج تک خبر تیری

نہین ہے گردش ایام کا گلہ زیبا
بھلا کرے کوئی کیا قدر بے ہنر تیری

سجین گے گوشۂ عزلت کو حسب خواہش دل
ہر ایک رنگ سے تصویر کھینچکر تیری

امید وصل غنیمت ہے ہجر مین اے دل
اسی خیال مین ہو جائے گی بسر تیری

اگر کفیل نہین کوئی رنج کر نہ حبیب
خدا معین ہے ہو جائیگی بسر تیری

کہان کہان نہین کی مین نے جستجو تیری
کشان کشان لئے پھرتی ہے آرزو تیری

ہمارے پارۂ دل کو عزیز رکھ ورنہ
جہان مین نہ سمائے گی آرزو تیری

نہین ملا نہ سہی خیر دیکھ لینگے کبھی
کرین گے حشر تک اب یونہین جستجو تیری

گلون نے آنکھ چورائی ہے چاک دامان سے
بھری ہوئی ہے مرے پیرہن مین بو تیری

عیان ہو حال ابھی بے خودی کا گر ساقی
یہ شیشہ میری حقیقت کے سبو تیری

مین ہون جفاؤنکا خوگر وگرنہ دل ہل جائے
شکایتین جو کرون تیرے روبرو تیری

نہ تجھسا پردہ نشین ہے نہ ہمسا آوارہ
ہمارے عشق سے شہرہ ہے چار سو تیری

کلیم کو ارنی کہنے کی نہ حاجت ہو
یقین ہی ہو ش اڑین سنکے گفتگو تیری

نہ پاک ہو گا جلانے سے کافر بدکیش
ملیگی خاک مین اک دن یہ آبرو تیری

جگہہ جو لی کمر یار مین تو اے خنجر
گلا ہمارا کبھی لے گا آبرو تیری

کبھی نہ شانے سے سلجھے اگر پریشان ہو
ہمارے دل کی طرح زلف مشکبو تیری

صدائے حور پہ مائل نہو نگے سن لینا
یہ کان وہ ہین جو سنتے تھے گفتگو تیری

عبث عدو سے سیہ رو کا خوف کرتہ حبیب
خدا بچائے گا ہر وقت آبرو تیری

جو دل مین لے گئے بے مہر آرزو تیری
ہے اونکی خاک کے ذرونکو جستجو تیری

گرا جب آنکھ سے دامن مین لیلیا اونکی
بچائی خاک مین ملنے سے آبرو تیری

کیا ہے جو ظلم شکایت کو سنکے بیچ ستم
نہین خدا سے حقیقت نہان عدو تیری

شب وصال مین کیون مین نے درد ہجر کہا
سنی نہ شام سے تا صبح گفتگو تیری

مزے مزے ہی مین لی جان جھٹکے دیدیکے
کمند زلف ثنا کیا کرے گا لو تیری

نہ آئیگا مرے اعزاز و اعتبار مین فرق
برائی اچھونکی عادت ہے حیلہ جو تیری

خدا کے واسطے دیتے ہین پر نہین آتے
ہماری موت نے بھی سیکھ لی ہے خو تیری

بلائے جان تن لاغر ہوا ہے فرقت مین
جدائی کھینچتی پھرتی ہے چار سو تیری

شکایت ستم و جور کرنا اے دل زار
سنے گا کون بھلا اونکے رو برو تیری

بہم ہین شیر و شکر جیسے ہو دعا مین اثر
کلیم لب ہین مسیحا ہے گفتگو تیری

بس اک حبیب تہا باقی جواب ہے دیوانہ
جفائین کون سہے شوخ تند خو تیری

طور اچھا نہین یہ دیکھئے کیا ہوتا ہے
آج دل مین مرے کچھہ درد سوا ہوتا ہے

جانکر شیفتہ زلف دوتا ہوتا ہے
دل نادان مرا پابند بلا ہوتا ہے

غم فرقت بھی عجب ہوش ربا ہوتا ہے
خفقان فکر تسلی مین سوا ہوتا ہے

آدمی وہ بھی ہین معشوق نہین کیا ہوتا ہے
مگر اک آفت جان حسن ادا ہوتا ہے

کر دیا ہم کو تغافل نے کسی کے برباد
چپ ہین کر منہ سے کہین کچھ تو گلا ہوتا ہے

کچھ نہین ہوتا ہے جبتک نہ ہو اوسکی مرضی
جو کہو ہوتا ہے جب فضل خدا ہوتا ہے

تیرے محتاج کو زیبا نہین غیر دلسے نیاز
تاج درویش مین کب بال ہما ہوتا ہے

اوس کی رحمت کے کرشمے ہین کرم کے حیلے
ہمسے کیا نیک عمل وقت دعا ہوتا ہے

ایک دن اُس گل رعنا کی نہ لائی خوشبو
کب وہان تک گذر باد صبا ہوتا ہے

ہوگا کیا گر دل عاشق مین نہو جذبہ شوق
سب غلط ہے کہین نالہ بھی رسا ہوتا ہے

کیا صلہ دیگا وہ سفاک وفاداری کا
نام سنتا ہے میر اگر تو خفا ہوتا ہے

دل جلے کرتے ہین یون ثروت ظالم معدوم
پانی جس طرح حرارت سے ہوا ہوتا ہے

بیگنہ جو رہے جس نے وہ پائیگا فروغ
کہین زائل اثر صدق و صفا ہوتا ہے

واے غفلت نہین کچھ اپنی تباہی کا خیال
دیکھتے بھی نہین ہم خلق مین کیا ہوتا ہے

شاذ و نادر کوئی ہمدرد جو پیدا ہو حبیب
ہر طرف سے وہی انگشت نما ہوتا ہے

ثناے یار سراپا سخن مین رہے
زبان سے نکلے نہ لفظ دہن دہن مین رہے

دیا نہ ساتھ ہمارا کسی نے غربت مین
جلیس بزم نشاط وطن وطن مین رہے

جفائین یار کی فرقت مین یاد کر اے دل
ہے عین لطف جو ذکر محن محن مین رہے

ضرور چاہیے ترک مقام نشو و نما
کوئی نہ پوچھے جو مشک ختن ختن مین رہے

پھر اُس قبا سے تری لوگ کہینچین عطر عروس
تمام رات جواے گلبدن بدن مین رہے

ہمارے لخت جگر لعل بے بہا نکلے
خفیف ہو کے عقیق یمن یمن مین رہے

شہید ناز کی ہے عاشقو نمین یہ توقیر
کہ اوسکی خاک کا صرہ کفن کفن مین رہے

بجز جلاے وطن قدر دان نہین ملتا
نہ آبرو ہو جو در عدن عدن مین رہے

ہماری نظم مسلسل جو بلبلین سُن لین
تو مدتون یہی چرچا چمن چمن مین رہے

حبیب حرف نہ نکلے کوئی تعلّی کا
خیال خاطر اہل سخن سخن مین رہے

جتنے تھے سب تیری محفل سے نکلوائے گئے
وہی اچھے رہے آخر کو جو کم آئے گئے

آج تقریر کا واعظ کی اثر دیکھ لیا
رندمے پیتے گئے وعظ وہ فرمائے گئے

خاک مین ملکے یہ دیتا ہے صد انقش قدم
اوسنسے بہتر ہین جو اس راہ سے اٹھوائے گئے

اِس سے کچھہ گرمی بازار ہے شاید مقصود
کہتے ہین خط میرے اغیار کو دکھلائے گئے

تیرے عاشق نے غرض یہ ہی کسیکی نہ سُنی
اپنے بیگانے نصیحت کو بہت آئے گئے

کچھہ دنونسی ہے یہی محفل دلدار کا رنگ
آج یاد اونکی ہوئی کل یہ نکلوائے گئے

کوشش ہین غیر ونکی ہو جائینگی سب نقش بر آب
دیکھنا ہم اگر اوس بزم مین بلوائے گئے

ہوے واعظ بھی تو اوس حور لقا کے عاشق
پر چلی کچھہ بھی نہ حضرت کی بہت آئے گئے

قابل ذکر ہے اُن لوگون کی ثابت قدمی
مر کے بھی کوچۂ دلبر مین جو دفنائے گئے

بیوفائی کی رقیبونسے شکایت ہی عبث
کیون یہ شانے کی طرح زلف مین اُلجھائے گئے

سخت تشویش ہی کیا امر ہوا اُنکے خلاف
صاف باتون سے تکدر کی نشان پائے گئے

شکر اللہ کا وہ میرا گلہ سُن سُن کے
عذر کرتے گئے ہر بات پہ شرمائے گئے

ہان ہین اُن مین بھی ملایا کیا تھی بحث فضول
ناصح اتنا بھی نسمجھے مجھے سمجھائے گئے

کیا بچے عشق مجازی کی اذیت سے بشر
جب فرشتون کو کنوئین چاہ مین جھکوائی گئے

خاکساری سے نہ پلہ کبھی اونچا ہوگا حبیب
حشر کے دن مرے اعمال جو تلوائے گئے

کہون کیا باتین کرتی ہی جب لکنت زبان میری
ولہ
گیا زور جوانی وہ طبیعت اب کہان میری

سخن سے صورت معنی عیان ہین شوخیان میری
شباب شیب ہے لیکن طبیعت ہے جوان میری

تم آؤ یا نہ آؤ دیکھتا ہون راہ مدت سے
نہ مُنہ پھیرونگا جب تک پھر نہ جائین پتلیان میری

نہ جسدم حضرت یوسف کی تنہائی پہ رحم آیا
بھلا پھر بات کیا پوچھین گے اہل کارروان میری

جواب آئے نہ آئے اسمین کیا بس پر یہ کھدونگا
لکھے خط تمکو یان تک جھک گئی ہین انگلیان میری

ہمیشہ باغ ہستی مین خلش ہے خار کو گل سے
نہ کھٹکین کسطرح دلمین بدونکے نیکیان میری

یہان ہے بیخودی کیونکر چلے بس چارہ سازونکا
جو کہہ سکتا مین کچھہ کرتے تسلی رازدان میری

مرے دل کیطرح ہر دم جلی فرقت کی راتونمین
تیری تعریف مین ای شمع قاصر ہی زبان میری

نہ کر اصرار بلبل بس اوٹھالے آشیان اپنا
سفارش مین کرون اوسدم سنی جب باغبان میری

جو کچھہ کہنا ہی اُنسے دل سے کہہ لیتا ہون فرقت مین
نہین ہمدم کوئی آہ رسا ہے رازدان میری

دیا ہے خوب آب و رنگ گلزار فصاحت کو
رواہی گر سخن مین دین سند اہل زبان میری

حبیب رند مشرب کہہ رہا تھا آج واعظ سے
عنایت ہی جو حضرت بخشدین گستاخیان میری

کچھہ دنون اور رہی گر یہی وحشت میری
آئینہ یار کا بنجائے گی حیرت میری

خواب مین آئے وہ بیدار تھی قسمت میری
ہوشیاری کا مزا دے گئی غفلت میری

روکنے سے ہوئی بالیدہ طبیعت میری
لیچلی سوئے بیابان مجھے وحشت میری

دل کے جلانے جسوقت اوڑائے پرزے
دیکھتی تھی مجھے کس یاس سے حسرت میری

جب کوئی پوچھتا ہی عشق و جنون کی حالت
بہر تشبیہ دکھا دیتے ہین صورت میری

کشتۂ یاس نہ ایسا بھی ہوا ہوگا کوئی
میرے بالین پہ بکا کرتی ہی حسرت میری

رنج بے وجہ بھی تم دیتے ہو جب کہتا ہون
ہنسکے کہتے ہین کہ اب ہے یہی عادت میری

کیا ادا اوسکی پسند آگئی حیران ہون مین
حور پر بھی کبھی آئی نہ طبیعت میری

یار نے داد وفا دی مجھے بعد مردن
شکر کی جا ہے ٹھکانے لگی محنت میری

پھٹ چکے جیب و گریبان اب اکتاتا ہون
المدد جوش جنون ہی وہی وحشت میری

نام سنکر ترا کل اشک جو پیہم ٹپکے
خود بخود کھل گئی لوگون پہ حقیقت میری

جاؤن کسطرح یہ مونہہ لیکے مین پھر کعبہ کو
دم احرام بتون مین رہی نیت میری

عمر بھر جور سہے مرنے پہ برباد ہے خاک
پھر قیامت ہے کہ بھرتی نہین نیت میری

جذب دل کھینچ کے لایا ہی دم نزع اونہین
کیا برے وقت مین پہل دیگئی نیت میری

ننگ ہستی ہون رہون گوشہ نشین کیون نہ حبیب
شہر مساری کا سبب ہے مجھے شہرت میری

بیخودی کیونکر نہ ہو آنکھون مین تیرا نور ہے
خانہ دل مین مرے روشن چراغ طور ہے

کیون تردد مین عبث تو اے دل رنجور ہے
آپ ہوجائے گا جو اللہ کو منظور ہے

اوسکا عامل ہونہین جو عشاق کا دستور ہے
دل مین تیرا دھیان ہی لب پر ترا ذکر ہے

پوچھتے ہو مجھسے کیون اب تجھکو کیا منظور ہے
ہو تمہین مختار بندہ ہر طرح مجبور ہے

کیا ہنسی ہے ڈھونڈھ لینا منزل مقصود کا
اے دل مضطر ابھی کوسون ہی دلی دور ہے

خوش نہونگا لاکھ دین مجھکو نسلی چارہ ساز
کہتے ہین بیمار سے اچھے ہو یہ دستور ہے

ایک دم اپنی حقیقت پر نظر پڑتی نہین
نفس سرکش کا برا ہو کسقدر مغرور ہے

ہین رہا ساکت تو واعظ خود یہ فرماکر اوٹھے
اوسکو کیا سمجھائے جو عقل سے معذور ہے

تھی جو کل تک وہ شکوہ گورکانی کیا ہوئی
آج بے برگ و نوا ذریت تیمور ہے

ہو رہا ہے مرگ سے پہلے ہی سامان حنوط
دیکھنا خوف گنہ سے رنگ رخ کافور ہے

یہ سمجھکر کرتے ہین نام اور دنکا اعتبار
آخر اسمین کچھہ تو ہے جو اسقدر مشہور ہے

ہے غنیمت خاتمہ ہو جاے گر میرا بخیر
فکر جنت ہے یہان زاہد نہ ذکر حور ہے

ہر گھڑی صدمے نئے دیتا ہے سنگ تفرقہ
دل کا شیشہ سخت بیتابی سے اسکی چکنا چور ہے

اب تو بے تقلید کوئی بات ہی بنتی نہین
یہ نئی اردو زبان ناسخ مغفور ہے

بال آیا کاسہ چینی مین جب آئی صدا
دور آخر مین یہ روداد سر فغفور ہے

سوزش غم درد مکروہات ہے دلمین مگر
کس طرح بے دیکھے کہدون داغ ہی ناسور ہے

رشک یونان ہند مین مصر عزیزان کمال
کہتے ہین مولد حبیب خستہ کا کنتور ہے

گوارا زیست مین انسان کو آفت ہوتی جاتی ہے
متاع صبر یک قانع طبیعت ہوتی جاتی ہے

نظر کر حادثے ہر روز صبح و شام کے ناداں
قیامت تک یہ معمولی قیامت ہوتی جاتی ہے

طبیعت مین جہان ہونے لگی سنجیدگی پیدا
بدل کر رنگ کچھہ ویسی ہی صورت ہوتی جاتی ہے

خیالات اپنے ظاہر کر رہے ہین حضرت واعظ
مگر سن سنکی مجھکو اور وحشت ہوتی جاتی ہے

ذرا سی بات پر بگڑی تھی پر اب تک نہ نبٹنے سے
زیادہ خود بخود دل کی کدورت ہوتی جاتی ہے

جنہین عزلت سے رغبت اور نفرت ہے نمایش سے
اونہین کی ہر طرف دنیا مین شہرت ہوتی جاتی ہے

مبدل ہو گئی ہے میری مایوسی قناعت سے
توقع جسسے تھی اب اُنسی نفرت ہوتی جاتی ہے

ملائی عمر رفتہ کی ہے امر آخری اے دل
ابھی تک ہر محل پر تجسس غفلت ہوتی جاتی ہے

صفائی اوسنی کیا ہوگی نہین حد کوئی رنجش کی
مگر اتنا تو ہے صاحب سلامت ہوتی جاتی ہے

جوانی کا قلق کہوئے گی یہ مشق کہن میری
سخن مین کچھہ نہ کچھہ ہر روز جدت ہوتی جاتی ہے

حقیقت جب دل پر خون کی مین اس گل کو لکھتا ہون
تو خط کی یک قلم رنگین عبارت ہوتی جاتی ہے

دعا مین خوب کین اب منتظر رحمت کا بیٹھا ہون
قوی مالک سے امید اجابت ہوتی جاتی ہے

مذاق فقر خوش آیا حبیب پاک باطن کو
یہ نان خشک اس کے حق مین نعمت ہوتی جاتی ہے

تقرب سے عیان تاثیر صحبت ہوتی جاتی ہے
ہوا ململ کے ہر غنچہ سے نکہت ہوتی جاتی ہے

اسی پر شکر کرتا ہون جو حالت ہوتی جاتی ہے
طبیعت مین یو ہین پیدا قناعت ہوتی جاتی ہے

خوشی سے کاٹ دیتی ہین جفاکش قید کلفت کو
کٹین دن جتنی کم اوتنی ہی مدت ہوتی جاتی ہے

لطافت ہی کبھی خالی نہین اس شوخ کی باتین
شکایت مین بھی در پردہ ظرافت ہوتی جاتی ہے

تحمل جسقدر ہو کام لو زور طبیعت سے
عروس فکر کی اک تازہ زینت ہوتی جاتی ہے

وہ حالت اب نہین میری حریص بادہ تھا پہلی
کرم سے تیرے ساقی سیرنیت ہوتی جاتی ہے

مٹا دینگی نشان وہ ٹھوکرون سے قبر عاشق کا
زمین سی دن بدن ہموار تربت ہوتی جاتی ہے

طبیعت جب نہین یکسو تو کیا لطف ایسی کہنے کا
سخن کی فکر مین فکر معیشت ہوتی جاتی ہے

تغیر سے قوے کے ہے تسلط ناتوانی کا
جوانی شیب سے ململ کی رخصت ہوتی جاتی ہے

لحد پہرتی ہی آنکھون مین ہوئے ہین گھر سی لاپروا
پھنسے تھی جنمین اون کا مونسی فرصت ہوتی جاتی ہے

حبیب دلحزین گذری جفای حاکم جابر
ہمین تخفیف زحمت اوسکو خفت ہوتی جاتی ہے

خلق کا دیکھا نہ اک عالم کبھی
ہے یہان شادی کبھی ماتم کبھی

کر گئے مجروح اور بھیجا نہ آہ
زخم دل کا آپنے مرہم کبھی

شرح کی زلف رسائے یار نے
لب تک آیا گر سخن مبہم کبھی

روے برسون فرقت احباب مین
ایک دن بیٹھے اگر باہم کبھی

عمر بھر ہر شب تہی یاد زلف یار
چین سے سوئی نپائے ہم کبھی

زندگی جاودان حاصل ہوئی
یا دلب مین کہا لیا گر سم کبھی

حال ابتر ہے مریض عشق کا
ایک دم ہوتی نہین تپ کم کبھی

حسرت و یاس و قلق اندوہ و غم
عمر بھر چھوٹے نہ یہ ہمدم کبھی

موشگافی ہو سکے شانہ سے کیا
زلف جانان کا نہ نکلا خم کبھی

بخت کی برگشتگی دیکھو حبیب
مطمئن بیٹھے نہ ہم اک دم کبھی

عدم کو گئے نوجوان کیسے کیسے
نہ پوچھو چھٹے مہربان کیسے کیسے

لئے امتحان جان جان کیسے کیسے
ہوئے ہمسے تم بدگمان کیسے کیسے

غم و وحشت و انتظار و تمنّا
ہین فرقت مین خواہان جان کیسے کیسے

کرم نے ترے خوب جان بخشیان کین
قوی ہو گئے ناتوان کیسے کیسے

نہین دہیان اللہ رے سرد مہری
ہین عشاق گرم فغان کیسے کیسے

کئے خاک دل سوز الفت نے کیا کیا
جلے کوہ آتش فشان کیسے کیسے

مذلت نتیجہ ہوا سرکشی کا
نگونسار دیکھی نشان کیسے کیسے

ہر ایک شے سے ظاہر ہین آثار قدرت
ہر اک جا ہین اسکی نشان کیسے کیسے

بنائے ہین مہر تو لانے تیری
ہر اک دل پہ اپنے نشان کیسے کیسے

چلے ہین طریق محبت مین سالک
عیان ہین قدم کے نشان کیسے کیسے

ثنا خوان ہین سب کشتگان وفا کے
جہان مین ہین قایم نشان کیسے کیسے

کسیکا تو ایفا بھی کرتا تھا آخر
کئے عہد ای جان جان کیسے کیسے

بلا خیز ہین زلف مشکین کی راہین
لٹے ہین یہان کاروان کیسے کیسے

بجا نے دیا داغ شیرین سخن کو
دکن مین ہین قدردان کیسے کیسے

خدا بات رکھ لے حبیب حزین کی
مخالف ہین اہل جہان کیسے کیسے

مکین خاک مین ہین نہان کیسے کیسے
ہین ویران ہزارون مکان کیسے کیسے

عیوض لے چکا آسمان کیسے کیسے
پہنسے دکھ مین ایذا رسان کیسے کیسے

نہ کام آئی کچھ باغبان کی ریاضت
ہوئے باغ صرف خزان کیسے کیسے

دکھاتے ہین نیرنگ آنکھونکے پردے
ہین صورت آسمان کیسے کیسے

خیالات سنکر ہوئے سرد واعظ
تھے حضرت کو مجھپر گمان کیسے کیسے

سکوت و پشیمانی و ضبط حیرت
ہمارے بھی ہین رازدان کیسے کیسے

مٹے لاکھ پھر لکھنؤ لکھنؤ ہے +
سخندان ہین اب بھی دہان کیسے کیسے

نہ کیونکر ہون وہ میری الفت کے قایل
محرک ہوئے خوش بیان کیسے کیسے

بہت پی کے بہکا نہ مین گر عجب کیا
تھے رہبر بھی پیر مغان کیسے کیسے

تری تربیت کا ہے سب فیض ساقی
بنے رند پیر مغان کیسے کیسے

ہین برہم دراندازی محتسب پر
ہوا خواہ پیر مغان کیسے کیسے

پلا کر مے ناب رندی کے شیوے
سکھاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

غضب عشق و وحشت نے پردہ دری کی
ہوئے پیرہن دھجیان کیسے کیسے

محبت مین نکلے رقابت کے جھگڑے
ہوئے جمع ایذا رسان کیسے کیسے

جمے جب توسکل نہ پائے توکل
فلک نے لئے امتحان کیسے کیسے

عبث دل دکھایا حبیب حزین کا
کئے تو نے ظالم گمان کیسے کیسے

کچھہ شکایت نہین دل مائل بیداد رہے
پرہین بھول نجانا یہ تمہین یاد رہے

چاہیئے قید تکلف سے دل آزاد رہے
جام مے ہاتھہ مین پہلو مین پریزاد رہے

طبع وارستہ اسیری مین بھی آزاد رہے
عمر بھر ہاتھہ ہی ملتا ہوا صیاد رہے

ہون وہ بلبل کہ خزان مین جو کرون ذکر بہار
پھول کی طرح شگفتہ رخ صیاد رہے

جذبہ شوق اسیری کا تقاضا ہے یہی
جاؤن جب مین کہ فقط باغ مین صیاد رہے

بیڑیان توڑین یہانتک تیرے دیوانہ نے
سر کو ٹکراتے غم و رنج سے حداد رہے

تیری ہر تازہ ادا پر ہوئے خود آشفتہ
ہونٹھہ ہی چاٹتے سارے ستم ایجاد رہے

اے تبو پھر نہو اللہ کا قایل کوئی
گر تمہارا یو ہین یہ حسن خداداد رہے

نہین جینے کی ہوس آئین مسیحا کہ نہ آئین
ہان دم نزع سرہانے میرا جلاد رہے

کیون نہ انصاف کرے داور رس روز جزا
چشم مقتول مین جب حلیہ جلاد رہے

ہند مین نام اسلام ہی سرکار نظام
یا خدا یو ہین ہمیشہ یہ گھر آباد رہے

کیون نہو حالت حسّاد پہ افسوس حبیب
دیکھہ کر شاد ہمین مفت وہ ناشاد رہے

قید ہے دلمین آرزو آٹھہ پہر ہے بیکلی
جلد مدد کو آئے دم ہے لبون پہ یا علیؑ

مہ رخ و حور وش ہین وہ سن ابھی گو صبح ہے کم
عہد شباب ہوگا قہر شور ہے یہ گلی - گلی

دی مجھے وہ مئے صبوح جسمین ہو بوگلاب کی
ہے دم عیش ساقیا ابر اوٹھا ہوا چلی

وقت وصال ہی قریب سوچ مین ہین عبث طبیب
ہے یہ زندگی سے جی نبض نہ کیون ہو ممتلی

مفت نہ جان دو حبیب یار ابھی ہی ناسمجھ
عیش کا سن ہی سمجھیگا خاک تمہاری بیکلی

عبث بھی روٹھی ہوئی کیون خفا سنو تو سہی
قدم پہ گرتے ہین مانو کہا سنو تو سہی

لبون پہ جان ہے فرقت مین دم نکلتا ہے
مسیح حال ہمارا ذرا سنو تو سہی

وہ بدمزاج جو اوٹھا نہ پھر پھر دیکھا
مین دور تک یہی کہتا گیا سنو تو سہی

بٹھا کے پاس رقیبون کو مجھکو بلوایا
تمہین یہ بات تہی لازم بھلا سنو تو سہی

جفائین آپ ہی کین ہو گئے خفا ہمسے
اور اوسپہ کرتے ہو اولٹا گلہ سنو تو سہی

یہی قرار تہا دل لے کے جو کیا تم نے
ملاؤ آنکھہ تو مجھسے ذرا سنو تو سہی

مری طرح سے جو کرتے ہو دمبدم نالے
کہو ہوئے ہو کہان مبتلا سنو تو سہی

جفائین کرتے ہو عاشق پہ کیسے نادان ہو
مٹائے دیتے ہو نام وفا سنو تو سہی

حبیب خستہ تڑپتا ہے درد فرقت سے
اگر نہ آنکھہ سے دیکھو صدا سنو تو سہی

بھر دل کب کسی کاکل کا خیال اچھا ہے
کون مانیگا کہ آئینہ مین بال اچھا ہے

شاد ہو تجھہ مین اگر کوئی کمال اچھا ہے
یہ تو ہے قدرت صانع کہ جمال اچھا ہے

دہن قاف قناعت سے یہ پیدا ہے صدا
قطع ہو جاے اگر دست سوال اچھا ہے

نوش بے تیشہ ہی جب عالم امکانمین محال
اِس گذرگاہ مین عشرت سے ملال اچھا ہے

دینگے کیا وہ مری خون نابہ فشانی کا صلہ
مشک سے جنکی لگا ہو نہین زغال اچھا ہے

درد دل کرکے ترقی ہوا درمان آخر
دو مسیحا کو نہ زحمت میرا حال اچھا ہے

اِس تیقن سے نظر آئیگی آسان مشکل
کہ ہر ایک رنج و مصیبت کا مآل اچھا ہے

اونگلیان اوٹھتی ہین ناقص کیطرف دنیا مین
دیکھہ لو بدر سے شہرت مین ہلال اچھا ہے

ہو نہ آفاق مین انگشت نما شکل ہلال
دور کر نقص کو بن بدر کمال اچھا ہے

نہ میری طرح سے ہو عیش منغص صاحب
آپ ہی دیکھئے اپس کا ملال اچھا ہے

گرچہ اک وصف اضافی ہی مگر اے منعم
ہو مروت بھی تو تیرے لئے مال اچھا ہے

عبرت آگین وہ یہ ناظورۂ انظار فریب
جام جم سے ہمین یہ جام سفال اچھا ہے

نیکیان آئینگی واں سامنے حورین بنکر
واعظا تجھسے ہمارا یہ خیال اچھا ہے

چند احباب بہم بیٹھہ کے جب خوش ہون حبیب
عید کا دن ہی وہی وہ مہ وسال اچھا ہے

اِدہر آجور و جفا کرکے مکرنے والے
دیکھہ یون جی سے گذر جاتے ہین مرنیوالے

شام کو صبح بنائے گی صفائی عارض
آئینہ آیا ہے گیسو ہین سنورنے والے

تم نظر مین تھے نہان آنکھہ مین سیلاب سرشک
واہ اے ڈوب کے طوفان مین اُبھرنیوالے

ذکر فرقت پہ خفا ہو کے وہ فرماتے ہین
کیون بھرین عشق کا دم ہجر سے ڈرنیوالے

جوہر آئینہ دل ہونگے گرفتارون کے
عارض یار پہ گیسو ہین بکھرنے والے

وصل کی یان ہے خوشی ملنے سے وسواس وہان
منتین بڑھتی ہین صدقے ہین اوترنیوالے

تم مرا خون بہاؤ گے یقین ہے کس کو
ہر گھڑی مُنہ سے نہین کہتے ہین نیوالے

جنبش ابروے قاتل پہ فدا ہین عشاق
ایک ہی گھاٹ سے پانی یہ سب ہین اُترنیوالے

کون روکیگا تری زلف کے آزادون کو
قید ہو سکتے ہین کب شیر بپھرنے والے

خون عشاق کے دھبے نہ چھٹے دامن سے
ہاتھ ملتے رہے ہر روز نکھرنے والے

اب وہ صحبت ہے نہ وہ گرمی ہنگامۂ حسن
کہئے کیا ہو گئے دم عشق کے بھرنیوالے

ذکر محشر پہ وہ کہتے ہین بہت نکلین گے
ہم سے بیدرد گنہگار ٹھہرنے والے

اب تو اقرار مرے قتل کا کر لے للہ
اے سر معرکۂ حشر مکرنے والے

بس خدا کے لئے اب عشق سے باز آؤ حبیب
جان بھی لینگے یہ دل لیکے مکرنے والے

عبث خون مہر و وفا کرنے والے
ہین اک دن قیامت بپا کرنے والے

یہ پابند عصمت حیا کرنے والے
ہین ہر دل مین در پردہ جا کرنے والے

سمجھتے ہین تلچھٹ کو بھی پھول ساقی
ترے میکدے کے دعا کرنے والے

کوئی کیون نہو اس سے مطلب نہین کچھ
کرینگے کسی کا بھلا کرنے والے

نہین درد فرقت سے واقف ہین شاید
مرے سر کو تن سے جدا کرنے والے

نشانہ ملامت کا اکثر بنے ہین
کسی کام کی ابتدا کرنے والے

ستم جو ہین سب بے گناہون پہ کر لو
نہ آئینگے زد پر خطا کرنے والے

محل عبرتون کا بنی ہر عمارت
سدہارے عدم کو بنا کرنے والے

سنو گے نہ جب تم پشیمان ہونگے
شکایت مری بارہا کرنے والے

زمانہ مین ہین مظہر فیض خالق
غریبون کی حاجت روا کرنے والے

اشاعت مین حق کی ہین محکوم فطرت
بد و نیک کا تذکرہ کرنے والے

ہوئے ہون نہ ہمدرد اہل جہان کے
یہ تقلید حرص و ہوا کرنے والے

حبیب حزین دل کی آہون کو رو کو
یہ نالے ہین آفت بپا کرنے والے

خبر ہے کسے اب ہین کیا کرنیوالے
ستم کرنے والے جفا کرنیوالے

بنایا نہ عیسےٰ کا ممنون تو نے
مرے درد دل کی دوا کرنے والے

اشارے تیرے ابروے جانستان کے
ہین بے تیغ کار قضا کرنے والے

بُرے وقت مین ساتھہ دیتے ہین از خود
حقوق محبت ادا کرنے والے

کہون اور کیا خیر کی محبت سے بیٹھین
مجھے درد مین مبتلا کرنے والے

نہ سمجھو ہوا خواہ دشمن ہین صاحب
یہ ہر بات پر واہ واہ کرنے والے

پھرا کون خالی ترے در سے مالک
غنی ہو گئے التجا کرنے والے

بچے کس طرح دل تمہاری نظر سے
یہ ناوک نہین ہین خطا کرنے والے

جہان کے بد و نیک سے بے غرض ہین
تیرا ذکر صبح و مسا کرنے والے

ریاضت سے کہوتے ہین زنگ کدورت
یہ مرآۃ دل کے جلا کرنے والے

نہین ہین خدا کی مشیت پہ شاکر
مقدر کا ہر دم گلہ کرنے والے

ہمین چاہیے داد حسن طلب کی
گدا دوسرے ہین صدا کرنے والے

حبیب سیہ کار مضطر کھڑا ہے
ادہر دیکھہ عفو و عطا کرنے والے

بیدلی کیا غم دل آیا اُن پہ جانیکے لئے
اے نقاہت مژدہ طاقت ہے گنوانیکے لئے

راحتین ہین ای خدا سارے زمانیکے لئے
دل دیا ہی مجھکو کیا صدمے اٹھانیکے لئے

انقلاب ایسا نہو یارب زمانیکے لئے
خاص ہی بیگانگی اب ہر یگانیکے لئے

پھر ہے آغاز جنون بڑھ بڑھکے رہجاتے ہین ہاتھ
دھجیان جیب و گریبان کی اوڑانیکے لئے

جان دی جنکے گلِ رخسار پر آئے نہ وہ
ایک دن دو پھول تربت پر چڑھانیکے لئے

خواب مین پاکر اونہین جی کھول کر دیکھا جمال
نیند آئی میری قسمت کو جگانیکے لئے

ہے تقاضا قابض ارواح کا ھر دم مگر
جان تجھہ مین ہی کہانسے آئے جانیکے لئے

اے مسیحا کہیئے عاشق سے پیام وصل یار
قم باذن اللہ ہے مردہ جلانیکے لئے

مین سمجھتا تھا جو باتین کر رہے تھے شب کو آپ
ڈھال کر مجھپر رقیبون کے جلانیکے لئے

ذورق گردون پہ ہون عیسی روان مانند نوح
بیٹھہ جائین ھم اگر آنسو بہانیکے لئے

چادر اشک روان میرا کفن ہو بعد مرگ
ہے کدورت دل کی کافی تن چھپانیکے لئے

ہوتی ہی فکر معیشت بھی ہلاکت کا سبب
دام مین آتا ہے طایر ایک دانیکے لئے

وہ عیادت کو مری تشریف لاکر پھر گئے
کیا یہی ساعت تھی اے غش مجھکو آنیکے لئے

قدردان ہین جمع مشتاق سخن ہین سب جلیب
آپ بھی چلیئے کلام اپنا سنانیکے لئے

تھے وہ آمادہ ہمارے پاس آنیکے لئے
ہوش کی حالت مین بیہوشی سے لانیکے لئے

ہے بجا گر اقربا روئین لگانے کے لئے
کس نے لی راہ عدم دنیا مین آنیکے لئے

چاہیئے جو کہیئے دست ہی بہانیکے لئے
ورنہ مانع کون تھا تشریف لانیکے لئے

کیسی آنکھین نور آنکھون کا کرین ہم فرش راہ
وہ کسی دن منہ سے فرمائین تو آنیکے لئے

چھیڑنا منظور ہے آشفتگان زلف کا
شانہ منگواتے ہین وہ گیسو بنانیکے لئے

ہے وہی پامرد جو کچھہ کرکے دکھلائے کبھی
کچھہ نہین درکار ہے باتین بنانیکے لئے

بے نیازی اور کرلو جتنا جی چاہے بتو
ہے جبین میری تمہارے آستانیکے لئے

اور کوئی کیا نہ تھا آماج گاہ تیر ناز
تھا فقط میرا ہی اک سینہ نشانیکے لئے

کنگھیان کیون زلف مین کرتے ہو شاخ و عاج کی
یہ دل صد چاک تو حاضر ہے شانیکے لئے

خوش رہین یارب ہمیشہ جتنے ہین ہمدرد قوم
ایسے لوگون کی ضرورت ہے زمانیکے لئے

سمجھے ظالم کو نہ کیون ہر شخص نخل بے ثمر
بید مختص ہو گیا ہے تازیانیکے لئے

سب کلیجے تھام لین میرا فسانہ وہ نہین
شوق سے سنتے ہین جس کو نیند آنیکے لئے

ہونگے کیا سرسبز دنیا مین وہ بد باطن حبیب
جو کسیکو رنج دین راحت اوٹھانیکے لئے

جو کیا مالک نے اوسپر صبر کرنا چاہیئے
غیر بنکر اپنی حالت کا تماشا چاہیئے

ہوگا کیا بدخواہ سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے
قادر مطلق کی رحمت پر بھروسا چاہیئے

کچھ ہے درپیش اک سہر بھی ڈھونڈھا چاہیئے
فکر دنیا تا کجا اب ذکر مولا چاہیئے

کسکو ہے یہان مسند فرمان روائی کی ہوس
پشت خم کو تیرے دروازے کا تکیہ چاہیئے

ہم سیہ کارون سے جب چھوٹے یہ بزم دلفریب
منہ چھپا لینے کو تھوڑا صاف کپڑا چاہیئے

تھا جدا اتنک مگر مین اب ترا وابستہ ہون
یا ولی اللہ اتنا یاد رکھنا چاہیئے

کوئی بے جذب محبت دوڑ کر آتا نہین
شمع کو خود اپنے پروانونکی پروا چاہیئے

ہے تنک ظرفی جو عاشق فاش کردی راز عشق
ایک ہو باطن مگر ظاہر مین پردہ چاہیئے

سارے عقدے اک توجہ نے تری حل کردی
پیشوائے منزل مقصود ایسا چاہیئے

کیون ترے آگے نکرلون نیک و بد کا اعتراف
حال نامحرم سے انسان کو چھپانا چاہیئے

وہ ید بیضا کرین جس داغ کو چاہین مگر
عاشق جانسوز بھی مانند موسی چاہیئے

کیا ہدایت کی ہے آتش کو خدا بخشے حبیب
"یا علیؑ کہہ کر بتِ پندار توڑا چاہیئے"

رہے نہ قید فصاحت جہان زبان کے لئے
بڑا مزا ہے خموشی مین خوش بیان کے لئے

مباحثہ نہین زیبا ہے خوش بیان کے لئے
کنایہ بس ہے سمجھنے کو نکتہ دان کے لئے

روان ہے لطمہ بحر ہوس مین کشتی عمر
ہمارا دامن ہمت ہے بادبان کے لئے

ڈبودے ہجر مین طوفان اشک کشتی تن
اگر نہو علم آہ بادبان کے لئے

جدا ہے رنج کا عالم خوشی کے عالم سے
یہ اونکے عیش کو اور وہ مری فغان کے لئے

ملین وہ لاکھ کسی سے کبھی نہین بنتی
ہے مغتنم یہ تلون مزاجدان کے لئے

اوداس کیون ہو نہ ٹھہرا اگر کوئی عاشق
یہ میرا سر ہے یہ شمشیر امتحان کے لئے

نہین ہے شہر خموشان کی سیر اے دل زار
چلے ہین پرسش یاران رفتگان کے لئے

بنا ہے پیکر حیرت مثال آئینہ
اخیر وقت مرا تن غم نہان کے لئے

تم ایک سنگ ہی رکھدو مزار عاشق پر
برائے نام تو کچھ چاہیئے نشان کے لئے

عدم مآل ہے ہستی کا جسطرح اے دل
اسیطرح سے ہر ایک سود ہے زیان کے لئے

دکھادے گل رخسار بلبلون کو عبث
بہانہ ہوگیا اون کو بھی فغان کے لئے

حبیب عشق ہے ہمکو خیال رعنا سے
ہوئے ہین پیر اسی شاہد جوان کے لئے

جگر کو داغ تو سوز و گداز جان کے لئے
دئے شروع محبت مین امتحان کے لئے

فلک ہے پست وہ رفعت ہے اُس مکان کے لئے
نہ کیون ہو چادر مہتاب سائبان کے لئے

کھلا ہے در فلک مین اذیتین سہکر
یہ آسیا ہے اسی مشت استخوان کے لئے

نہو یقین وفا گر پہ آزما دا نہین
دل و جگر تو ہین موجود امتحان کے لئے

رواں ہون اشک نہ کسطرح ساتھہ نالونکے
جرس منادئ رحلت ہی کاروان کے لئے

یہ کیا ستم ہی صبا تو نے کوئے دل برمین
ہماری خاک بھی رہنے ندی نشان کے لئے

بہت دنو نمین وہ آئی ہین وصل کی شب ہی
موذن آج نہ یارب اوٹھے اذان کے لئے

نشان چمن مین نر کہا مرے نشیمن کا
روا نہ تھی یہ جفا دست باغبان کے لئے

گمان سایہ کا مجھہ ناتوان پہ فرما کے
چلے ہین قابض روح آکے قبض جان کے لئے

یہ خشکی لب سوفار سے ہوا ظاہر
لہو نہین دل عاشق مین اب نشان کے لئے

نہین ہے تاب سخن پیرہ چہری صیا
مصر زیادہ نہو گل کی داستان کے لئے

فدا ہون تم پہ اسی آرزو مین جیتے ہین
خضر نہین جو مرین عمر جاودان کے لئے

ہوا ہے گل مین ہے دیوانہ پن کی بو شاید
گیا تہا آج وہ گل سیر بوستان کے لئے

بڑہائی موت کے ڈر نے حیات کی توقیر
ہوئی ضرور مدارات میہمان کے لئے

حبیب بخت سکندر حضور کو میرے
کرے قدیر عطا شاہ مرسلان کے لئے

رنگ ہستی مین تغیر کوئی گر ہوتا ہے
امتحان نگہہ اہل نظر ہوتا ہے

درد جب تک نہو کرتا نہین کوئی فریاد
نالہ صوت دہن زخم جگر ہوتا ہے

حق کی تائید سے بنجاتی ہین بگڑے ہوئی کام
فائدہ حاصل اسباب ضرر ہوتا ہے

کہین دیکہے ہین تہی مغز اطاعت مسلک
خود سری جسمین نہو خم وہی سر ہوتا ہے

ترک لذات گنہ شاق ہے واعظ ورنہ
تم جو کہتے ہو یہ سب پیش نظر ہوتا ہے

کوشش حفظ خلایق کا ملا ہے یہ ثمر
بے خزان دہر مین گلزار سپر ہوتا ہے

فیض منعم سے غنی کیون نہون ارباب کمال
پر تو مہ سے تابندہ قمر ہوتا ہے

شرط الفت نہین نظارہ روے اغیار
یار سے یہ سبب قطع نظر ہوتا ہے

جس سی جو ہو سکے وا مے درمی ہو مسلوک
رفتہ رفتہ یو ہین سامان سفر ہوتا ہے

شمع کاشانہ اقبال سے توفیق کرم
غنچہ گل ہوتے ہی خود صاحب زر ہوتا ہے

عقلا اپنے ہوا خواہ کو سمجھے بد خواہ
کہنے سننے کا یہانتک تو اثر ہوتا ہے

مین نے پہچانا ہی مالک تجھے بخشش سے تری
قاعدہ ہے کہ گدا دست نگر ہوتا ہے

شکر منعم سے ہمین کام ہے ہر وقت حبیب
ذکر بخشایش حق شام و سحر ہوتا ہے

راہ فرقت اے دل بیتاب طے ہو جائیگی
پھر ملاقات اونسے گر قسمت ہی ہو جائیگی

ہے یقین ساقی در یا دل پلائیگا نبید
دور رکنے کا نہین مانا کہ مے ہو جائے گی

بزم سے اوٹھ جائیگا جسوقت تو اے زہرہ وش
صرف شیون خود بخود آواز نے ہو جائیگی

گر کرونگا نظم روز وصل کا عیش و طرب
منبسط ہو ہو کے بحر شعر لے ہو جائیگی

کیا کوئی کم ظرف خم خالی کریگا میرے ساتھ
ایک چلو مین بہک جائیگا تے ہو جائیگی

فصل گل نزدیک ہے آیا مہ اردی بہشت
اب تلافی جفا و جور دے ہو جائیگی

کیا ہوا ویران کیا گر محتسب نے میکدہ
جمع پھر کل شام تک ہر ایک شے ہو جائیگی

دل گیا اک دن متاع جان بھی ہوتی ہی تلف
کارگر ہوگی حفاظت تا بہ کے ہو جائیگی

طالب بوسہ ہو نہین قاصد وہ ہین خواہان جان
یہ ذرا سی بات ہے ملتے ہی طے ہو جائیگی

نوش کر لو مہربان پھر شوق سے باتین کرد
جام مین کہا کر ہوا بے کیف مے ہو جائیگی

ای حبیب بادہ کش رندی کی شیوی ہین ہزار

گردن مینا اگر ٹوٹے گی مے ہو جائیگی

فلک کی گردشین ایسی نہین جنمین قدم ٹہیرے
سکون و شوار ہی کیونکر طبیعت کوئی دم ٹہیرے

قضا نے دوستو نسے دیکھئے آخر کیا نادم
کئے تھے عہد و پیمان جسقدر وہ کالعدم ٹہیرے

چھوا تو نے جسے مارا اوسے اے افعی گیسو
یہ سب تریاق میرے تجربہ کرنے مین سم ٹہیرے

کیا جب غور کو سون دور نکلی منزل مقصد
کبھی گر پائے شل اوٹھی تو چلکر دو قدم ٹہیرے

لگا کر دل جدا ہونا نہ تھی شرط وفا صاحب
غم فرقت کی شدت سے کرم جور و ستم ٹہیرے

جو کچھہ دیکھا وہ آئینہ تھا آنے والی حالت کا
جہان دیکھا یہی آنکھونکی کالنسی جام جم ٹہیرے

عمل کہنے پہ اپنے حضرت واعظ کرین پہلے
گنہ کے معترف جب ہین تو وہ کب محترم ٹہیرے

جوانی کی سیہ مستی مین وصف زلف لکھا تھا
بڑہا وہ سلسلہ ایسا کہ ہم مشکین قلم ٹہیرے

یہ ثابت ہے کہ مطلق کا تعین ہو نہین سکتا
وہ سالک ہی نہین جو چلکے تا در حرم ٹہیرے

بشر کو قید کلفت مایہ اندوہ و آفت ہے
رہے اچھے جو اس مہمانسرا مین آکے کم ٹہیرے

حبیب ناتوان سے راہ الفت طے نہین ہوتی
عجب کیا گر یہ رستا جادہ ملک عدم ٹہیرے

یکسان ہی ہم ہوے نہ زمانے مین یا ہوئے
مدت ہوئی ہے راہ مین اوسکی فنا ہوئے

پہونچا سکے نہ ہم کو کبھی کوے یار تک
پہر فائدہ ہی کیا جو خضر رہنما ہوئے

شکر خدا کہ ہنستے ہین فریاد سن کے وہ
نالے ہمارے نغمۂ عشرت فزا ہوئے

آلودہ جسم زار ہے خاشاک راہ سے
در پر تمہارے عضو بدن کہربا ہوئے

صحبت سے جنکی قلب کو فرحت ہی رات دن
کیون چرخ کجمدار وہ احباب کیا ہوئے

دل تم کو دیدیا ہے مگر یہ نہین خیال
جو جو بہرے تھے اوسمین وہ ارمان کیا ہوئے

دیکھا جو تیری زلف مسلسل کا پیچ و تاب
دیدے ہرن کے نافہ مشک خطا ہوئے

دل سے تو ہین قریب نہ ہم تک پہونچ سکین
کچھہ غم نہین نصیب اگر نارسا ہوئے

قدمونپہ ڈر کے رکھدیا سر تاکہ اوٹھہ نہ جائین
ناراض دلگی مین جو وہ اک ذرا ہوئے

ناصح یہ وعظ و پند ہے بیکار جائے
ہمسے بھی بادہ کش ہین کہین پارسا ہوئے

بنکر غبار بھی نہ گئی تیر گئی بخت
چشم رقیب کے لئے ہم توتیا ہوئے

غربت بس اب طریق محبت کو قطع کر
مدت ہوئی ہے اہل وطن سے جدا ہوئے

ہمراہ درد موت بھی آئی ہزار شکر
منت کش مسیح نہ بہر دوا ہوئے

لکھکر مقطعات مین دین اون کو عرضیان
جو دائرے تھے کاتبہ دست گدا ہوئے

پوچھو نہ کچھہ کہ لیتے ہی دل کیا ستم کیا
میرے ستانے کو ہمہ تن وہ جفا ہوئے

صورت طراز حسن ہے حیرت کی جا نہین
آئینہ دیکھہ دیکھکے وہ خود نما ہوئے

جوش آگیا کریم کی رحمت کو اے حبیب
نادم خطا سے ہم جو دم التجا ہوئے

ہماری بزم عشرت مین کبھی گردور چلتا ہے
تو کیسے رند زاہد کا بھی عمامہ اچھلتا ہے

بناوٹ ہے سراسر جو سخن مونہہ سے نکلتا ہی
کہین واعظ کہ اس کہنے پہ انکی کون چلتا ہے

پلادی شیخ کو ساقی نے غصہ مین ٹہلتا ہے
عجب حالت ہی کہتا کچھہ ہے منہ سی کچھہ نکلتا ہے

تکلف کیا ہو اگر یار کے آنسو نکل آئے
یہ وہ آہین ہین جنکے سامنے پتھر پگھلتا ہے

شب مرقد کو شام وصل سمجھے ہین تری عاشق
نہین کٹتی ہے انکی عمر دن فرقت کا ڈھلتا ہے

نقاب الٹو کہین دیدار کی حسرت نرہجائے
ادا دکھلا رہے ہو کس کو میرا دم نکلتا ہے

زبان انسان کی ہر حالت مین تابع ہی طبیعت کی
بھرا ہوتا ہے جو دل مین وہی مونہہ سی نکلتا ہے

گئی طفلی ہوئی رخصت جوانی آگئی پیری
خزان کہتی ہے رنگ باغ ہستی یون بدلتا ہے

جہان دیکھا اثر صحبت کا غالب تھا طبیعت پر
یہ وہ حکمت ہے جس سے آدمی سانچے مین ڈھلتا ہے

فروغ حسن و نور عشق دونون ایک ہی شے ہین
نہ جبتک شمع روشن ہو کہین پروانہ جلتا ہے

حبیب مبتلا کے دل کی حالت کچھہ نہین کھلتی
مگر باتون سے اوسکے درد کا پہلو نکلتا ہے

اجل جسوقت آجاتی ہے کسکا زور چلتا ہے
بہر صورت غنیمت ہے وہی جو وقت ٹلتا ہے

محیط نور سے کب چشمہ ظلمت ادبلتا ہے
چراغ خانہ امید بے روغن ہی جلتا ہے

ستم ہے جوش بیتابی مین اپنی حد سے بڑہنا
ذرا دیکھو کہین اشک روان گر کر سنبھلتا ہے

یہ تکلین آپکی بے اعتنائی سے نمایان ہین
کوئی ہی جان بلب حسرت سے کوئی ہاتھہ ملتا ہے

عجب کیا گر ہوا پر داغ سینہ فوت مقصد سے
حقیقت یہ ہی ارمان دلکے گہوارہ مین پلتا ہے

ہٹا دو شیشہ و پیمانہ آیا سادہ دل زاہد
یہ مرد آدمی جب دیکھیے بیوقت کہلتا ہے

نہ نکلے زندگی بہر کوچہ دلدار سے عاشق
اوٹھی بھی گر تو یون جیسے کوئی گر کر سنبھلتا ہے

ٹہیرو دم بھر تڑپنا دیکھہ ہر بلبل کا اے گلچین
کلیجہ جیسے ان کا کوئی چٹکی سے مسلتا ہے

تعصب چھوڑ دو دیکھو ترقی غیر قومون کی
جہانمین ایک دن نخل ریاضت یونہی پھلتا ہے

نہین دیتا ہے کوئی ہاتھہ سے ملتی ہوئی دولت
یہ ہے ایسی رپٹ سبکا قدم جسپر پھسلتا ہے

حبیب اکدن کری منزل الم کی کٹ ہی جائیگی
ہمیشہ تو سن عمر روان سے گام چلتا ہے

دیکھہ لو تم خوے آتش اے قمر شیشہ مین ہے
عکس داغ مہر کا اتنا اثر شیشہ مین ہے

لوگ کہتے ہین ترے رخسار تابان دیکھہ کر
شمع ہے فانوس مین یا آب زر شیشہ مین ہے

رات دن رہتی ہی نیت بادہ گلرنگ مین
یہ پری وہ ہے کہ جو آٹھون پہر شیشہ مین ہے

ساعد سیمین سے تیرے اوسکو کیا نسبت بھلا
توبہ توبہ کب لطافت اسقدر شیشہ مین ہے

ہوتی ہی غرق عرق کیون تو سیوای بوے گل
اور کیا اے بلبل شوریدہ سر شیشہ مین ہے

میکدہ تیرا رہے آباد خم کی خیر ہو
ہان پلا دی مجھکو ساقی جس قدر شیشہ مین ہے

خاک سے میری بھلا کیا دفت کا ہوا امتیاز
ہر گھڑی بنکر بگولا منتشر شیشہ مین ہے

یہ گمان ہوتا ہے عکس مہر صبحدم دیکھکر
داغ الفت کو لئے خون جگر شیشہ مین ہے

حضرت واعظ نہ ایسا وقت ہاتھ آئیگا پھر
سب ہین بیخود تم بھی پی لو کچھ اگر شیشہ مین ہے

کھنچ سکی ہرگز مصور سے نہ تمثال عدم
دیکھلو تصویر جانان تا کمر شیشہ مین ہے

تھوڑی تھوڑی راہ مین پی لینگے گر کم ہے تو کیا
دور ہے میخانہ یہ زاد سفر شیشہ مین ہے

مے پلا کر مجھسے کہتے ہین وہ ہو کر بے حجاب
چڑھ گئی آنکھون پہ جب عینک نظر شیشہ مین ہے

کیون نہ زور طبع سب احباب دکھلائین حبیب
امتحان حسن نظم یکدگر شیشہ مین ہے

شب کو نالہ جو مرا تا بہ فلک جاتا ہے
صبح کو مہر کے پردے مین چمک جاتا ہے

اچھا پیمانہ دل ہے مے غم سے لبریز
بوند سے بادہ عشرت کی چھلک جاتا ہے

گر یار کی لکھتا ہون نزاکت جس دم
خامہ سو مرتبہ کاغذ پہ لچک جاتا ہے

یاد آتی ہے کبھی صحبت احباب اگر
ایک شعلہ ہے کہ سینے مین بھڑک جاتا ہے

چاندنی چھپی ہے تکیہ ونکے تلے آنکھون مین خواب
سونے مین اونکا دوپٹہ جو سرک جاتا ہے

وصل کے ذکر پہ کہتے ہین بگڑ کر دیکھو
ایسی باتون سے کلیجہ مرا پک جاتا ہے

دل لیا ہے تو خدا کے لئے کہدو صاحب
مسکراتے ہو تمھین پر مرا شک جاتا ہے

پیار کرنے کو جو بڑھتا ہون تو کہتے ہین ہٹو
نشہ مین آکے کوئی ایسا بہک جاتا ہے

ساقیا جام پلا سیخ سے اترا ہے کباب
دیر اچھی نہین اب لطف گزک جاتا ہے

لب خندان سے ندین کسلئے قاتل کو دعا
روز زخمون پہ نمک آکے چھڑک جاتا ہے

شیفتہ شاہد رعنا سخن کا ہون حبیب
نئے انداز پہ دل میرا پھڑک جاتا ہے

ہے وفا ہر حال مین لازم دل بیتاب سے
رنج غربت تو ملا ہے چھوٹ کر احباب سے

ہو بھلا خوف عدم سے کسکو جینے کی خوشی
ہے سیہ پوش آنکھہ داغ مردم نایاب سے

تو وہان برسونسے ہے آگاہ کرنا چاہیے
ہم کو بھی اے درد کچھہ حال دل بیتاب سے

ایک دن پہونچیگا تا ملک عدم طوفان چشم
نوح جنت مین امان مانگین گے اس سیلاب سے

جام کوثر بھی پئین گے ہو وہ ساقی بحر فیض
یان رہین محروم کیون دور شراب ناب سے

منت دنیاے دون ہرگز نہ لے بہتر سمجھہ
یہ پھٹے کپڑے گزی کے قاقم و سنجاب سے

ہجر کی شب تھا فلک آئینہ سوز جگر
عکس داغ دل عیان تھا بستر کمخواب سے

صاحب گنجینۂ باطن ہین جتنے خلق ہین
وہ نہین رکھتے علاقہ ظاہری اسباب سے

کیا پسند آتی ہمین حور بہشتی کی ادا
یاد ہے انگڑائی لینا اون کا اونکر خواب سے

شان خالق تھی بتون کے طاق ابرو سے عیان
جھک گئے ہم بھی مشابہ دیکھہ کر محراب سے

ہون وہ عاشق گرکمی ہوتی ہے تولینا ہون قرض
مہر سے دلکی تپش داغ جگر مہتاب سے

کون یاد آیا کہ ہو گذری ہے کیا دل پر حبیب
دیکھتا ہون خود بخود ہو آج کچھہ بیتاب سے

رونا ان کا کام ہے ہر دم جل جل کر مر جانا بھی

جان جہان عشاق تمہارے شمع بھی ہین پروانہ بھی

ساری عمر مین جو گذری تھی ہمپر وہ روداد لکھی

پر ہوئی یون مشہور کہ جیسا ہو نہ کوئی افسانہ بھی

عشق سبھی کرتے ہین مگر جو حالت مجھپر طاری ہے

مُنہ سے کہون گر ہاتھہ ملے گا اپنا بھی بیگانہ بھی

پوچھتے کیا ہو میرا ٹھکانا ایک جگہہ گر ہو تو کہون

راہ گذر ہے یار کا در ہے مسجد بھی میخانہ بھی

راہ طلب مین چلتے پھرتے لاکھون آتے جاتے ہین

خلق مین ہے عشاق کی منزل کعبہ بھی بتخانہ بھی

مجھپر وہ بے طور خفا ہین غیرون کے بہکانے سے

ملنا کیسا بات کہان کی بند ہے آنا جانا بھی

ایک ہمین کیا پیچ مین ہین اُس زلف دوتا کی الفت سے

مار سیہ ہم رنگ ہے اپنا سنبل تر بھی شانہ بھی

کردی صحبت درہم و برہم کسکی چشم کے افسون نے

بہکا ساقی ڈہلکی بوتل اور چھلکا پیمانہ بھی

واعظ کے مُنہ پر نہ کہو کچھہ شرع کی حرمت لازم ہے

رندی مین مشروط نہین ہین باتین آزادانہ بھی

خنجر ابرو تیغ نگہہ تقریر مسلسل چشم سیاہ

تیز بھی ہے خونریز بھی دل آویز بھی ہے مستانہ بھی

کوچہ مین اوس کے جمع ہین عاشق بھیڑ لگی ہی کوسون تک
شور بھی ہے ہنگامہ بھی ہی شانہ سے چلتا شانہ بھی

خلوتِ دل مین چین سے بیٹھو کس سے تکلف کرتے ہو
گھر ہے تمہارا تم ہو یہان مہمان بھی صاحب خانہ بھی

نام حبیب مضطر کا معلوم نہین سب کہتے ہین
در در رسیدۂ آفت دیدہ وحشی بھی دیوانہ بھی

ہوئی خلق جب سے جہان مین ہم ہوس نظارۂ یار ہے
ٹھہر اے اجل کہ وہ آئینگے دم واپسین کا قرار ہے

رہین محو کیون نہ ہر ایک دم کہ نظر مین جلوۂ یار ہے
دل منتظر ہے جو آئینہ تو خیال آئینہ وار ہے

یہ خطاے عشق کی دی سزا کہ مژہ سی مردم چشم نے
مرا دل دیکھا کے یہ کہدیا اسے لو یہ قابل دار ہے

یہ خدا ہی جانے وہ کون تھا جو شہید ناز و ادا ہوا
کہ اوڑھی ہے خاک رہ صنم تو خزان مین رنگ بہار ہے

ہوئین ترک ساری محبتین مرے سر پہ ڈھائی ہین آفتین
یہی دل کے لینے مین شرط تھی یہی مجھسے قول قرار ہے

یہ جنون کی دیکھئے پختگی جو کبھی کسی نے نہ ہو سنی
میرے پیرہن کا جو تار ہے وہ ہر ایک ریشۂ خار ہے

کوئی دلکی نکلی نہ آرزو ہوا رنج و غم سے جگر لہو

پھرے خاک چھانتے کو بکو نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے

بس مرگ بھی ہین وہی تم ہین جفائین روح پہ دمبدم
ادہر آتے آتے وہ پھر گئے جو سنا کہ میرا مزار ہے

مرے سینہ کو نہ ہدف کرو تپش جگر سے ڈرے رہو
پر مرغ تیر نہ جل اوٹھین کہ لہو برنگ شرار ہے

وہ خوشی دکھائی نہ چرخ نے کہ عوض مین جسکے نہ غم دئی
کبھی فرش گل ہے جو ایک شب تو مہینون بستر خار ہے

جسے درد نالہ و آہ ہے جو شہید تیغ نگاہ ہے
شب ہجر اسکی گواہ ہے وہ حبیب سینہ فگار ہے

بڑھا دی اک نظر مین تو نے کیا توقیر پتھر کی
بنا کحل البصر اللہ رے تقدیر پتھر کی

اسیر زلف کیونکر چھٹ سکین گے قید وحشت سے
کہ ہے ہر جادہ دشت جنون زنجیر پتھر کی

یہ جلوہ ہے کنشت و دیر مین صانع کی قدرت کا
کہ دعوائے خدائی کرتی ہے تصویر پتھر کی

تلاش رزق مین ہو آسیا کی طرح سرگردان
اگر دانا ہے تو بھی سیکھ لے تدبیر پتھر کی

بنا سنگ جراحت آکے زخم تیغ ابرو پر
ہوا اچھا ترے عاشق کو دی تعذیر پتھر کی

فسون چشم قاتل سے بنا ہون سحر کا پتلا
جو چھو لے میری گردن کو تو ہو شمشیر پتھر کی

شب فرقت مین جو سوچے تھی کرتے وہ شکایت کیا
نظر کرتے ہی ادھر بن گئے تصویر پتھر کی

نہ نکلی ہے نہ نکلے گی جمی ہے دل مین جو اونکے
مٹانے سے بھی مٹتی ہے کہین تحریر پتھر کی

سزائے عشق مژگان بتان سنگدل پائی
ہوئی بارش ہر اک جانب سے ہم پر تیر پتھر کی

نہ فرق آیا حبیب صابر و شاکر کی راحت مین

بنا دنیا مین قسمت کا لکھا تحریر پتھر کی

جہان دیکھا ہر اک لب پر تمہاری بیوفائی تھی
مرے ہمدرد تھی سب ہمزبان سارے خدائی تھی

بہت روز و نسی گو معلوم نالون کی رسائی تھی
مگر کل بیٹھے بیٹھے ہمنے قسمت آزمائی تھی

جو لے لیتے ہو یون ہر ایک کا دل باتون باتون مین
بتاؤ سچ یہ چالاکی تمہین کسنے سکھائی تھی

مسیحائی دکھائی آپنے اسمین بھی کچھہ شک ہے
یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ جان لب تک نہ آئی تھی

کیا تھا میرا شکوہ غیر کے گھر آپنے اک دن
خبر یہ اوڑتی اوڑتی میری کانون تک بھی آئی تھی

کرو باتین ہٹاؤ آینہ بس بن چکے گیسو
انہین جھگڑون ہی مین اسدن بھی کتنی رات آئی تھی

رقیب اور میری گرما گرم فقرے سنکے اوٹھہ جائین
مروت یہ نہ تھی ہرگز سراسر بے حیائی تھی

وہ پوچھین غیر ممکن ہے جیے پا کوئی مرجائے
مرے بھلا نیکو اکبات یارون نے بنائی تھی

کہون کیا خیر گذری ہمنشین کچھہ کہہ نہین سکتا
بری حالت تھی جن روزون طبیعت اپنی آئی تھی

دکھا کر مجکو اتنا کوئی کہدے اس پری رو سے
انہین دیکھو کبھی انسی بھی صورت آشنائی تھی

بھرین کیون ٹھنڈی سانسین اچھی صحبت دیکھکر ایدل
کوئی تقریب یاران وطن کیا یاد آئی تھی

نہین پروا بھی اب کچھہ تم کو آئین یا نہ آئین ہم
وہ دن کیسی تھے جب دشوار دم بھر کی جدائی تھی

مجھے چھوڑا تھا روتا اوس پہ ہنسکر کہتے آئے ہین
کہو اوس روز پھر کب سانس سینہ مین سمائی تھی

بہانہ ہو گیا اک منعمون کا جی بڑھانے کو
خبر لی اوسنے جسکے ہاتھہ مین حاجت روائی تھی

حبیب اب ذکر بھی بیسود ہے اون کی شکایت کیا
جو کچھہ گذری وہ گذری خیر قسمت کی برائی تھی

جگر سے آکے لبون تک جو میری آہ رکی
تو کشمکش ہوئی ایسی نفس کی راہ رکی

دم سحر مری شمع لحد کی خاطر سے
چلی نسیم دبے پاؤن گاہ گاہ رکی

ی ہیں یہ پیشیان مسجد مین ریش واعظ پر
کہین نہ میری طبیعت خدا گواہ رکی

خدا کرے کہین میخانہ کی طرف نہ مڑے
وہ محتسب کی سواری قریب راہ رکی

چڑہائیان تہین مرے دل پہ لشکر غم کی
ہزار شکر تم آئے کہ یہ سپاہ رکی

چھپانہ راز محبت ہزار کوشش کی
کسیطرح سے نہ آنسو تہمے نہ آہ رکی

اوچٹ اوچٹ گئے تیر و سنان مڑی تلوار
مگر کہین نہ ستمگر تری نگاہ رکی

یہ کون عاشق بیتاب صرف شیون ہے
سواری آپ کی کیون سنکے شور آہ رکی

بچی طلاطم بحر الم سے جان نحیف
خدا کی شان ہے دہار مین یہ گیاہ رکی

حبیب دین بھی لیا تہا بتون نے دل کے ساتہہ
طبیعت اپنی ہی کچہہ کر کے اشتباہ رکی

گوارا جان دیدینی خوشی سے ہو نہین سکتی
قیامت تک بہی میری زندگی ہو نہین سکتی

اطاعت صاحب دولت کی جی سے ہو نہین سکتی
حمیت مین کمی کچہہ مفلسی سے ہو نہین سکتی

چمن کی سیر اوس سرو سہی سے ہو نہین سکتی
گوارا گل کی خوشبو ناز کی سے ہو نہین سکتی

پہڑک جائیگا دیکہے گا تہیدستی مین بہی جسدم
کبہی تو ہین جوہر جوہری سے ہو نہین سکتی

کسی کا کب ترا سا روے زیبا ہی زمانے مین
نگہہ جسکے مقابل شہسپری سی ہو نہین سکتی

یہ مانا ہمنے ہو تم سے مقابل بہی وہ صورت مین
ادا ہر بات مین ایسی پری سے ہو نہین سکتی

عجب وقت فلاکت ہے کہ ابنای زمانہ کی
اعانت اک نمک کی کنکری سے ہو نہین سکتی

کمال فن خدا گر دے تو کسر نفس لازم ہے
زیادہ قدر عجب و خودسری سے ہو نہین سکتی

ہماری خاک ہی ای خرش گردون کوی جانانہین
پریشان یہ تری جولانگری سے ہو نہین سکتی

وہ ہین فرد زمانہ مجہکو نسبت عشق سے کیا ہی
شبیہ ذرہ مہر خاوری سے ہو نہین سکتی

مناہی سے حبیب رند خود ہے محترز واعظ
خلاف وضع تو ہرمیکشی سے ہو نہین سکتی

ہو قمر کی طرح اوس رخ سے پشیمان تو سہی
داغ لگجاے تجھے بھی مہر تابان تو سہی

ظاہر و باطن محبت مین ہون یکسان تو سہی
چاک ہون قلب و جگر مثل گریبان تو سہی

مرکے بھی چھوٹے نہ ایدل کوی جانان تو سہی
تا قیامت ہاتھ رہجاے یہ میدان تو سہی

دل کو ہو جوش جنون قطر یسے طوفان ہو عیان
نقش پا ہو میری آنکھونمین بیابان تو سہی

تیر کینچے جذب الفت اسطرف قاتل اودہر
چٹکی رہجاے سریسے دلمین پیکان تو سہی

سر رقیبونکے قلم ہون میری برق آہ سے
ہو مجسم صورت شمشیر عریان تو سہی

ای جنون وحشت مین راہین مین نکالون اسقدر
دھجیان بنکر اوڑین صحرا کے دامان تو سہی

مرکے بھی دکھلاؤن اونکو عشق کا کل کا اثر
میری تربت کے بنین کالے نگہبان تو سہی

جیتے جی جنپر فدا ہون گردہ لاشہ پر بھی آئے
پھر بھلا گردان ہوا وٹھکر جسم بیجان تو سہی

سخت جان ایسا ہون تہک کر ہاتھ گردنپر رکھے
پھیر کر خنجر کو ہو قاتل پشیمان تو سہی

اونکے دل پر یک بیک چھاجاؤن مین بنکر غبار
بعد مرنیکے نکالون اپنا ارمان تو سہی

تیغ گر رک جاے جان دیدون خم ابرو پہ مین
مرتے مرتے بھی کرون قاتل پہ احسان تو سہی

عکس داغ دل سے ہو تاریک روی آفتاب
حشر کا کردون مہیا دم مین سامان تو سہی

لیس ہوکر سب سے کہتا ہی یہ وہ ابرو کمان
دیدۂ دل کو پرو لے نوک مژگان تو سہی

شیخ کہتے ہین ملک زہد ریائی پر ترے
دور رحمت سے رہے مانند شیطان تو سہی

دیکھکر روے ضیا پرور ترا اے رشک حور
ہر بت کافر کرے اقرار قرآن تو سہی

عشق فرماتے ہین یہ فرط محبت سے حبیب

تجھکو کردونمین سخن مین رشک سحبان تو سہی

کوئی بات ایسی آج اے میری گلرخسار بنجائے
کہ بلبل باتون باتونمین دم گفتار بنجائے

عیان ہو جذب شوق ایسا حسین آئین زیارت کو
مری تربت کا میلہ مصر کا بازار بن جائے

مرے ہنسنے پہ وہ کہتے ہین ایسا بھی نہو جنکو
کہ کوئی آدمی سے قہقہہ دیوار بن جائے

تعجب کچھہ نہین ہے گر فور سوز فرقت سے
مرا ہر موے تن منقار موسیقار بن جائے

چلے گر چلے آئین وہ داغونکے تماشے کو
ابھی سرو چراغان میرا جسم زار بن جائے

برہمن شیخ کو کردے نگاہ ناز اوس بت کی
گلوے زہد مین تار نظر زنار بن جائے

اگر گھر سے بقصد سیر نکلے وہ کمان ابرو
تو ہر طایر دل ہر قطرہ سو فار بن جائے

تبسم کر تماشا دیکھہ کے وحشت کا پھر ظالم
میرا چاک گریبان زخم دامن دار بن جائے

یو ہین ہنس ہنس کے تم عاشق کا رونا دیکھتے جاؤ
کہ ہر تار نظر اک موتیون کا ہار بن جائے

بڑھاؤ منزلت تیغ ادا کی تند خوئی سے
مناسب ہے جو یہ شمشیر جوہر دار بن جائے

اگر آئینہ دل صاف ہو حسن توجہ سے
ہر اک آنکھو نکا پردہ پردہ اسرار بن جائے

یہی ہے خون بہا چلکر ذرا کہدو اشارے سے
حبیب خستہ کا مرقد پس دیوار بن جائے

وصف علی ثنای رسول انام ہے
کہتے ہین جسپہ صل علی یہ مقام ہے

ہمنام حق وصی رسول انام ہے
حاجت روا ہے عقدہ کشا ہے امام ہے

لاشونپہ لاشین گرتی ہین وان قتل عام ہے
روحون کو راستہ نہین کیا اژدحام ہے

اس زلف تک قیب سیہ رو کا دسترس
اک خواہش محال ہے سودا خام ہے

ظاہر ہے شان فاعتبروا قدیار سے
رخ صبح شیب زلف جوانی کی شام ہے

برہم ہے آہ سرد سے میری مزاج یار
کرتا ہی درد سر کی شکایت زکام ہے

زاہد ہمین تو خرقۂ رندی پسند ہے
اِس جُبّہ اور عمامہ کو اپنا سلام ہے

آمادہ ہو کی قتل پہ میرے نہ تم ہنسو
اِن جان نثاریونکا بھی اب اختتام ہے

منظور ہر طرح ہی تمہاری خوشی ہمین
جو کچھ کہو درست بجا لا کلام ہے

خالی گیا ہے غمزۂ خونریز کا جو وار
غصہ مین وہ بھری ہین دم انتقام ہے

مضطر نہ و معین نہین گر کوئی حبیب
تیری مدد کو شافع روز قیام ہے

فراق مین دم اُلجھ رہا ہے خیال گیسو مین جانکنی ہے
طناب جلّاد کی طرح سے رگ گلو آج کل تنی ہے

نہین ہے پروا ے مال و دولت صفاے باطن سی دل غنی ہے
گدا ہین حاجت روا ے سلطان یہ کیمیا ے فرد تنی ہے

جگر مین ہین داغ مہر و الفت شگاف پہلو مے جیب مشرق
شب لحد ہی کہ صبح محشر یہ کس قیامت کی روشنی ہے

فضائل اتحاد ملت جہان مین وجہ مخالفت ہین
معاف ہی رکھیے شیخ صاحب یہ رہبری ہے کہ رہزنی ہے

غرض نہ رکھے مے جہان سے تو ہم بھی قائل ہون تیرے واعظ
کمال کیا جب امید فردا ہی علت پاک دامنی ہے

ہمین نہ راس آیا دل لگانا غضب ہوا پھر گیا زمانہ
کوئی تو کہتا ہے قید کردو کوئی یہ کہتا ہے کشتنی ہے

رقیب کو پاس گر بٹھایا تو مجھسے ہرگز نہ ضبط ہوگا

مٹا ہی دون ایک دن یہ جھگڑا بس اب تو دلمین یہی ٹھنی ہے

کوئی کسی سے نہ دل لگائے نہ سر پہ کوہ الم اوٹھائے

نہین بھروسا خدا بچائے کہ عشق مین جان پر بنی ہے

کہی ہے دل مین ہنسی تمہاری فراق مین کوندتی ہے بجلی

رہین نہ کیون اشک سرخ جاری جگر مین الماس کی کنی ہے

کبھی تو آ میرے رشک عیسیٰ ہوئی ہے مدمن تپ جدائی

نہین شفا کی امید باقی نمود چہرے سے مردنی ہے

ہوا یہ لاغر اسیر تیرا کہ سب کو ہے نقش پا کا دھوکہا

گلے مین جو طوق تھا پہنایا وہ اب اسے حصن آہنی ہے

نہ تیغ قاتل کا کیون ہو شہرا کیا ہے جو رنگ جسم ایسا

دئے جو ٹانکے تو ہے یہ دھوکہا بدن کا ملبوس سوزنی ہے

زمین پر گرتے گرتے ہم کو سنبھالیا کاسۂ سفالین

ہوا جہان دور عمر آخر یہ ساز ہستی شکستنی ہے

جگر مین برسون کھٹک رہیگی پھپکین گے پہلو چمک رہیگی

خیال مژگان یار جانی سنان دل دوز کی انی ہے

ازل سے رندون کو مے کی عادت ہے اور واعظ کو سرزنش کی

تخالف وضع سے ہے جھگڑا نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

ہوئے ہین دو دن پتہ نہین ہے کسی سے گھری کہین بنتی ہی

ہے نوجوانی مین ضعف پیری بدن مین رعشہ کمر مین خم ہے
زمین پہ سایہ ہے اپنے قد کا کہ جادۂ منزل عدم ہے
یہی ہے رسم جہان فانی اسی مین کٹتی ہے زندگانی
کبھی ہے سامان عیش وراحت کبھی ہجوم غم والم ہے
بتاؤ کیون چپ ہو منہ سے بولو گھر فشان ہو دہن تو کھولو
عزیز رکھتے ہو جسکو دل سے اوسی کے سر کی تمہین قسم ہے
بٹاؤ آئینہ کو خدارا لبون پہ آیا ہے دم ہمارا
بناؤ تم دیکھتے ہو اپنا یہان ہے دھڑکا کہ رات کم ہے
تمہارے کوچہ مین جب سے بیٹھی بھلا دی دل سے سب طریقے
خدا ہی شاہد ہو جانتے ہون کہان کلیسا کہان حرم ہے
عبث ہے کوشش حصول زر مین خیال فاسد کو رکھہ نہ سر مین
وہی ملیگا ازل سے جو کچھہ ہر ایک کے نام پر رقم ہے
فرشتے جنت کو لیچلے تھے پہ تیرے کوچہ مین ہم جو پہونچے
مچل گئے اون سے کہکے چھوڑو یہین یہی گلشن ارم ہے
جدا ہو جب یار اپنا ساقی کہان کی صحبت شراب کیسی
پلائین گر خضر آب حیوان ہم اوس کو سمجھین یہی کہ سم ہے
جلائے یا ہم کو کوئی مارے بہشت دے یا سقر مین ڈالے
رہیگا اُس بت کا نام لب پر ہمارے جبتک کہ دم مین دم ہی

حبیب تا چند فکر دولت کبھی تو کر دے شکر نعمت +
+ کریم کو ہے کرم کی عادت مگر یہ غفلت تری ستم ہے

لیس ہو کر جو میرا ترک جفا کار چلے
سیکڑون خون ہون ہر گام پہ تلوار چلے

ناتوانی نے دریار پہ جانے نہ دیا
اوٹھہ کے سو بار گرے راہ مین سو بار چلے

تیرا کوچہ ہے وہ اے بت کہ ہزاردن زاہد
ڈال کہ سجدہ مین یان رشتہ زنار چلے

اے شہ حسن مکدر نہو گر تیرا مزاج
خاک اپنی بہی جلو مین پس رہوار چلے

سنکے یہ گرمی بازار تیری اے یوسف
نقد جان رکہکے ہتیلی پہ خریدار چلے

ہے یقین حشر مین بہی ایک نیا محشر ہو
اوٹھہ کے گر کاکل جانانکے گرفتار چلے

فصل گل آئی اوٹھا ابر چلی سرد ہوا
سوے میخانہ اکڑتے ہوئی میخوار چلے

ہوگا احسان پے گلگشت اگر تو صیاد
ساتہہ لیکر قفس مرغ گرفتار چلے

دیر سے بیٹہے تہے مشتاق سخن سب یہ حبیب
دیکہہ اوٹہتے ہی تیرے بزم سے حضار چلے

کام سب بن بنکے بگڑے گردش تقدیر سے
کہل سکا عقدہ نہ کوئی ناخن تدبیر سے

کوشش ہین ملنے کی کین چہوٹے بت بے پیر سے
زور کچہہ تدبیر کا چلتا نہین تقدیر سے

ہوتی ہے نیکونکی حق مین نیک دشمن کی بدی
شمع روشن تر ہوئی جب سر کٹا گلگیر سے

مہربان ہوکر حسینون نے کئے ایسے ستم
ہوگئی آنکہون کو نفرت سرمہ تسخیر سے

میرے عصیان حد سے افزون تیری رحمت بیقیاس
کیون ڈرون مین کاتب اعمال کی تحریر سے

خوش ہوا دل پہر ملے تم چہٹکے ہمسے ورنہ ہم
اب یہ سمجہے تہے کہ راحت اٹہہ گئی تقدیر سے

گو شکایت مین ہی خط اوس غیرت گلزار کا
بوے الفت صاف آتی ہی مگر تحریر سے

کی خطا ناوک نے صید افگن رہا جھنجھلا کے وان
ڈھل پڑے یان اشک حرمان دیدہ نخچیر سے

رنج غربت درد فرقت گو چھپاتا ہون مگر
صاف ظاہر ہے مری تحریر سے تقریر سے

دست قاتل کی صفائی پر نکیون پھڑکا کرون
تیغ برّان کام پہلے کر گئی تکبیر سے

ضبط کرنے مین گھلا تن آتش خاموش سان
دل ہی اے سوز جگر واقف تیری تاثیر سے

نکلی آنکھونسے رخ روشن کے نظارہ مین جان
مین نہین موسیٰ جو غش کھاکر گرون تنویر سے

فرقت جانا نمین لب پر جان آئی ہی حبیب
دل تصور سے بہلتا ہے نہ اب تصویر سے

سیہ گیسو ہین بادل اور شفق چہرہ کی لالی ہے
خدا کی شان ہے شمشیر ابرو بھی ہلالی ہے

کمر کی فکر مین پیچیدہ کیون ای طبع عالی ہے
بس اب جانے دی بندہ جائیگا مضمون خیالی ہے

نہ گل مین باس باقی ہی نہ اب لالی مین لالی ہے
خزان کی آمد و شد سے چمن کی پائمالی ہے

خدا کا فضل ہے اچھے ہین چہرہ پر بحالی ہے
نہ بہکین گے کبھی ساقی ہمارا ظرف عالی ہے

جمال اوسکا ہے آتش بال پرواز تصور کو
پری پروانہ شمع رخ پہ فانوس خیالی ہے

دکھا دل نہ پامالون کا بس صاحب چلے آؤ
چمن کی سیر ہے سبزے کی ناحق پائمالی ہے

مریض عشق ہون سر کو طبیبو میرے بالین سے
وصال یار کی شکل ابتو جان دیکر نکالی ہے

کوئی سرو چراغان ہی کوئی گلشن ہے داغونسے
شب و روز اوس بت کافر کے کوچہ مین دیوالی ہے

قیامت ہین خیالات کہن کو بند شین تازہ
یہ جدت روح مضمونکے لئے جسم مثالی ہے

کہنچے ہی تند دلجوسے ہنسی تے اوس پر یرو سے
قلم ہوتے ہین شمشاد اور گلونکی گو شمالی ہے

محرک ہے شکست رنگ گل شور عنادل کا
سمجھتے ہین کوئی تازہ مصیبت آنیوالی ہے

کوئی گر بیوفا کہتا ہی مجھسے کہتے ہین سنلو
عجب طبع روان ہے دیکھو اپنی مجھپہ ڈھالی ہے

بھرا ہے سر بسر تلخابۂ جہل و خودی اسمین
سرار باب نخوت بادۂ عرفان سے خالی ہے

جناب مرتضیٰ مین عرض حاجت کی نہین حاجت
جو تیرا حال ہی ایدل وہ کب کا اونپہ حالی ہے

شکایت کیا حبیب مبتلا کی آؤ جانے دو
کسی کا شیفتہ اک رند مشرب لا ابالی ہے

آج مین ہون فصل گل ہی باغ ہی گلفام ہے
رشک اسکا مجکو ہے لیکن کہ بزم عام ہے

یہ روش کیسی تری اے چرخ نیلی فام ہے
پا شنہ ہی عیش کی منزل مین غم مین گام ہے

سہر خرامان باغ مین وہ سرو گل اندام ہے
قمریان ہوتی ہین ناحق ذبح قتل عام ہے

کہدیا کیون تو نے ظالم لو اخیری جام ہی
اور دے ساقی ابہی میرا تو تشنہ جام ہے

اونکے بوسہ کا تو مین خوگر نہین اصلا مگر
آج تک باقی زبان پر لذت دشنام ہے

آج فرمائین وہ یارب سن کے میرا حال زار
مدتین گذرین بلا لو آج تک ناکام ہے

مرگیا عاشق تمہارا آج اس حسرت کے ساتھہ
رو رہا ہے جسکو دیکھو ہر طرف کہرام ہے

آکے فقر و نین مرے نادم ہوے وہ اسقدر
ملنے سے انکار یہان ہی اوسطرف ابرام ہے

سنتے ہو باور نکا نگر کے کچھہ بھی رقیب
ناتوان مین ہی حسد پیشہ ہے اور نحام ہے

ہاتھہ مونہہ کی طرح دھوڈالو کدورت دلکی بھی
آؤ اب ہو جاؤ ہم سے صاف دور جام ہے

الفت ساقی سے جب دیکھو مجھے لبریز ہون
نعرہ یا مرتضے شور شکست جام ہے

لے خبر للہ اے مشکل کشاے دو جہان
آج تک والد یہ سائل ترا ناکام ہے

مست صہبای ولاے ساقی کوثر حبیب
اک زمانہ جسکو کہتا ہے یہی بدنام ہے

سنین کیا ذکر مجنون کا یہ سب قصہ کہانی ہی
اجی ہمنے بھی اس کوچہ مین برسون خاک چھانی ہے

جنون کا جوش ہے آغاز عشق یار جانی ہی
ہنسی ہوتی ہی ہر سو میرا چہرہ زعفرانی ہے

وہ پوچھین یا نہ پوچھین پر جو کچھہ گذری ہی فرقت مین
ہمین یہ اپنی حالت ایکدن اونکو دکھانی ہے

تمہاری ابرو و نسی کیون نہ جانین سینکے نالان ہون
کمان ہی ایک کیانی ایک تیغ اصفہانی ہے

کیا ہی رام معشوقونکو ہمنے میٹھی باتون سے
زمانہ جسکا قائل ہی یہ وہ جادو بیانی ہے

شکایت کی شب فرقت کی اونسے ملکی جب ہمنے
کہا ہنسکر کہ ہان چہری پہ ابتک ناتوانی ہے

ہوا ہی جب سے عشق زلف و مژگان کل نہین دم بھر
غضب کی ٹیس ہی دلمین بلا کی سرگرانی ہے

بشارت نیک ہے خط دیکے قاصد مسکراتا ہے
کہے دیتا ہی دل کچھہ آج پیغام زبانی ہے

اجل کا خوف ہے کسکو کل آنی ہی تو آج آئے
تمہاری عشق مین مرنا حیات جاودانی ہے

ہمین ہاتھہ آئی مضمونکی طرح معدوم ہونے پر
کہلا عقدہ کمر کا اب یہ ناحق لن ترانی ہے

حبیب رند مشرب اور ترک الفت ساقی
کہا جسنے غلط ہی افترا ہے بدگمانی ہے

جب شام ہوئی دل گھبرایا لوگ اوٹھکے برائے سیر چلے
تفتیش صنم کو سوے حرم ہم جان کے دلمین دیر چلے

گو بحر الم طوفانی ہے ہر موج عدوے جانی ہے
اب پاؤن رکین گے کیا اپنے اس دریا کو ہم پیر چلے

اب کام ہمارا یان کیا ہے یہ آنا جانا بیجا ہے
جس وقت تمہاری صحبت مین ہم ہون اور حکم غیر چلے

ہم سمجھے تھے یان آئینگے دن تھوڑا سا ہے رہجائین گے
پر دل کی حسرت دل مین رہی جب سوے مکان غیر چلے

گو رنج جدائی ہے دل پر بیوقت سے ہے یہ دور ساغر
بیٹھے ہین حبیب احباب مگر اب تم بھی کہدو خیر چلے

کیف مے سے باغ عارض پر بہار آنیکو تھی
برق بھی ہمراہ باران بے قرار آنیکو تھی

اُن سے ملتے ہی خیال روز فرقت آگیا
ڈھل پڑے آنسو ہنسی بے اختیار آنیکو تھی

شش جہت مین شور محشر یہا دم رسا کا تھا
دل کی کشتی یا بچشم اشکبار آنیکو تھی

صبح سے آنکھین پھڑکنے کا کھلا آخر سبب
شام ہوتے ہی نوید وصل یار آنیکو تھی

رخشکی تیزی نے پا بوسی کی بھی مہلت ندی
خاک میری تا رکاب اے شہسوار آنیکو تھی

آگئے تم ورنہ نالونکی تو اب طاقت نہ تھی
کوئی دم مین لب پہ جان بیقرار آنیکو تھی

ہوگئی آندہی بجھانے کو ہوائے کوے یار
بعد مدت آج پھر شمع مزار آنے کو تھی

رات بھر تڑپا ہون یاد گیسوے خمدار مین
اب مجھے نیند اے خیال چشم یار آنیکو تھی

توبہ کیا تھی میری بخشش اوسکو خود منظور تھی
حیلہ تھا یہ رحمت آمرزگار آنیکو تھی

فاتحہ پڑھکر چلے جب وہ یہ تڑپا جسم زار
لوح مرقد ہٹ کے پائین مزار آنیکو تھی

اک نظر مین دیکھہ ہی لیتا تم آجاتے اگر
موت بھی دم بھر ٹھہر جاتی ہزار آنیکو تھی

بلبلونکی سرد آہون نے بھی باندہی کیا ہوا
باغبان کہتے ہین بے موسم بہار آنیکو تھی

جسطرح آئے تھے دو باتین بھی کر لیتے اگر
پھر تن بیجان مین جان بے قرار آنیکو تھی

انتساب حضرت ناسخ ہوا حاصل حبیب
سر تک اپنے بھی کلاہ اعتبار آنیکو تھی

کونسا ظلم ہے اب اے بت ترسا باقی
قتل کر یہ بھی نہ رہجائے تمنا باقی

خون کا آنکھون مین ہو شاید کوئی قطرہ باقی
چاک پہلو نہ کرو دلمین ہے اب کیا باقی

کچھہ دنون گر ہے یہی وحشت و سودا باقی
رہ سکے گا نہ کبھی سلسلہ پا باقی

قصہ زندگی ایک ہاتھہ مین فیصل ہی ابھی
چھوڑ مجھکو نہ ستمگار سسکتا باقی

لالہ رویون کو دکھاؤن گا محبت کی بہار
دل مین چندے جو رہا داغ تمنا باقی

اور نیرنگ دکھا اے فلک عربدہ ساز
اپنی آنکھین ہین ابھی بہر تماشا باقی

کوئی خواہان اجل آکے نہ محروم پھرا
تا قیامت رہے قاتل ترا کوچہ باقی

دیکھلے چیر کے پہلو نہ اگر باور ہو
دل مین ہے تیری محبت کے سیوا کیا باقی

دم ہی جبتک نہ بچوگے غم فرقت سے حبیب
جان کے ساتھہ ہے واللہ یہ جھگڑا باقی

کیا تجھے اے دل سیوای یاد دلبر چاہیے
بلبل شوریدہ کو ذکر گل تر چاہیے

کیا شہید ناز کو غسل و کفن کی احتیاج
خاک کوے یار کی بس ایک چادر چاہیے

فضل حق کے سامنے کیا مال ہی تاج و نگین
ساتھہ ہمت کے رسا ہونا مقدر چاہیے

شان مجنونی نہین معشوق ہو گر رشک حور
فتنہ گر طاقت ربا شوخ و ستمگر چاہیے

تنگدستی سے نہو دل تنگ اتنا اے حبیب
ہے خدا رزاق مطلق دل تو نگر چاہیے

دل لئے جاتے ہین داغون سے بدلنے کیلئے
کوئی صورت تو ہو ارمان نکلنے کیلئے

نہین ہوتا ہے پیاپے یہ تشنج دم نزع
پاؤن مضطر ہین رہ دوست مین چلنے کیلئے

دھوتے ہین اشکون سی لکھہ لکھکی حقیقت اپنی
شغل ہے یہ دل مضطر کے بہلنے کیلئے

پاؤن بڑھنے نہین دیتا ہے ہجوم حسرت
کسطرف نکلین کہان جائین ٹہلنے کیلئے

میری آنکھون ہی مین دن رات پھرا کرتی ہو
کیا تمہین اور جگہہ تھی نہ ٹہلنے کیلئے

اشک تھمتے نہین کہلجاے نہ راز الفت
دمبدم اوٹھتے ہین یہ طفل مچلنے کے لئے

رشتہ عمر محبت مین بنا رشتہ شمع
آتش حسن جہان سوز سے جلنے کیلئے

کیا ہے گر بچ بھی گیا تیرا مریض فرقت
مدتین چاہئین اب اسکو سنبھلنے کیلئے

بارلایا نہ کبھی نخل محبت اے چرخ
کیا نہین ہے یہ شجر پھولنے پھلنے کیلئے

راہبر فکر رسائی تو کرین اوس در تک
مین تو ہر طرح سے آمادہ ہون چلنے کیلئے

صورت نقش قدم اوٹھہ نہین سکتا ہی حبیب
کیا یہ بیٹھا ہے ترے کوچہ مین ٹلنے کیلئے

رواروی مین بگولا بھی غبار بھی ہے
پیادہ بھی ہے تری راہ مین سوار بھی ہے

چھٹی الم کی گھٹا ساقیا چلے پھر دور
ہوا ہے باغ بھی ابر نوبہار بھی ہے

امید و بیم کا انجام دیکھئے کیا ہو
جناب شیخ بھی ہین رند بادہ خوار بھی ہے

جو آئے ہو دم آخر تو اک ذرا ٹھہرو
تکان راہ بھی ہے وقت احتضار بھی ہے

ترے کرم پہ یہ تکیہ ہے دل کو اے معبود
خطا بھی کی ہے عطا کا امیدوار بھی ہے

کبھی ترے شہدا کا نشان نہین مٹتا
جہانمین نام بھی ہی سبکا یادگار بھی ہے

ابھی سنبھلنے کی قوت ہے بھائیو دیکھو
مٹے نفاق تو عزت بھی ہی وقار بھی ہے

کرو خیال شہنشہ تھے کل گدا ہو آج
زمانے مین کوئی تمسا ذلیل و خوار بھی ہے

ہے ناگزیر عمل ہم سبھونکو اوس پہ جو حکم
خلاف شرع بھی ہے دلکو ناگوار بھی ہے

نہ کہئے مونہہ سے بس اب کیجئے جو کرنا ہو
کسیکو آپکے وعدہ کا اعتبار بھی ہے

خدا نے کی تھی اطاعت نہ غیر کی لازم
ہمین کسی کی غلامی سی ننگ و عار بھی ہے

گلہ خلاف طبیعت نہو ٹھہرا اے دل
ابھی تو اپنے کئے سے وہ شرمسار بھی ہے

نہین ہے نوش بلا نیش راوق ہستی
سرور و کیف بھی ہے زحمت خمار بھی ہے

کرین جو کرتے ہین واعظ ہماری پردہ دری
خدا غفور ہے بندونکا پردہ دار بھی ہے

حبیب کیون نہ ہو پیری مین انتشار حواس
خیال نزع بھی ہے ہیبت مزار بھی ہے

کل جو دمساز تھے کیا یاد بھلائین اون کی
ابھی کانون مین ہین دلچسپ صدائین اونکی

دانہ زد کرتے ہین کیون اہل کرم پر چشمک
ڈھانپ لیتی تہین عیوب اونکی عطائین اُنکی

محو نظارہ ہین مشتاقونکی آنکھین دیکھو
پتلیان غرفونسے لیتی ہین بلائین اونکی

لاکھہ چاہے کوئی لائیگا کہانسے وہ بات
اُلفتین اور کسی کی نہ جفائین اونکی

ظالمو کیون نہ ڈرے آہ سے مظلومونکی
لو پہرین باب اجابت سے دعائین اونکی

جاے حیرت ہے جو رندون کو ہنسا کرتے تھے
رہن مے ہونیکو آئی ہین عبائین اون کی

ق

نہ رہے عاقل و اشناک اور ادیب و شعلہ
اُلفتین یاد کرین ہم کہ وفائین اونکی

اوٹھہ گئے وہ کہ گئی بزم سخن کی رونق
سُنکے اشعار وہ تحسین وہ رائین اون کی

ملنے والونکی زبانی وہ پیام اور سلام
تہین غنیمت کرم آمیز ادائین اون کی

تہا ہر اک نکتہ رس و فاضل و نقاد سخن
گو جہائین وہ نہین دلمین ہین جائین اونکی

مسلک عشق پہ ہین جتنے گنہگار حبیب
عفو کر دیتا ہے ستار خطائین اون کی

آجائے گا بلوا لو جلدی منظور جو دنکا چارہ ہے
عاشق کا پتہ کیا پوچھتے ہو وہ اک وحشی آوارہ ہے

ناحق جو زمانہ دے ایذا چھوٹے نہ رہ تسلیم و رضا

سمجھو کہ خدا نے فضل کیا عصیان کا یہی کفارہ ہے

نادان کیون اوج پہ نازش کی لازم ہے بلندی کو پستی
دولابی گردش گیتی کی کہتی ہے زمین گہوارہ ہے

اوس مصحف رخ کے پرتو سے ایام شہور و سال سے
ٹوٹکڑے ہوا تھا قمر جیسے ہر ماہ یوہین سیپارہ ہے

سمجھے تھے جواب نامہ ہم جبتک نہ کہلا تھا اونکا ستم
دیکھا تو لفافہ کے اندر خط اپنا پارہ پارہ ہے

گل چین چنکر لیجائینگے ہم حورون کو دکہلائین گے
لبریز گل صفت ہر دم یان دامانِ نظارہ ہے

معلوم ہے اوس کو خطا میری محجوب کہڑی ہی دعا میری
لیکن سن لیگا خدا میری عام اوس کا کرم ہموارہ ہے

ہر شخص کے مُنہ سے جو نکلی اکروزنہ کیونکر ہو جائے
کہتے ہین زبان خلق جسے وہ قدرت کا نقارہ ہے

سب چھوڑ حبیب نکتہ سرا رکھہ فکر سخن سے کام سدا
کاشانہ ہے قصر خیال تیرا یہ معشوق مہ پارہ ہے

محو نیرنگ جہان گر نہ طبیعت رہتی
مدتون تک میری آنکھون مین وہ صورت رہتی

دلمین زاہد کے اگر تیری محبت رہتی
حور و غلمان پہ مائل نہ طبیعت رہتی

تل برابر جو ان آنکھون مین مروت رہتی
بھولے چوکے کبھی ملنے کی بہی صورت رہتی

چار دن اور ٹھہر کر اگر آتی یہ بہار
کچھہ دنون پیر مغان سے ابہی بیعت رہتی

بہت اچھا تھا پھرتا جو چھری گردن پر
تیرے دل مین ذرہ ظالم یہ کدورت رہتی

گرم ہوتا نہ کبھی خود غرضی کا بازار
پہلے جو تہی اگر اے چرخ وہ صحبت رہتی

ہم قفس سیکھتے انداز نوا سنجی کا
کچھ دنون اور انہین گر مری صحبت رہتی

پھر تو اے یاد صنم دیر نشین بننا مین
تجھسے چندے جو اسید طرحہ صحبت رہتی

درمیان آگیا جن دوستونکے پای غرض
اون کی آنکھون مین بھلا کیسے مروت رہتی

اپنے مالک ہی پہ رہتا جو بھروسا ایدل
مانگنے کی نہ کسی غیر سے حاجت رہتی

لطف جتنا تمھین ہر حال مین غیر ونسے رہا
کم سے کم اتنی ہی مجھپر بھی عنایت رہتی

بار عصیانسے نہ پیری مین کمر جھک جاتی
نوجوانی مین اگر شغل ریاضت رہتی

لطف شاہی تھا ہمین فقر کی حالتمین حبیب
مال دنیا سے اگر سیر یہ نیت رہتی

رہی عمر بھر یہی آرزو کوئی شوخ ماہ لقا ملے
اوسے ہمسے لطف دلا ملے ہمین اُس سے داد وفا ملے

غم دہر سے بھی نجات کب ہمین انتشار مین کیا ملے
جو حضور قلب نصیب ہو تو ثواب یاد خدا ملے

نہ اثر ہو جسکے بیان مین اوسے داد کیسے بھلا ملے
جو کسیطرح کا مذاق ہو تو سخن کا دل کو مزا ملے

وہ عجب طرح کا جمیل ہے میری حیرتون مین دلیل ہے
نہ تو کوئی اوسکا عدیل ہے نہ کسی سے اوسکی ادا ملے

نہ برائی گر کوئی آرزو تو حصول کیا جو مٹا عدو

اوسے دوسرا تو یہ شرط ہے میری الفتون کی جزا ملے

ہے زمانہ دشمن آرزو نہین دوستون مین وفا کی خو
یہ مجال کیا ہے اوڑائے بو جو گلو نسے باد صبا ملے

نہ کوئی طریق طلب چھٹا رہا دور شاہد مدعا
ہے وہ خضر منزل شوق کا مجھے جس سے ٹھیک پتا ملے

تھی بلائے جان وہ روا روی کبھی اپنی کچھہ نہ میری سُنی
یہ ادا بھی ہوش رُبا ہوئی کبھی گر ملے بھی تو کیا ملے

کوئی دم تو فکر مآل کر نہ اِن اغنیا سے ملال کر
اوسی در پہ کیون نہ سوال کر کہ تیری طلب سے سیوا ملے

میرے دامنون سے ہو کیا جدا کوئی خار دشتِ جنون ہلا
ہر ایک ایسا لپٹا ہے جسطرح مدتون کا بچھڑا ملے

وہی چارہ گر ہے غریب کا نہ اوٹھیگا ناز طبیب کا
ہے مدام ورد حبیب کا مرے درد دل کی دوا ملے

وفا مین غیر و نسے اک دن مقابلہ ہو جاے
تو جلد بحث رقابت کا فیصلہ ہو جاے

بقا فنا سے جو بدلے دوئی کا نام مٹے
کسیطرح سے یہین طے یہ فاصلہ ہو جاے

زبان سے کچھہ نہین کہتا اوٹھا کے صدمہ ہجر
نہ درد دل کا بیان بھی کہین گلہ ہو جاے

کبھی تفہم حقیقت مین ہو بشر عاجز
اگر ازالۂ اوہام باطلہ ہو جاے

دیا ہے اسلئے پیر مغان کے ہاتھہ مین ہاتھہ
کسی گہراہ سے بیعت کا سلسلہ ہو جاے

رکا ہی دل مین کہین رو کنے سے جوش ملال
نہ نکلے آنکھہ سے آنسو تو آبلہ ہو جاے

دبا و مشق ریاضت سے نفس سرکش کو
خدا کے ہاتھہ ہے نصرت مجاولہ ہو جاے

نکل کے دل سے گرا فرش خاک پر اے اشک
نہ اس قدر بھی کوئی پست حوصلہ ہو جاے

کبھی سنو بھی تو ہے دل کو آرزو کیا کیا
نئی سپاہ کا ایک روز داخلہ ہو جاے

ہوس کی چھاؤن مین یون چھپ رہی ہین ارمان
نہان غبار مین جسطرح قافلہ ہو جاے

وہ روح تازہ رگ و پے مین پھونکدی ساقی
عیان شباب کا پیری مین ولولہ ہو جاے

جو برو نمین رہین اپنے پیشوا ون کی
ہر ایک نقش قدم ہمکو راحلہ ہو جاے

سخن حبیب کا سنلین جو شوق سے احباب
تو اس زمانہ مین کافی یہی صلہ ہو جاے

گھبراتا ہے کیون اے دل ہر دم اب ختم مصیبت ہوتی ہے
کہتے ہین جہان مین بعد الم انسان کو راحت ہوتی ہے

آپسمین محبت ہوتی ہے بے لوث طبیعت ہوتی ہے
جب اوس کی عنایت ہوتی ہے کچھہ اور رہی صورت ہوتی ہے

وہ عشق ہے وحشت سے بدتر معشوق کو جس کی ہو نہ خبر
کرتی ہے اثر اک دن دل پر گر دل سے محبت ہوتی ہے

کر کے آسایش کی فکرین ہم لاکھہ مصیبت پر سر لین
ہوتا ہے وہی ہر حالت مین جو اوس کی مشیت ہوتی ہے

ہو جاتی ہے تکمیل ہنر بنتا نہین دل تشویش کا گھر
بڑھتا ہے وقار انسان کو اگر ممکن یہ قناعت ہوتی ہے

اقوام کی حالت کو دیکھو اسباب ترقی کے سوچو

بڑہجاتے ہین آخر مین جنکو اچھون سے رقابت ہوتی ہے
ہم یاد نہین کرتے ہین اوسے ہین غفلت مین بھولے بیٹھے
کام اوس کو ہے ہر دم رحمت سے ہر لحظہ اعانت ہوتی ہے
کر جاتے ہین حاکم خود غرضی پروا کیا محکومون کی +
پڑتی ہے جب اون پر چوٹ وہی اوس وقت ندامت ہوتی ہے
سب عمر گذاری محنت مین کب چین سے بیٹھے غربت مین
جب پڑتا ہون تھک کر غفلت مین جنت کی بشارت ہوتی ہے
جس سر مین ہوا سے وصال نہین جس دل کو درد فراق نہین
سمجھانے سے وہ سمجھے کیونکر کیسی شب فرقت ہوتی ہے

ساکت ہے حبیب نکتہ سرا کیا چھوڑ دیا بالکل کہنا
کیون اوس کا دل ایسا سرد ہوا اس یاس پہ حسرت ہوتی ہے

باطن کی کشش دل مین ہر جا فطرت کی ودیعت ہوتی ہے
ہو جاتے ہین عاشق بہی پیدا جب حسن کی شہرت ہوتی ہے
پژمردگی و ناکامی مین کمہلائی صورت ہوتی ہے
لب غنچہ صفت کہلجاتے ہین جب دل کو مسرت ہوتی ہے
آئینہ قدرت صانع کا آفاق مین ہے ذرّہ ذرّہ
ہو غور حقایق پر جتنا اوتنی ہی بصیرت ہوتی ہے
آوارہ پریشان سرگردان بیتاب حزین مضطر حیران
ہر سو نگران رہوا ہے جہان عاشق کی یہ حالت ہوتی ہے

جو زلف مین دل الجھاتے ہین پھر کب وہ رہائی پاتے ہین

سارے قیدی چھٹ جاتے ہین جب پوری مدت ہوتی ہے

گر یاد کیا بھی ایذا مین بھولے حق کو استغنا مین

پاتے ہین دولت دنیا مین کیا طاری غفلت ہوتی ہے

ہے نیکیون کی یان نیک جزا ملتی ہے بدی کی بدکو سزا

ایک مٹ کے بنا ایک بنکے مٹایون روز قیامت ہوتی ہے

بیسو و درازی ہے سن کی محدود ہے وسعت باطن کی

کیا ہونگے رجال فن جن کی تھوڑی سی بضاعت ہوتی ہے

ہے صانع خلق حکیم ایسا کرتا ہے بکثرت وہ پیدا

جس جا آرزوے آب و ہوا جس شے کی ضرورت ہوتی ہے

ہم یاد مین تیری رہتے ہین فرقت کی جفائین سہتے ہین

جو آتا ہے دل مین کہتے ہین جب بیحد وحشت ہوتی ہے

اک دن تو زمانہ بدلے گا چمکے گا یہ نکھرا رنگ تیرا

کیون ہے مایوس حبیب اتنا ضایع کہین محنت ہوتی ہے

کر کے تعجب ہر گھڑی کیون میری حیرت دیکھئے
آئینہ لیجئے ہاتھ مین اور اپنی صورت دیکھئے

نکلے ہوے گھر سے جہان گذری ہے مدت دیکھئے
کس وقت دل سے دور ہو اندوہ غربت دیکھئے

دمساز اہل نغمہ ہے زاہد کی حالت دیکھئے
آہنگ وحدت کر گیا دل مین سرایت دیکھئے

ہے شاق دل کو کس قدر شکل رقابت دیکھئے
سایہ سے بھی مجھے اپنے ہوتی ہے وحشت دیکھئے

رکھتے ہین خورشید و زمین تاثیر مقناطیس کی
اللہ رے جذب و کشش دونون کی قوت دیکھئے

شیدا نہین یہ حور کا کیا درد ہو مہجور کا
شاہد پرستون سے ذرا زاہد کی نفرت دیکھئے

القصہ چشم یار کی صہبائی کو ثر پیجئے
عشق گل رخسار مین گلزار جنت دیکھئے

ایسا بگولا ایک اوٹھا مہر رخشان چھپ گیا
یہ بھی ہوا کا پیر تہا ذرون کی رفعت دیکھئے

صورت ہمین دیکھلائی نقد دل و دین لیجئے
ہم رونمائی مین کسقدر دیتے ہین ہمت دیکھئے

ہین اہل سب عزلت گزین نااہل ہی مسند نشین
کیا دوڑ تا پرسان ہی یہ جاہل کی جرأت دیکھئے

حق نے ہمین گو کر دیا سلطان اقلیم سخن
لیکن نہین ابتک ہوئی دولت دیکھئے

اکدن حبیب نکتہ دان دینگے صلہ اہل جہان
جاتی نہین ہے رایگان انسانکی محبت دیکھئے

چمکا رہی ہے حسن کو مے کی حرارت دیکھئے
گل سے زیادہ سرخ ہے چہرہ کی رنگت دیکھئے

دربانسے اونکے مینے کی شبکو سماجت دیکھئے
مجبور کر دیتی ہے یون انسان کو حاجت دیکھئے

بیکار کر دی کبر نے شیطانکی طاعت دیکھئے
نخوت سی ہاتھ آیا نہ کچھ جز طوق لعنت دیکھئے

ہین سفلہ پرور کس قدر ارباب دولت دیکھئے
کیا رتبہ اعلی ملا ادنی کی قسمت دیکھئے

معلوم ہو فرقت مین گر برسون مصیبت جھیلئے
ناصح کسی بیمہر سے کر کے محبت دیکھئے

دم آپ کا بھرتا رہا سہکر ہزارون سختیان
ہون آج تک ثابت قدم میری بھی الفت دیکھئے

اے رحمۃ للعالمین محبوب رب خیر رسل
ہے ہند مین بے دست و پا حضرت کی امت دیکھئے

۱ رائج ہوئے ہین ہر طرف شرک و منا ہی آجکل
۲ اہل شریعت کی ہوئی معدوم ہمت دیکھئے

۳ مفقود ہے نور یقین مغلوب ہین اعیان دین
۳ ہر سمت جہل و کفر کی چھائی ہی ظلمت دیکھئے

۴ جس سرزمین کیواسطے دیندار لاکھون مٹگئے
۴ جاری ہی وان مولا مرے بحر ضلالت دیکھئے

۵ ہر سو ہین رائج بدعتین ویران ہین لاکھون مسجدین
۵ باقی نہین اسلام مین شان جماعت دیکھئے

آنکھونمین ہی شکل آپکی مژگانکی چلمن ہی پڑی
دل مین مرے آجاے اگدن یہ خلوت دیکھی

پیری مین یہ مے نوشیان بس ای حبیب خوش بیان
کرنے لگی اب تو زبان با تونمین لکنت دیکھئے

احسان قاتل کا لیا شوق شہادت دیکھئے
اُترے ہمارے سر سے کب یہ بار منت دیکھی

زاہد ہو شاید یہ وہ مے ہی جسکی حرمت دیکھئے
ایک گھونٹ پیکے کسقدر ہوتی ہی فرحت دیکھئے

ناقص کی عزت دیکھئے کامل کی ذلت دیکھئے
اندھیر ہے اب نور پر غالب ہے ظلمت دیکھئے

نخوت ہی دیندار و نمین اب جای اخوت دیکھئے
منسوخ کیسا ہو گیا آئین خلعت دیکھئے

باقی نہین تاب و توان کروٹ بدلنا ہی گران
کیا رنگ دکھلائی ہمین اندوہ فرقت دیکھئے

افسانہ ہونگے راز سب ہونا جنونکا ہی غضب
رو کی نہین رکتی ہے اب میری طبیعت دیکھی

ہر بات مین عیاری اہل حکومت ہے عیان
کوئی نہ کوئی انپہ اب آتی ہی آفت دیکھئے

ہین خوگر افعال بد پیتے نہین افعال بد
بننے کو ہین تمثال بد یارونکی شامت دیکھئے

پنہان شرر ہی سنگ مین پیدا چمک ہے رنگ مین
دلبستگی آہنگ مین صانع کی قدرت دیکھئے

دلمین مرے غم اوسکا ہو آوارہ محرم اوسکا ہو
ناچیز ہمدم اوسکا ہو یہ عزم و جرات دیکھئے

کسکی بنا ہے پوچھکر کیجئے عمارت پر نظر
دکھلاتی ہی کیا کیا سمان پھر چشم عبرت دیکھئے

دشوار ہے دیدے خدا سب خوبیان اک شخص کو
یا حسن صورت دیکھئے یا حسن سیرت دیکھئے

کل تذکرہ تھا مے سے کی توبہ حبیب رند نے
پیر مغان سی آج کی پھر اوسنے بیعت دیکھئے

جمتا نہین دل پر کبھی زنگ کدورت دیکھئے
ہین بوقلمونی پاک ہے ہر وقت طینت دیکھئے

جب نظم ہو مد نظر قانون فطرت دیکھئے
اپنی سخندانی کی پھر دنیا مین شہرت دیکھئے

اب صلح پر مجبور ہین ارباب دولت دیکھئے
ہو جاتی ہی بے چادری یون وجہ عصمت دیکھئے

ہر بات مین ہی سادگی رنگ حقیقت دیکھئے
زور و نپہ ہی طبع رسا آج اسکی جودت دیکھئے

سب سے زیادہ خلق مین انسان حاجتمند تھا
پتلا بنا کر درد کا سکھلائی حکمت دیکھئے

ہر شخص شیدا ہو گیا اہل کرم کے نام کا
دنیا مین کیا دلربا ہی حسن نیت دیکھئے

ارباب علم و فضل کی جس قوم نے تقلید کی
اک روز آخر لیگئی وہ گوے سبقت دیکھئے

ناچیز ہے کی بہی اگر اہل غرض نے آفرین
غیبت مین کیا کیا آپکو کہتی ہی خلقت دیکھئے

جسکے موافق ہو ہوا موسم ہے اوسکو جانفزا
جب کہولین گل بند قبا بلبل کی عشرت دیکھئے

ہین آتش و آب و ہوا قابو مین مشت خاک کے
دی حضرت انسان کو کیا خالق نے طاقت دیکھئے

جب عیش غربت مین ہوا یاد وطن مین جی کڑہا
گردون ہمین دکھلائیگا کب روی راحت دیکھئے

پابند اپنی وضع کا نکلا حبیب مبتلا
جیلی خوشی سے ہر بلا یہ صبر و ہمت دیکھئے

پاک ایسا ہو دل کدورت سے
آئینہ دیکھے جسکو حیرت سے

اونس ہے اونکی اچھی صورت سے
کام کیا ہم کو حسن سیرت سے

عاشقون کی کبہی نہ لین گے خبر
ہین وہ مجبور اپنی عادت سے

بد ہے انجام جہوٹے وعدونکا
حاصل اس طرح کی مروت سے

جانتے ہین فضیلت طاعت
یہ واعظ کرین گے فرصت سے

کہا سکے خود نہ دوسرونکو کہلائے
فائدہ کیا دنی کو دولت سے

بام اعزاز و جاہ گر ہے بلند
کام لو نردبان ہمت سے

کیا ہے پھر عرض حال کی حاجت
جب ہو پیدا سوال صورت سے

۲

لڑ گئی آج اون کی چشم ناز
خود ہی میری نگاہ حسرت سے

جھکتے ہین جنکے مرتبے ہین بلند
کون ملتا ہے پست فطرت سے

چلی ساتھہ اونکے جان عاشق کی
نہ اوٹھا بار غم نقاہت سے

ہو نہ زاہد رجوع قلب اگر
فائدہ کچھہ نہین عبادت سے

کینہ پرور کے دل پہ الفت کا
رنگ جمتا نہین کدورت سے

مر گیا آج عاشق نالان
ہوئی لیجے نجات زحمت سے

جبکہ لاتقنطو خدا فرمائے
یاس کیونکر ہو ہم کو رحمت سے

دربدر پھر چکے حبیب بہت
اب تو بیٹھو کہین قناعت سے

جہان رہے نہ کسی دل پہ بار بنکے رہے
گلون مین رنگ چمن مین بہار بنکے رہے

وہ خاکسار اوٹھین کیا تیری گلی سے بھلا
عدو کے دلمین جو برسون غبار بنکر رہے

کیا فلک نے دل صاف کا کچھہ ایسا رشک
ہمیشہ کد سے کہ یہ داغدار بنکے رہے

وہ آئے خواب مین راحت سے تا سحر گذری
تمام شب مرے دلمین قرار بنکے رہے

وبال شان امارت نکیون ہو عسرت مین
ستم ہے جب اثر مے خمار بنکے رہے

ہمیشہ سوز محبت مین سختیان جھیلین
وہ سنگدل تھے تو ہم بھی شرار بنکے رہے

فراق یار سے پیدا تھی وہ خلش دل مین
کہ پھول بھی مرے بستر پہ خار بنکے رہے

کہے زبان سے جو انسان اوسی نباہے بھی
کبھی جہان مین نہ وہ بیاعتبار بنکے رہے

ہوئے وطن سے زیادہ عزیز غربت مین
ملے ہم ایسے کہ اغیار یار بن کے رہے

مآل ذلت و خواری ہے عجب و نخوت کا
وہ سربلند ہین جو خاکسار بن کے رہے

گنہ سے کرتی ہے محجوب نیک و بد کی سمجھ
ہم اپنے ہاتھ سے خود شرمسار بنکے رہے

قمر کے چہرے سے ہو جائے دور عیب کلف
جو چار دن تیرا آئینہ دار بنکے رہے

یہ جذب عشق ہے نادیدہ تیری دیوانے
ہمیشہ ایک سے دو دو سے چار بنکے رہے

ہے گل رخون کی محبت دلیل خار الم
ضرور بگڑے گی کوئی ہزار بنکے رہے

صلای عام تہا ساقی کی انجمن مین حبیب
تمہین علیحدہ کیون روزہ دار بنکے رہے

لطف وطن ہمیشہ میسر سفر مین ہے
دل جسکو چاہتا ہے وہ میری نظر مین ہے

اوس آگ کے دہوئین سے جو پیدا جگر مین ہے
سیل سرشک تازہ نہان چشم تر مین ہے

آفت کا تو ڑیار کے تیر نظر مین ہے
دل مین اگر سپر ہے تو پیکان جگر مین ہے

وجہ بقاے نام ہے کب کوشش نمود
غواص کا پتہ کہین آب گہر مین ہے

ہے عیب بھی صواب جو مقبول خلق ہو
لالہ کا حسن تابش داغ جگر مین ہے

کہتا ہے اوٹھہ کے کوچۂ قاتل سے گرد باد
برباد یو ہین ہو گا جو اس رہگذر مین ہے

لیکر پہرا ہے آج مقرر پیام وصل
چہرے سے ہے عیان جو دل نامہ بر مین ہے

اکدن غرور حسن پہ بھی بھولتے نہین
کیا ایسی بات عاشق شوریدہ سر مین ہے

ای رشک گل تپش دل عاشق کی دیکھلے
عالم ہوا کا طایر بے بال و پر مین ہے

وصف دہان یار سے شیرین ہی کام جان
سچ پوچھئے تو کب یہ حلاوت شکر مین ہے

دل کو تلاش ورہم داغ جنون ہے پہر
یہ راہبر تجسس زاد سفر مین ہے

بیمہریون کا لطف ہے خوی کرم کے ساتھ
وہ خوشگوار ہے جو حلاوت شکر مین ہے

بعد زوال چاہئین فکرین عروج کی
کوشش کا نور تازہ جمال قمر مین ہے

کھٹکا تھا خار الفت عارض کبھی یہان
دامانِ گل کی بو میری چاک جگر مین ہے

برسون بنا چکے ہدف ناوک نگاہ
پھر پوچھتے ہو ضبط کی قوت جگر مین ہے

فرماتے ہین وہ ناز سے آئینہ دیکھکے
ایسا حسین کوئی تمہاری نظر مین ہے

کہوتا ہے انتساب فرومایہ اختیار
نعمت ذلیل کاسۂ دریوزہ گر مین ہے

آئے گا روز عیش کٹی غم کی شب حبیب
کچھہ تو اثر تمہاری دعاے سحر مین ہے

جینے کا لطف صحبت اہل وطن مین ہے
غربت مین جو پھنسا ہی وہ قید محن مین ہے

گو پیرہن شباب کا عالم سخن مین ہے
ہر وقت کیف تازہ شراب کہن مین ہے

جان تازہ یاد عارض جانان سی تھی نہین
یوسف کی بو بھری ہوئی اس پیرہن مین ہے

ہے سادگی مین اور نہ کسی بانکپن مین ہی
ترکانہ وہ ادا جو مرے تیغ زن مین ہے

پہونچا دیار یار مین عاشق پس فنا
اب خاک مین کفن ہے نہ مردہ کفن مین ہے

جو شے بلاے جان ہے وہی اسکو ہی عزیز
فکر اپنی مخلصی کی دل راہزن مین ہے

وقت سحر ہے گرم فغان کارروان گل
افسردگی کا رنگ ہوا ے چمن مین ہے

مجرم کے ساتھہ جانے مین ایسا ہی اتشار
تارون کو فکر قطع روابط کفن مین ہے

کیا پوچھتے ہو پڑہ کے نکیرین دیکھہ لو
حاضر جواب نامہ ہمارے کفن مین ہے

کیا عطر بیز خاک درگلعذار تھی
بو جامۂ عروس کی میرے کفن مین ہے

خوش ہوگی روح جامہ ہستی اوتار کے
لرزان ہوا ی دہر سے اس پیرہن مین ہے

جو کچھہ کہین ہمیشہ اوسی سے ہی اتفاق
گویا زبان اونہین کی ہماری دہن مین ہے

ناقوس دیر بنگیا پردہ حجاب کا
لب پر ہے شیخ کے جو دل برہمن مین ہے

تڑپا رہا ہے دل کو سحر سے پیام وصل
آمد نشاط عید کی بیت الحزن مین ہے

ہنس دو تو عاشقِ لب شیرین ہو کامیاب
پوشیدہ جوے شیر تمہارے دہن مین ہے

یون چاہیے ثبات قدم راہ عشق مین
پروانہ جلگیا مگر اب تک لگن مین ہے

غازہ بنے گی گرد تیمی سفر کے بعد
موتی کی آبرو نہین جب تک عدن مین ہے

دل ایک ہون تو باتون مین کیون اختلاف ہو
میری زبان پر ہے جو ادنکے دہن مین ہے

عارض ہے زیر زلف جبین ہے تہ نقاب
پوشیدہ چاند ابر مین سورج گہن مین ہے

آینکا وعدہ کر کے بلایا ہے دیکھئے
کیا بات آج خاطر پیمان شکن مین ہے

عقبےٰ کا گر ہو دھیان تو دنیا ہو کیون عزیز
غربت ہے او سپہ شاق جو یاد وطن مین ہے

شوخی سے شاہد ونکی متانت ہے دلفریب
دلکش ادائے شرم حیا ہر دلہن مین ہے

دیکھین حضور شاہ مین کس دن ہو باریاب
افسردہ دل حبیب سخنور دکن مین ہے

لشکر غم فتحیاب دیکھئے کب تک رہے
عیش کا یون سد باب دیکھئے کبتک رہے

چہرہ پر اونکے نقاب دیکھئے کبتک رہے
ابر مین یہ آفتاب دیکھئے کب تک رہے

دل طپش غم سے آب دیکھئے کبتک رہے
ریزش اشک کباب دیکھئے کبتک رہے

ضبط پہ اب کیا ہو ناز ہو گیا افسانہ راز
نالہ رقیب حجاب دیکھئے کب تک رہے

بوسہ پہ تکرار ہے وصل سے انکار ہے
رات ہے کم یہ حساب دیکھئے کبتک رہے

وقت ہے ساقی پلا بیٹھے ہین واعظ تو کیا
بحث عذاب و ثواب دیکھئے کبتک رہے

ہون وہ مخاطب ذرا جب تو کہون مدعا
غیرون سے روی خطاب دیکھئے کبتک رہے

رشک رگ گل نگاہ ہمنفس برق آہ
چشم حریف سحاب دیکھئے کبتک رہے

مین ہون قتیل فراق آتا ہے قاصد یہ شاق
پھر دہین خانہ خراب دیکھیے کبتک رہے

لو وہ خفا ہو گیا ہاے یہ کیا ہو گیا
چپ میرا حاضر جواب دیکھیے کبتک رہے

ہوتا ہے رخصت شباب دلمین توان ہی نہ تاب
زور و نپہ یہ انقلاب دیکھیے کبتک رہے

حرمتِ واعظ یہ کی رندون نے مے خوب پی
گرم نصیحت جناب دیکھیے کبتک رہے

چھٹ گئی بچپن کے ساتھہ بیٹھے ہین ملل کی ہاتھہ
یارون سے ہم کو حجاب دیکھیے کبتک رہے

آئیگی اب کیا وہ بات اوٹھہ گیا لطف حیات
رنج بہار شباب دیکھیے کبتک رہے

دیدۂ دل ہین اودہر خیرہ ہے میری نظر
آئینہ مین آفتاب دیکھیے کبتک رہے

دور ہی کیون اسی نصیب شاہ دکن سے حبیب
روز یہی پیچ و تاب دیکھیے کب تک رہے

وصل سے وان اجتناب دیکھیے کبتک رہی
روح کو تن کا حجاب دیکھیے کبتک رہے

دل کا مکین اضطراب دیکھیے کبتک رہے
صبر کی مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

آئی شب انتظار قلب ہے سیماب وار
روز یہی پیچ و تاب دیکھیے کبتک رہے

دید سے ہین بے نصیب وہ رگ جان سے قریب
کیسے مٹے یہ حجاب دیکھیے کبتک رہے

دل کو تمنا وہ آئے آنکھون کو ارمان نجائے
شوق کو یہ اضطراب دیکھیے کبتک رہے

ہے الم زندگان باعث سوہان جان
جوش پہ چشم پر آب دیکھیے کبتک رہے

فکر معیشت کے ساتھہ ساتھہ ہی فکر نجات
جان کو دوہرا عذاب دیکھیے کبتک رہے

درد کی ہاتھہ سے آہ کشور دل ہے تباہ
گھر مین یہ خانہ خراب دیکھیے کبتک رہے

زلف معنبر کی بو پہیلی ہے پہر چار سو
خون جگر مشک ناب دیکھیے کبتک رہے

لب پہ نہین کے سید احرف نہین دوسرا
اون کا یہی اک جواب دیکھیے کبتک رہے

اونسے ملا پھر رقیب ہم ہین جدا یا نصیب
دشمنِ جان کامیاب دیکھئے کب تک رہے

دل کا ہے سودا گران ہین وہ سرِ امتحان
حجت عیب و صواب دیکھئے کبتک رہے

وہ متلون مزاج باتو نہین بگڑا ہے آج
لطف کے بدلے عتاب دیکھئے کبتک رہے

چھوڑتے ہین نیکخو محفل عالم مین لو
مٹ گیا گل پر گلاب دیکھئے کبتک رہے

ہو گئے رخصت حبیب دلسے تو ان و شکیب
حسرت و غم بار یاب دیکھئے کبتک رہے

روزِ ازل سے پٹ غم الفت کی جا نہین ہے
لذت بلا کی اس خلشِ جاودا نہین ہے

صادق ہو جذب دل تو خلوت ہو دس مکا نہین ہے
جو منزلت کی حد نظر سالکان مین ہے

جو دل ہے بیقرار غم رفتگان مین ہے
اک شور الرحیل کا اس کاروان مین ہے

تسخیر کا اثر تیری میٹھی زبان مین ہے
سحر حلال پردۂ حسن بیان مین ہے

تڑپا رہی ہے دل کو ہوا کوے یار کی
کیا رہبرون کا قافلہ ریگ روا نہین ہے

عشاق کو مدارج الفت پہ کیا ہو ناز
ہر دم ہجوم بیم و رجا امتحان مین ہے

اوراق گل ہین پردۂ ہر ساز عندلیب
آہنگ نغمہ ہائے مسرت فغا نہین ہے

لے بھر کے جام عیش خرابات دہر سے
وافر یہ بادہ ظرف زمان و مکان مین ہے

بدلی نہ آج تک تیری رفتار اے فلک
اب کونسی ہوس دل ایذا رسان مین ہے

سینہ مین سر مین آنکھ نہین پہلو مین قلب مین
وہ کیا ملے جو دہم مین ہے نہ گما نہین ہے

افسانہ ہائے عشق ہون یا قصہ ہائے حسن
لطف انہین وہ نہین جو تری داستا نہین ہے

ہر شے کی ہے بقا و فنا صورت حباب
صنعت کا تیری شور محیط جہا نہین ہے

کروٹ بھی لی نہ طالع خفتہ نے ایک بار
مدت سے بے خبر اسی خواب گران مین ہے

اہلِ ہنر عزیز ہین جنس ہنر گران ق پر دخل یان نصیب کو سود و زیان مین ہے
جبتک ہے نور مہر مین اور ماہ مین ضیا محمود کے کمال کا شہرہ جہان مین ہے
نور ولای شاہ ولایت کی آب و تاب مانند شمع طور دل خواجگان مین ہے

توبہ اخیر عمر مین زیبا نہین حبیب
تا حال پاس وضع بہی اہل جہان مین ہے

کسیکی سنکے نہ ہرگز تمہارے در سے پہرے ہم اک زمانہ سے بگڑے جہان بھر سے پہرے
کریم وے پر پرواز مرغ دل کو مرے یہ جاے گر توہبت پہلے نامہ بر سے پہرے
نہ درد ہجر وہ آفت کہ آکے سر سے ٹلے نہ وہ بلا شب فرقت جو آکے گھر سے پہرے
ادہر کا رخ کیا ہمنے وہ جس طرف کو چلے وہ ہین کہ ہم نظر آئے جدہر ادہر سے پہرے
ہزارون منزل الفت کے رہنما پاکر جناب خضر حسینون کے رہگذر سے پہرے
وہی ہین نام خدا آپ مجکو حیرت ہے جو پتلیون مین میری مدتون نظر سے پہرے
طریق عشق مین اے دل دکہا ثبات قدم بہٹک گئے وہین پیر و جوا ہر سے پہرے
بنائے تیرے جمال و جلال کا پرتو کمال تیز بہی خورشید گرقمر سے پہرے
ہمین تہے ایک جو دریاے عشق پر گئے نہنگ وار شنا در کمر کمر سے پہرے
کہان وہ عارض و کاکل کہان گل و سنبل اسی خیال مین ہم شام تک سحر سے پہرے
نہ ایک دم بہی رکی ہستی و عدم کی راہ یہان کچہ آئے ادہر سے تو کچہ ادہر سے پہرے
وہ کب ہین کوچہ الفت کے مرد میدان جو کسیکے زور پہ ٹہیرے کسیکے ڈر سے پہرے
یہی ہے عشق کا مسلک کہ خارزار و نہین چلے پیادہ اسیر اور قتیل سر سے پہرے
جری وہ ہے جو غضب مین خدا کا خوف کرے وہی بشر ہے مخیر جو راہ شر سے پہرے

جھلک نہ پستیٔ فطرت کی دیکھئے گا حبیب
زمانہ لاکھ کسی صاحب ہنر سے پھرے

جنون مین لڑ گئے ناصح سے چارہ گر سے پھرے
رہے کہین کے نہ وہ پھر جو تیرے در سے پھرے

نگاہ ناز کی اچھی ہو مین مدارا تین
وہ سارے تیر ہے دلمین جو جگر سے پھرے

ہجوم باب اجابت پہ ہے قیامت کا
ہے ناتوان میرا پیک دعا کدھر سے پھرے

نفاق لال لہو کو سپید کرتا ہے
وگرنہ لخت جگر کسطرح جگر سے پھرے

خدا نے یاس مین دکھلائی صورت امید
جو ڈبڈبای تھی وہ اشک چشم تر سے پھرے

نکیون جہان مین آوارگی کا رنگ جمائے
نگاہ جب کوئی لڑکر تیری نظر سے پھرے

چمن کے لٹنے پہ کرتی ہے کیون فغان بلبل
خزان محال ہے فریاد مشت پر سے پھرے

مین وہ مسافر ملک عدم ہون اے قسمت
گنوا کے رخت تہیدست جو سفر سے پھرے

مریض ہجر یہ سمجھے مسیح آپہونچے
نسیم صبح جو قاتل کی رہگذر سے پھرے

ستم ہے دن نہ پھرے آج بھی پھری قسمت
وہ آتے آتے مجھے دیکھکر ادھر سے پھرے

نہ تھی امید شفا دل کو اس مرض مین حبیب
بچے ہم ایسے کہ گویا خدا کے گھر سے پھرے

دل بچے کیونکر بت عیار سے
سامنا غافل کا ہے ہشیار سے

گل بچا جاتے ہین پہلو خار سے
اہل زر ہین کیون جھکین نادار سے

ہٹ نہین سکتے کبھی پاے ثبات
بھاگتا ہے سایہ خود دیوار سے

یہ ریاضت کا ثمر ہے عندلیب
پھول چھڑتے ہین تری منقار سے

کچھ تو کہیئے کس پہ ہوگا ہاتھ صاف
مشورے رہتے ہین کیون اغیار سے

خون کرتا دل کو خوف معصیت
سابقہ ہوتا نہ گر غفار سے

ہوتی ہے شان شرافت خود عیان
مرد کی رفتار سے گفتار سے

ہم برے واعظ تمہین اچھے سہی
فائدہ ہر وقت کی تکرار سے

چاہئین معقول اصحاب و جلیس
عقل لے سکتے نہین بازار سے

دل مین کر لی ایک پریش نے جگہہ
جنس الفت لائے ہم بازار سے

کچھہ زمانہ کرنے دیتا ہی نہین
دست و پا ہین آج کل بیکار سے

کیون لہو دل کا بہایا بے سبب
کوئی پوچھے دیدۂ خونبار سے

کہدیا اہل وفا کو خود غرض
یہ خطاب اچھا ملا سرکار سے

دل کو یہ وعدے تسلی خاک دین
جلد پھر جاتے ہو تم اقرار سے +

حد نہ تھی میرے گناہون کی مگر
چھپ گئے سب دامن ستار سے

ہو سکے فکر سخن کیونکر حبیب
ایک دم فرصت نہین افکار سے

وہ اٹھے ہین تیور بدلتے ہوئے
چلو دیکھین تلوار چلتے ہوئے

نہ دیکھا تھا عاشق کو جلتے ہوئے
وہ الٹے پھرے ہاتھہ ملتے ہوئے

اوٹھو سونیوالو لگے گی نہ دیر
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے

نہ دیکھا ترے دور مین ای فلک
نہال تمنا کو پھلتے ہوئے

ہین انگشت حیرت بدندان مسیح
وہ مردے جلاتے ہین چلتے ہوئے

چلو میکدہ محفل وعظ سے
یہ عالم دیکھو آ چلتے ہوئے

زبان پر ترا نام جب آگیا
تو گرتے کو دیکھا سنبھلتے ہوئے

محبت مین پائے ہر اک راہ سے
ہزارون ہی رستے نکلتے ہوئے

ہین کیا اونکی زلفین یہ ایدل نپوچھ
چھلاوے کو دیکھا ہی چھلتے ہوئے

بنے جزو تن جب چبھے خار غم
یہ کانٹے ندیکھے نکلتے ہوئے

کیا کچھ نہ جب تک رہا اختیار
جہان سے چلے ہاتھ ملتے ہوئے

غم عشق پیدا ہوا میرے ساتھ
اسے گذری اک عمر پلتے ہوئے

رُکے کس طرح تیغ ابرو کا وار
سُنا ہے اجل کو بھی ٹلتے ہوئے

اُن آنکھونکے فتنونکا کیا پوچھنا
یہ جادو ہین لاکھون مین چلتے ہوئے

نہین شمع عارض پہ خط جمع ہین
ہزارون ہی پروانے جلتے ہوئے

فسانے ہین مشہور عشاق کے
ق کٹی عمر فرقت مین جلتے ہوئے

جوان مرتے دیکھے بہت نامراد
سنا ہوگا ارمان نکلتے ہوئے

نہین کھیل چلنا رہ عشق مین
ق ذرا پاؤن رکھنا سنبھلتے ہوئے

جو مشہور ثابت قدم تھے حبیب
اونہین ہمنے دیکھا پھسلتے ہوئے

چمن مین ایک دم آکر وہ رشک گل اگر بیٹھے
تو میری طرح بلبل بھی کلیجہ تھام کر بیٹھے

اسیران ہوس محروم پھر کر دربدر بیٹھے
یقین کب تھا جو دینا ہی خدا دیدیگا گھر بیٹھے

کبھی افسانہ الفت سُنانے ہم اگر بیٹھے
تو سارے درد والے تھام کر قلب وجگر بیٹھے

نہ اٹھے جسجگہ ہم کر ترے آشفتہ سر بیٹھے
ہزارون زلزلے آئے اُٹھے طوفان گھر بیٹھے

قیامت ہین شب فرقت مین یہ وحشت فزا بادل
گلا تیرا کہین اے بلبل شوریدہ سر بیٹھے

یہی وارستگی رکھتی ہے ہم کو سب سے بیگانہ
جو کچھ سودا جہی وہ کہہ بیٹھے جو آیا جی مین کر بیٹھے

یہ کیون ہے اونکے دربانونکو ضد ہم خستہ حالون سے
اوٹھا دیتے ہین ظالم عاشق محزون جدہر بیٹھے

اُنہین کیا مذہب وملت سے جنکی عمر یون گذری
لڑے اس سے ملے اوس سے اِدہر بیٹھے اُدہر بیٹھے

سخندان ہوگئے بشاش ساری ہرزہ گوساکت
جہان دوچار نقاد سخن اہل نظر بیٹھے

کرین کیا عرض مطلب ملکے جب یہ رنگ صحبت ہے
خبر اون کو نہین اِسکی بھی کب آکے کدہر بیٹھے

مراتب عالم حادث مین پایا تلخ دشیرین کا
پئے تیغ حوادث بنکے جب سینہ سپر بیٹھے

نہ آنا تھا اگر تم کو تو وعدہ کیون کیا صاحب
عبث بھی تارے گنتے شام سے ہم تا سحر بیٹھے

کٹی عزت سے مالک نے دیا دینا تھا جو اوسکو
جہان پائے ہمت جب پکڑ کر ایک در بیٹھے

کوئی ایسا نہین واں جو کہے کچھ دو جواب انکو
گلی بھر جائے گی یونہین رہی گر نامہ بر بیٹھے

خدا رکھی سلامت شاہ آصف جاہ سادس کو
جہیب خستہ خاطر کو طلب کرلین گے گھر بیٹھے

اب مسلمانون مین دولت ہی نہ عزت باقی
کیا ہے اے ہند کوئی اور بھی ذلت باقی

گُل چکے شمع صفت صدمۂ محرومی سے
مگر اے بخت سیہ ہے وہی ظلمت باقی

صحبتین جتنی تھین برہم ہوئین سب آخرکار
ہم ہین اور قبر کا اک گوشۂ عزلت باقی

دینگے اعمال بد ونیک کا اوس وقت نشان
غیر صانع نرہے جب کوئی صنعت باقی

نیک لوگونکے مخالف ہین ازل سے بدخو
دیکھئے رہتی ہے کبتک یہ رقابت باقی

مٹ گئے لاکھہ نشان نامور ونکے لیکن
جا بجا اب بھی ہے سرمایۂ عبرت باقی

نسل کا عیب مٹانے سے کہین مٹتا ہے
بدلین اوضاع پہ رہتی ہے رذالت باقی

کار بد کرنے مین کچھہ دیر مزا ملتا ہے
عمر بھر رہتی ہے اعمال کی شامت باقی

سورتدبیر ہے ادبار کے لشکر کا نشان
رائے مین خود نہین رہتی ہے اصابت باقی

معصیت کارونکی کیونکر ہو بھلا پردہ دری
ہے چھپانیکو تیرا دامن رحمت باقی

چنتے ہین ہم چمنستان حقیقت سے وہ پھول
تازگی جن کی مخلد ہے لطافت باقی

شحنہ لے لیتا ہے جو چیز ہو رہزن کے پاس
نہین ممکن کہ رہے مال غنیمت باقی

بھول سکتا نہین دل الفت یاران وطن
ہے ابھی گوشۂ خاطر مین وہ صحبت باقی

اڈھ گیا بزم سے وہ آئینہ رو پر اب تک
در و دیوار پہ ہے عالم حیرت باقی

وصف کا کل نہوا ختم گیا عہد شباب
رات آخر ہوئی لیکن ہے حکایت باقی

کیون ڈرین موت سے ہم جب ہے بقا بعد فنا
کہ تیری ذات ہے اے خالق عزت باقی

رہ کے ہستی کے مرقع مین ہے بیجا نازش
آئینہ مین بھی کہین رہتی ہے صورت باقی

شاد کیون ہو نہ مری صلح پسندی پہ رقیب
دل نہین جب تو رہے خاک کدورت باقی

ربط باطن سے ہین پیغام کی راہین مسدود
کہنے سننے کی کسی سے نہین حاجت باقی

صبح پیری ہے گیا دور سیہ مستی کا
نور کے آگے کہین رہتی ہے ظلمت باقی

کون دیتا ہے گل و شمع کی تکلیف اونہین
رہنے دین اپنی گلی مین یونہین تربت باقی

ٹھیرو کچھ دیر کو سیدم کا ہے مہمان عاشق
نہ رہے سنکے خبر آنے کی زحمت باقی

خود کہے دیتی ہے صورت تیری سودائی کی
اب بھی اظہار محبت کی ہے حاجت باقی

حوصلے پست کئے شومئے قسمت نے حبیب
ہے خیالات مین لیکن وہی رفعت باقی

اونکے وعدے مین کوئی دم کی ہے مدت باقی
اے اجل دید کی رہجائے نہ حسرت باقی

اوسکی امید پہ ہے یاس مین ہمت باقی
ہے ہمیشہ جسے ہر بات کی قدرت باقی

لا ادھر خط کے لفافہ ہی پہ لکھدون قاصد
رہگئی ہے ابھی تھوڑی سی عبارت باقی

قبر مین چھوڑ کے تنہا گئے احباب و عزیز
اب نکیرین سے کچھہ دیر ہے خلوت باقی

کیون نظر پھیر لی آنکھین تو ملاؤ صاحب
کیا جہان مین نہین اب رسم مروت باقی

موسم گل مین رہا زور سیہ مستی کا
کوئی ارمان نہین ساقی کی بدولت باقی

حق پہ مرنیکو یہ سمجھے ہین حیات ابدی
تیرے جان بازون مین ہی شوق شہادت باقی

پارسائی کی یہ کی رندون نے مٹی برباد
کہ رہی بنت عنب کی بھی نہ حرمت باقی

کبھی طینت کا تخالف نہین زائل ہوتا
مار و طاؤس مین ابتک ہے خصومت باقی

یہ بھی سوچے نہ کہ عاشق کو ذرا دیکھہ آئین
عمر بھر کے لئے رہتی ہے شکایت باقی

دیکھہ گل گشت وطن کی ہے تمنا ای چرخ
دور آخر مین نہ رہجاے یہ حسرت باقی

عاشق زار یہان ہو گیا پیوند زمین
وان ابھی ہے خبر مرگ کی صحت باقی

تمنے آتے ہی شفا دی مجھے کتنی رہے سب
اسمین بچنے کی نہین کوئی علامت باقی

نہ طبیعت پہ ہوا زنگ حوادث کا اثر
رہگئے جوہر شمشیر اصالت باقی

نیند آنے کے لئے چاہیئے تھوڑی سی ضرور
مے کی بے قید کم و کیف ہی عادت باقی

متحمل تیرے عاشق سا ہوا کب کوئی ؛
صبر ایوبؑ کی رکھی نہ حقیقت باقی

عالم یاس ہے نمدیدہ گلون پر دم صبح
نہ رہی شام کو جو تھی وہ بشاشت باقی

اپنے کوچہ مین او نہین شاق ہی عاشق کا نشان
دیکھئے رہتی ہے کس شخص کی تربت باقی

دیکھتے ہی تجھے جان آگئی ای رشک مسیح
ناتوانی ہے کہین اب نہ علالت باقی

کہاتے ہین غصہ و غم صابر و شاکر عشاق
اب اگر ہے تو یہ ہے وجہ معیشت باقی

جی مین آتا ہے پڑھون ایک غزل اور حبیب
اس زمین مین ہے ابھی کہنے کو وسعت باقی

سر مین سودا ہے نہ اب دل مین ہی وحشت باقی
جان کی طرح مگر ہے غمِ الفت باقی

رکھہ نہ اندوہ میر کوئی اے شب فرقت باقی
آج لا ساتھہ ادھے کل تہی جو آفت باقی

خط لکھا مجھکو پتا غیر کا قاصد کو دیا
ایسا بھولے نہ ہی نام کی صحت باقی

ساتھہ کیا لیگئے رکھتے تھے دلونمین جو غبار
قبر پر ہین فقط آثار کدورت باقی

مشغلہ اون کا ہے عشاق کو لڑوا دینا
ہے جوانی مین ہی بچپن کی شرارت باقی

قبر مین چین سے سوتے جو نہ ہوتا یہ خیال
قید تنہائی کی تا حشر ہے مدت باقی

گرمیٔ عشق گئی جوش جوانی کے ساتھہ
دلمین کچھہ درد طبیعت مین ہی وحشت باقی

سب کو کرتا ہے خمارِ مئے عشرت بیچین
ہے قیامت رہی جب تک یہ مصیبت باقی

خلق مین صاحب غیرت نہ مرین نام پہ کیون
خاک مین ملکے بھی رہجاتی ہی غیرت باقی

جان تن مین نہین لب پر ہے دم بازپسین
مگر آنکھونمین ہی کچھہ کچھہ تیری صورت باقی

دل ویران مین محبت کے خزانے ہین نہان
اِس لئے شہر مین بھی ہی ابھی دولت باقی

دے چکے کفر کا میخوارونکے فتوے واعظ
اور فرمائے جو بات ہو حضرت باقی

جسم سے تاب و توان سے گئی ہوش و خرد
دل سے ہے الفت دلدار کی رخصت باقی

سُن لیا آپنے افسانۂ فرقت غم ہجر
کیا کہون اب نہین کچھہ کہنے کی حاجت باقی

قبر عاشق پہ حسینونکی نظر پڑتی ہے
نہ رکھین گے یہ ہرن سبزۂ تربت باقی

ہوشیاری کی صفت ہوگئی اغیار پہ ختم
جسمین ہم ہین اسی صحبت مین ہی غفلت باقی

شورش عشق ہی پیری مین نہ الفت کا مذاق
ہان زبان پر ہے کچھہ اِس درد کی لذت باقی

ہاتھہ ملتے ہین یہ کہکے وہ تربت پہ میرے
رہگیا نام وفا تیری بدولت باقی

ٹھہرا ے روز قیامت ابھی جلدی کیا ہے
قطع ہونیکو ہے طول شب فرقت باقی

ہے نہ قارون کا پتہ اور نہ حاتم کا نشان
رہ گیا تذکرہ بخل و سخاوت باقی

توبہ کرنیکو چلے تھے کہ بہار آئی حبیب
اور کچھ دن نسہی ہی ابھی فرصت باقی

وہ بو کر تخم داغ عشق کیا حاصل کو ڈھونڈھینگے
میرا دل ہوگا پہلو مین جو اپنی دل کو ڈھونڈھینگے

نہین مجنون سے کم اوس غیرت لیلی کے دیوانے
غبار راہ وحشت بنکے یہ محمل کو ڈھونڈھینگے

فزون کچھ شوق خونریزی سے ہین ارمان شہادت کے
نہ ڈھونڈھیگا ہمین قاتل تو ہم قاتل کو ڈھونڈھینگے

نہ دم لینگے کبھی پہونچین نہ جبتک اونکی کوچہ مین
طریق عشق کے سالک یونہین منزل کو ڈھونڈھینگے

نہنگ آسا نہین رکتی شناور بحر الفت کے
جنہین ہی شوق غواصی وہ کیا ساحل کو ڈھونڈھینگے

مزے لیکے تڑپینگے نگاہ ناز کے گھائل
بدن مین ان کے جبتک جان ہی قاتل کو ڈھونڈھینگے

شب فرقت مین مغز استخوان شمعین جلائیگا
اسیر کنج تنہائی تیری محفل کو ڈھونڈھینگے

کسے معلوم تھا ہا تھونسی اک غارتگر جان کے
کبھی دل ہمکو ڈھونڈھیگا کبھی ہم دلکو ڈھونڈھینگے

اوٹھینگے ہر طرف لاکھون نگاہ ناز کے کشتے
جو وہ گنج شہیدان مین کسی بسمل کو ڈھونڈھینگے

تمنا ئین برآئین دن کہین آئے تو محشر کا
اوسی ظالم کو ہم ڈھونڈھینگے سب عاجل کو ڈھونڈھینگے

یہ دیکھین گی شراب عشق کا ہی کون متوالا +
مزا ہوگا جو ہوشیارونمین وہ غافل کو ڈھونڈھینگے

رہی دشمن ہنر کی گر یونہین ناقدرے عالم
نہ پائین گے کہین ناقص اگر کامل کو ڈھونڈھینگے

تعلق کب ہے دنیا سی غرض کیا ہے مسیحا سے
تمنای شہادت ہے جنہین قاتل کو ڈھونڈھینگے

حبیب مبتلا پاکر تجھے مایوس وہ اک دن
بہری تھی جسمین ارمان سیکڑون اُس دلکو ڈھونڈھینگے

تیغ قاتل اور ہے ابروے قاتل اور ہے
رقص بسمل اور ہے بیتابی دل اور ہے

ایک ہی صورت کے ہین دونون حجاب ظاہری
قیس کا دل اور ہی لیلی کا محمل اور ہے

اوس سے ملجائین جگر اس سے نہ برگ گل ملے
نالۂ دل اور ہے شور عنادل اور ہے

جان فزا ہے اسکی تلخی اوسکی شیرینی ہی سم
پند عاقل اور ہے گفتار جاہل اور ہے

مین شہادت خواہ منظور نظر وان قتل غیر
حسرت دل اور ہے منشار قاتل اور ہے

جان لے دنیا کو انسان کشت زار آخرت
فکر حاصل اور ہے تحصیل حاصل اور ہے

برگ گل سینہ کو وہ سنگ گران جانی ہے یہ
صبر کی سل اور ہے زانوے قاتل اور ہے

دان غم پروانہ یان پروانہ ہونے کا قلق
شمع محفل اور ہے حسرت بہر دل اور ہے

کیا ملے اونکی لطافت سے ظرافت غیر کی
نقل محفل اور ہے زہر ہلاہل اور ہے

سب ہے آسان ہی اسیر زلف کا چھٹنا محال
بند مشکل اور ہے قید سلاسل اور ہے

یک بیک باور نہ کر لو جانچ لو اوس قول کو
جسکا قائل اور ہے پرسنئے ناقل اور ہے

وہ بساط حرص ہے یہ ساز و برگ انبساط
خوان باذل اور ہے کشکول سائل اور ہے

پاک دخل غیر سے ہے جلوہ گاہ حسن و عشق
خلوت دل اور ہے آئین محفل اور ہے

کب تجلی اوس کے رخ کی پای مہر و ماہ نے
جنس قابل اور ہے مد مقابل اور ہے

کر کے دعوائے خدائی بت بنین کیونکر خدا
نقش باطل اور ہے نقاش کامل اور ہے

پردۂ اسرار خالق ہے حجاب جسم و روح
حد فاصل اور ہے یہ سد حائل اور ہے

ورثہ یاب حضرت ناسخ بھی ناسخ ہین حبیب
ہان مماثل اور ہے نغمہ اماثل اور ہے

سخنیان سہلین ہین سب مزا ہے ایدل اور ہے
اب وہ گر آسان کردین ایک مشکل اور ہے

اتنی بات اونسے فقط کہنے کے قابل اور ہے
اسکو بھی لے لیجئے للہ اک دل اور ہے

ہے کہین دلدار ہی کوئی نہ اب دل اور ہے
سب کو ہین آسانیان ہم کو یہ مشکل اور ہے

ہو سکے تجھسے تو پہونچا دے خطِ آخر مرا
نامہ بر یہ زحمت قطع منازل اور ہے

اے فلک اکدن تو بر آتین تمنائین مری
پوچھنا وہ شوخ کوئی حسرت دل اور ہے

قیس ہر وادی مین ہون پوچھی تو وہ لیلیٰ جمال
کوئی سایہ کے سوا ہمراہ محمل اور ہے

سن ہمیشہ مجھسے وصف رشک گل ای باغبان
چار دن گلزار مین شور عنادل اور ہے

آتی ہے ہر پہر کے کیون مرے سیہ خانہ مین برق
شک ہی کیا خرمن جلا کے بھی کہ حاصل اور ہے

تمکو ہین جنپر گمان یہ سب حسین ہین بیقصور
چپ رہو ای چارہ ساز و میرا قاتل اور ہے

صبح کا پچھلا پہر کہتا ہے پروانو چلو
کوئی دم گرمی حسن شمع محفل اور ہے

جذب دل ہے کوچۂ الفت مین میر کارروان
ہو کہان اے حضرت سالک یہ منزل اور ہے

یہ نہ سمجھا کون ہون کاٹی خطا کاری مین عمر
ای دل نادان کوئی تجھسا بھی غافل اور ہے

لو خودی پر بیخودی پیتے ہی مے غالب ہوئی
کوئی ایسا نسخہ تصفیۂ دل اور ہے

عیب بھی بنجاتے تھے آپس کی صحبت مین صواب
اب سنبھل کر بیٹھیے مد مقابل اور ہے

رند تھے پیر مغان کے خوف سے سب دم بخود
اوٹھ گیا وہ دیکھیے اب رنگ محفل اور ہے

تو ہمیشہ شاد رکھہ یارب جناب **شاد** کو
یون تو سب ہین پر یہ جوہر ہین باذل اور ہے

بو چکے تخم ارادت مزرعہ دل مین **حبیب**
اوسکی رحمت سے ہمین اب فکر حاصل اور ہے

اگر ہم پہلوئے نفع و ضرر بھی دیکھتے جاتے
ہمیشہ حسن کوشش کا ثمر بھی دیکھتے جاتے

نہ کچھہ ہوتا جو عیسے ہر سحر بھی دیکھتے جاتے
مین جی جاتا اگر وہ اک نظر بھی دیکھتے جاتے

مصیبت مین جو رہتی یاد تیری تیرہ بختون کو
تو جیتے جی شب غم کی سحر بھی دیکھتے جاتے

ملا کیا مرے مرغ نامہ بر کو صید کرنے سے
تماشائی وفائے مشت پر بھی دیکھتے جاتے

چھپا رہتا نہ کتنے نیم جان ہین جان بلب کتنے
ٹہل کر تم جو سوئے رہگذر بھی دیکھتے جاتے

نہ دل کڑھتے کبھی جوہر شناسون کی عطاؤن سے
دم بخشش جو یہ عیب و ہنر بھی دیکھتے جاتے

صواب و عیب کہدیتے وہ رشک ماہ گر ہوتا
ادسے بھی دیکھتے روی قمر بھی دیکھتے جاتے

دم آخر نہ ملتے ہاتھ گر ہم عمر رفتہ مین
کبھی سرمایۂ زاد سفر بھی دیکھتے جاتے

ہلا دیتے کلیجہ ہم دل صد چاک دکھلا کے
اگر وہ تیز ئے تیغ نظر بھی دیکھتے جاتے

مین مرجاتا مسیحائی کا دعوے وہ اگر کرتے
دکھاتے معجزہ بھی میر اگھر بھی دیکھتے جاتے

رہا مین نیم جان جان بخشیان غیر وکی کین تمنے
بگڑتا کیا اگر مڑکر ادہر بھی دیکھتے جاتے

گلے بے تیغ و خنجر کتنے ہی کٹتے جو وہ تنکے
سر وہی تولتے جاتے کمر بھی دیکھتے جاتے

سنبھل جاتی مٹی جو لڑکے آپسمین یہ غافل گر
مآل اتفاق یکدگر بھی دیکھتے جاتے

جنازہ کوئی قاتل سے اگر احباب لے چلتے
تو ہم کشتہ ہین جسکے اسکا گھر بھی دیکھتے جاتے

دکھاتا انتقم گر تو نہ اپنی شان ستاری
جہان مین کیفر شر اہل شر بھی دیکھتے جاتے

انہین کرنا تھا پہلو چاک میرا قتل سے پہلے
ہجوم یاس قلب نوحہ گر بھی دیکھتے جاتے

اجل برحق ہے لیکن ایخدا اتنی تمنا ہے
دعائین کین تمہین جو ان کا اثر بھی دیکھتے جاتے

بُرا کیا تھا کسی عاشق پہ گر وہ ملتفت ہوتے
ذرا بیداد کا اپنی اثر بھی دیکھتے جاتے

کہان یہ ہوش تھا سودائے الفت کرنیوالونکو
کہ ہر دم پہلوئے نفع و ضرر بھی دیکھتے جاتے

کسی پر گر ہماری طرح معشوقون کا دل آتا
مزہ بیداد کا بیدادگر بھی دیکھتے جاتے

بتاؤ یون عدو آنکھین بچاتے راہ الفت مین
جفائی ناوک انداز نظر بھی دیکھتے جاتے

خداوندا مآل ایسا حبیب رند کا ہوتا

یہ حسرت بے خبر کو باخبر بھی دیکھتے جاتے

جاتا نہین جو دل سے وہ تیرا خیال ہے
جیتا ہون جسمین وہ امید وصال ہے

الفت کی آب و تاب صفائی خیال ہے
ہر پیچ دل کا حلقۂ دام ملال ہے

اب زلف پرشکن کا سلجھنا محال ہے
سر پر ترے شکستہ دلونکا وبال ہے

الفت کا پاس ہے نہ وفا کا خیال ہے
بیوجہ دل دکھانے مین تمکو کمال ہے

انسان کو ادا کا سمجھنا محال ہے
اونکی ہر ایک بات مین پہلو ہی چال ہے

تفریق حسن و عشق مین اے دل محال ہے
کہتے ہین خود جمیل محب جمال ہے

روز فراق ہے کبھی شام وصال ہے
دنیا بھی سیر گاہ عروج و زوال ہے

پیوستہ اون کو دیکھکے مرغ خیال ہے
تا زنگاہ رشتۂ دام ملال ہے

ذرہ ہے جسکا مہر وہ تیرا جلال ہے
دیکھے گا کیا کوئی کسے تاب جمال ہے

دود چراغ عمر بنا ہے ہر اک نفس
فرقت مین سوز دل کا ہماری یہ حال ہے

سمجھے یہ دوڑ دوڑ کے لب تشنۂ ہوس
بحر جہان بھی ایک سراب خیال ہے

بون زینت مرقع ہستی ہے شکل یار
ممدوح فن نظم مین جیسے مثال ہے

جویائے نقص رہتی ہے حساد کی نظر
خیرہ رخ کمال سے عین الکمال ہے

ساقی کی چشم مست کے لاکھون خراب ہین
یہ مفت کی شراب سبھی کو حلال ہے

عاشق کو اب تو ایک نظر دیکھ لیجئے
آنکھین کھلین ہین بند زبان سوال ہے

بیگانہ وار پوچھتے ہو مدعا سے دل
مین کیا کہون زبان سے صورت سوال ہے

احباب ہین عروج کی کوشش مین رات دن
اور آفتاب عمر سریع الزوال ہے

واں اک یہی جواب ہے اظہار شوق پر
سودائے خام ہے یہ خیال محال ہے

ہے عاشقون کو زہر اجل شربت عسل
پیغام موت ہے کہ نوید وصال ہے

کیا ہو کسی سے دل کی تمنا کا انحصار
شیشہ مین اس پری کا اُترنا محال ہے

دل دادہ گان نرگس مخمور یار کا
خضر طریق وحشت چشم غزال ہے

ممکن پہ چند روز قناعت کرو حبیب
بے ترک حرص رزق مین وسعت محال ہے

لب کو مدحت گوش کو تیری کہانی چاہیئے
ہجر مین کوئی تو شغل زندگانی چاہیئے

وصف چشم یار کو جادو بیانی چاہیئے
بہر تسطیر سراپا کلک مانی چاہیئے

مثل موسی مین نہین نادیدہ عاشق آپکا
ہر گھڑی ناحق نہ اتنی لن ترانی چاہیئے

جان دی ہے جسنے یاد ابروی خمدار مین
غسل میت کو اوسے خنجر کا پانی چاہیئے

رنج کی کیا بات ہے صدقے ہوا عاشق اگر
وہ بہت خوش تھا تمہین بھی شادمانی چاہیئے

بے تعلق تم تھے یان دلدادہ ہم ہین ای مسیح
مرنے والونکو نہ ایسی زندگانی چاہیئے

کر نشانہ اس کو پر تیر نظر دل سے نہ کھینچ
جو خلش کا لطف دے ایسی نشانی چاہیئے

حوروش کہنے پہ سمجھے مجکو عاشق غیر کا
اب تو صاحب کچھ علاج بدگمانی چاہیئے

بار الفت عالم پیری مین اوٹھتا ہے کہین
بوالہوس اسکے لئے روز جوانی چاہیئے

آہ عالم سوز سے بیٹھی ہو کیون اتنے نڈر
یہ میرے دلکی لگی تم کو بجھانی چاہیئے

جسنے عالم کو بنایا منتظر مردم فریب
دل کو ایسے میہمان کی میہمانی چاہیئے

آج اوڑھا ہے دوپٹہ آسمانی یار نے
اے فلک مجکو بلائے آسمانی چاہیئے

ذات واجب کی خبر دی کیون نہ ممکن کا وجود
جو بنا ہے اوس کا آخر کوئی بانی چاہیئے

لیچکے تاب و توان باقی ہے اک جان حزین
سچ بتا اب کیا تجھے اے ناتوانی چاہیئے

قدردان اپنا جناب شاد کو پایا حبیب
اب تو بس ہم کو انہین کی مہربانی چاہیے

فریاد بھی مین کر نہ سکا بے خبری سے
دل کھینچ لیا اوسنے کمند نظری سے

اوس بت کو کیا رام نہ سوز جگری سے
نالے مرے بدنام ہوئے بے اثری سے

کب دل پہ اثر کرتا ہے ظالم کا تملق
ملتے ہین کہین زخم جگر بخیہ گری سے

ہے سایہ فگن تازہ نہال چمن حسن
نسبت میرے دل کو ہے عقیق شجری سے

اوڑ جاتے تیرے ہوش مرے نغمونسے بلبل
کر شکر کہ مجبور رہون بے بال و پری سے

ہر لطف سے خالی ہی فروغ دم پیری
روشن ہوا یہ نور چراغ سحری سے

دامن کی کلی باد صبا کھول سکے کب
ساتر نہین ڈرتے ہین کبھی پردہ دری سے

الفت کا شجر سرو قد ونکی ہے ہری شاخ
عشاق کو بادر ہوا یہ بے ثمری سے

کہتے ہین وہ سنکر خبر رحلت عشاق
جلدی گیا کہنا تھا ہمین کچھ سفری سے

ہون لاکھ خطر کوچہ دل بر نہ چھٹے گا
اوٹھ سکتی ہے ذلت بھی کہین مرد جری سے

نفرت نہین لازم تجھے ظالم عوض رحم
بیٹھا ہون مین دل کھو کے تیری حیلہ گری سے

عامل کرین اکبار اگر بند تو میکش
خالی کرین سو مرتبہ شیشہ کو پری سے

کر دیتے ہین یون ہرزہ درا کو کملا بند
لب زخم کے جسطرح ملین بخیہ گری سے

اغیار ہوے کب مری ناکامی کا باعث
محرومیان پیدا ہوئین آشفتہ سری سے

کر غیر کو اپنا کہ مرادون کا نشان دے
بیکارہ پیکان ہے جدا ہو جو سری سے

اعمال حبیب جگر افگار کی کشتی
ساحل پہ پہونچ جائیگی اشکون کی تری سے

ملنے سے عار بھی ہی شوق کا اظہار بھی ہے
اونکے انکار مین اک پہلو می اقرار بھی ہے

کبھی نیرنگ سے خالی نہین قدرت کا چمن
جس جگہہ دیکھئے وان پہول بھی ہی خار بھی ہے

ہمپہ گذری جو گذرنی تھی رہی چپ احباب
نکہا یہ ہمین کچہہ ان سے سروکار بھی ہے

آئے ہو گر تو نہ حال شب فرقت پوچھو
ہے وہ افسانہ بھی اک رنج کا طومار بھی ہے

دیکھنا ہو جسے دیکھے میری رونے کی بہار
چشم خونبار بھی ہے ابر گہربار بھی ہے

ٹہنڈہی آہونکا محل داغ محبت کا مقام
آؤ دلمین میرے روشن بھی ہو ادار بھی ہے

عقدے الفت کے ہین سو رشتہ جان کی ہمراہ
میری گردن مین یہ تسبیح بھی زنار بھی ہے

پھرے ہے بازار محبت کا یہ دل سودائی
خود بھی بکنے کو ہی تیار خریدار بھی ہے

بے طلب دیتا ہے مالک جسے جو ہو درکار
تیری سرکار سے بڑہ کر کوئی سرکار بھی ہے

جو سزا دے وہ سزاوار ہے اے داور حشر
یہ گنہگار محبت کا گرفتار بھی ہے

دوستی ہو کہ بناوٹ نہین چہپتی اوس سے
یار یارونکا ہے عیارون مین عیار بھی ہے

دم الفت نہ بہرین کس لئے خوبان جہان
فرد ہے حسن مین وہ شوخ طرحدار بھی ہے

ہو نہ کسطرح اوسے راہ عدم کا کھٹکا
ناتوان جو ہے گناہون سے گرانبار بھی ہے

تیرے دربار مین اک شان سے سب آتے ہین
ہے گدا جسمین اوسی جامہ مین زردار بھی ہے

دیکھین بے خود سے وہ راضی ہو کہ خود دار و نسے
زاہد خشک بھی ہے عاشق سرشار بھی ہے

تم سے جو جسنے کہا تہا وہ خدا را کہدو
ہین مخالف بھی حبیب جگر افگار بھی ہے

یوہین دل منظور ہے صاحب اگر لے لیجئے
ہم بھی سمجھین گے اسے حق نظر لے لیجئے

شاد ہوگی روح کچہہ لوگونکی جی اوٹہین گے کچہہ
چلتے چلتے اپنے کشتونکی خبر لے لیجئے

بک رہی ہین پارہ ہای لخت دل مٹی کے مول
آئیے سودائے بازار ہنر لے لیجئے

کہنے والا ہائے اتنا بھی وہان کوئی نہین
خط لئے بیٹھا ہے کب سے نامہبر لے لیجئے

ماہ چمکے مہر بنکر اپنے اک عارض کا نور
شام کو دیدیجئے وقت سحر لے لیجئے

دن بہت غفلت مین کاٹے آئے اب ہوشمین
کوچ ہے درپیش کچھہ زاد سفر لے لیجئے

جنبش ابرو ہی کافی قتل عاشق کے لئے
بہر زینت یون سہی تیغ و سپر لے لیجئے

اجھی قسمت لائی پہلے خدا کے گھر سے پھر
مال و دولت کی ہوس ہو جسقدر لے لیجئے

کیون یہ سب طول امل مہمان سرائے دہر مین
چار دن راحت کا سامان مختصر لے لیجئے

دیکھئے پھر شوق سے گلزار عالم کی بہار
پہلے غنچونکی طرح مٹھی مین زر لے لیجئے

دلمین آداب دعا ملحوظ رکھئے دو گھڑی
تازہ پھر نخل اجابت کا ثمر لے لیجئے

مال و زر صدقے کیا دل دیدیا پھر کچھہ نہین
واہ صاحب اب کعبہ کا مفت گھر لے لیجئے

نذر کرتا ہے دل دردآشنا اپنا حبیب
آپکو پاس محبت ہے اگر لے لیجئے

پلا ساقی مے گلرنگ کا اک گھونٹ آئی
چھپا لیگی مستونکے کعبہ کی ردا آئی

سنا بھی سطر جسے تیرے عاشق کی قضا آئی
اجل آغوش کھولے صورت لطف خدا آئی

چلی ہے ساتھہ حسن صورت و تاب توان لیکر
ٹھہر کچھہ اے جوانی تو جو آئی بھی تو کیا آئی

جہان مین بے عرق ریزی کے دولت مل نہین سکتی
ہوس مین مٹگئے لاکھون کسیکو کیمیا آئی

فلک تجھکو نہ آئی چارہ سازی ہم غریبونکی
جو آیا بھی تو کیا آیا ستم آیا جفا آئی

ملے ہمدرد اورونکی مصیبت کا قلق سہکر
گیا زنگ کدورت دلسے تب کامل صفا آئی

سنا سا دل تمہا ہر تیر نگاہ یار کا گویا
دہان زخم سے پیہم صدائے مرحبا آئی

کبھی بدلا نہ میرا خواب غفلت خواب راحت سے
نظر کب عالم رویا مین شکل مدعا آئی

کہون کیا کیون پھرا مین وادی وحشت مین سرگردان
نظر کے سامنے اوس بت کی صورت بارہا آئی

تمہارے عارض پرنور پر شیدا ہوئی ایسی
صباحت ہو کے روے ماہ کامل سے جدا آئی

وئے دنیا مین آکر کیسے کیسے امتحان دل نے
بتون کا عشق بنکر بارھا یاد خدا آئی

توکل نے لباس فقر مین ایسا غنی رکھا
نظر ہر چشم منعم مین شکل کشکول گدا آئی

یہان کی آہ مین نے وہ اُدھر دل تہام کر بولے
کہ ہر سے آج آواز حبیب مبتلا آئی

ہونے والی بات ان پر یون طبیعت آگئی
دل مین آنکھونکی طرف سے پیاری صورت آگئی

رُخ سے ملکر کاکل مشکین کی نگہت آگئی
ساتھہ جام آب حیوان لیکے ظلمت آگئی

یاد وقت نزع کس گلرو کی صورت آگئی
موت آئی یا بغل مین حور جنت آگئی

یا علی کہکر پیا جس وقت جام آب سرد
بادۂ تسنیم کی ہونٹونپہ لذت آگئی

دیکھے دل اون کو جو فرقت مین بہائی ہمنے اشک
دامن تر خود بکار اوٹھا کہ قیمت آگئی

ہوگا پایان شب غم مطلع صبح اُمید
کٹ بھی جائیگی یونہین جیسے مصیبت آگئی

آب خجلت روے زیبا پر بنا دل کا غبار
ہوگئین جب اونسے چار آنکھین مروت آگئی

خاک کوے یار نے ہمکو بنایا خاکسار
رہتے رہتے ایک نا ثیر صحبت آگئی

جانکنی مین رکھدیا سینہ پہ کسنے اپنا ہاتھہ
دل مین قوت آگئی رخپر بشاشت آگئی

لطف از خود رفتگی پر مرحبا شاہد پرست
ہاتھہ سے جاتا رہا دل جب طبیعت آگئی

دل کے ہر گوشہ مین الفت کے خزانہ ہین نہان
اس خرابی مین تو دنیا بھر کی دولت آگئی

ناز پر مین مٹ گیا اون کو پسند آیا نیاز
اونکی خو مجھمین تو اون مین میری سیرت آگئی

دیکھکر فرد گنہ کا نپا جو میرا بند بند
بہر تسکین دل مین اُمید شفاعت آگئی

جیب مرقد سے نکالے پھر میری وحشت نے ہاتھ
اب تو نوبت تا بہ دامان قیامت آگئی

چین سے جی بھر کے ہم سونے نپائے قبر مین
لیٹے ہی غل اوٹھا صبح قیامت آگئی

مجکو مٹی مین ملا کر حسرتین رخصت ہوئین
بال کھولے قبر پر صبح قیامت آگئی

حشر برپا کر دیا کس کے خرام ناز نے
خفتگان خاک چلاے قیامت آگئی

یون کہلے ہم پر رموز عالم کون و فساد
لطف حق سے جسطرح لقمان کو حکمت آگئی

قبر عاشق پر پڑا جب اون کا دامان نظر
دلمین چھنکر سات پردون سے کدورت آگئی

دونون کہتے ہین اوسے میرے سیوا دیکھی نہ غیر
مردم دیدہ مین بھی اب تو رقابت آگئی

قبر سے اوٹھیگا یہ کہتا ہوا اک دن حبیب
کام اپنے الفت شاہ ولایت آگئی

سمجھکر اپنا گھر مہمان سرا مین کی بسر تونے
کیا ابتک نہ غافل ٹھیک سامان سفر تونے

شب وصل صنم کی باتون باتون مین بسر تونے
کہا افسانہ فرقت سے اے دل تا سحر تونے

ہوئین جب بند آنکھین میری تب دیکھا ادہر تونے
خبر لی فتنہ گر آخر بنا کر بے خبر تونے

نقاب گل اوٹھی نرگس پہ بلبل کی یہ قدغن ہے
نکلواون گا مین آنکھین اگر دیکھا ادہر تونے

کیا کیا مردم دیدہ پہ احسان سوزن مژگان
سیا کس دن بشفقت چاک دامان نظر تونے

ملا بے فیض سے قطرہ بھی کوئی اسی حدف بتلا
یہ چلو مدتون رکھے تہ آب گہر تونے

جلایا آب اشک گرم کو اے آہ ناکامی
لگا کر برف مین ساغر کیا ٹھنڈا جگر تونے

جواب نامہ اوسنے لوٹ کر قدمون پہ لکھوایا
کیا ہے کار انسان آج مرغ نامہ بر تونے

لکھا تھا جو مقدر مین بہر صورت وہ پیش آتا
ہمیشہ اے ہوس ناحق پھرایا دربدر تونے

محبت کی کشاکش مین بہا خون ہوکے آنکھونسے
کیا جب منفعل دل کو ادہر مینے ادہر تونے

ریاض دہر مین خنداں نہوگا دیکھہ اے منعم
مثال غنچہ مٹھی مین جو رکھا اپنا زر تونے

یقین ہوتا ہے پھر بہولی رہ باب اجابت کو
کہان جاکر ڈہی دی اے دعاے بے اثر تونے

گری برق نظر پھر خرمن صبر و تحمل پر
کرامت اپنی دکہلائی نہ اس دم چشم تر تونے

نہین آتا خیال غیر وہ سکہ بٹہایا ہے
بڑی کوشش سے پائی کشور دل پر ظفر تونے

چھری سے کم نہین یہ بدگمانی جان بلبل کو
قفس مین رکہہ کے اے صیاد کیون باندہی مین پر تونے

تیری مستانہ چالین دل جلونکو سیف بران ہین
وہ خود بچتی بجہائی شمع کیون باد سحر تونے

حبیب رند سرمستی مین بہی تہا اپنے مسلک پر
پہرایا اسکو ہوکر ساتہہ ناحق راہبر تونے

ملتے ہین زمانے مین کہان پوچہنے والے
ارمان تو ہزارون ہین اگر کوئی نکالے

دے حکم دریچہ سے ادہر دیکہنے والے
رستے پہ جو بیٹہا ہے کوئی اسکو بلالے

کسطرح تیرے تیر تغافل سے بچے جان
آئی ہے قضا سر پہ تو ٹلتی نہین ٹالے

اتنا تجھے کہنا تہا وہ جب آئے تہے اے غش
اک لحظہ تو ٹہہر و یہ ذرا ہوش مین آلے

ہوش و خرد و صبر گئے اے غم فرقت
باقی ہے فقط جان جو لینا ہے تو آلے

تکلیف لحد کشتۂ الفت پہ ستم ہے
رستے ہی مین کردو اسے مٹی کے حوالے

دل بیٹہہ گیا عشق کے کوچہ مین مچل کر
جو جامہ سے باہر ہوا دے کون سنبہالے

دیکہے تیرا کشتہ نہ کبہی آنکہہ اوٹہا کر
گر خضر کہین لائے ہین ہم آب بقا لے

ملتا ہے جسے خوگر بیداد بنا کے
کسطرح نہ کچہہ دن وہ ابہی وعدے کو ٹالے

آزاد تیرے دست نگر بیٹہے ہین ساقی
دینا ہے جو کچہہ دیکے فقیرون کی دعا لے

منت سے عدم کی سفری رک نہین سکتی
دیکھین کہین کوئی ان روٹھے ہوؤن کو تو منالے

اف اف کی صدا مُنہ سے نکلتی ہی دم ضبط
مجبور ہون احباب جو سمجھین اسے نالے

وہ آج حنا باندہ کے ہاتھون مین جو سوئین
کچھہ بے خودی شوق بہی رنگ اپنا جمالے

دانا ہے تو نادانون کی صحبت سے حذر کر
بینا ہے تو فیض نظر اہل صفا لے

سمجھین رہ الفت مین اوسے بستر گل پانون
تلوؤن مین پڑین دشت نوردی سے جو چھالے

ظالم کو ہے شوریدگی ظلم حلاوت
خنجر کی زبان مین بہی کہین پڑتے ہین چھالے

پرسش سے لرزتا ہے حلیب جگر افگار
ستارا ہے دامن رحمت مین چھپالے

ہان ہان کے سیوا کچھہ نہین گرداد وفا لے
بدعہدے آخر جو کوئی لے بہی تو کیا لے

کتنے ہین تیرے نقش قدم دیکھنے والے
بینا ہے جو ان چشمونکو آنکھون سے لگالے

آسان ہے کوہ الم و غم کا تحمل
شہزوردہ ہے دلکو جو دنیا سے اٹھالے

لازم ہے بنا ہے اوسے دم تن مین ہر جنبش
جس بات کو انسان کبہی منہ سے نکالے

عارف کی نظر مین مئی وحدت سے بہری ہین
پیمانے گل سرخ کے لالے کے پیالے

حق ہین جو نگاہین ہون تو انصاف کرے دل
کج فہمونکی آنکہون مین تعصب کے ہین جالے

کہتی ہے نظر مجہسے دکہا کر تیری تصویر
دل مین اسے رکہہ لے اسی آنکہون مین بٹہالے

پچہتاؤگے شوریدہ سرون کو نہ رولاؤ
سوتون کو تہہ خاک جگا دینگے یہ نالے

بنتے نہین مرغ قفسی رنگ کے طائر
آزاد ہین ان کو کوئی پالے کہ نہ پالے

سمجہے کوئی کسطرح سے اوس شوخ کا منشا
جو بات کہے ایک سے اور ایک پہ ڈہالے

واعظ نہ بنین عاشق و معشوق کے مصلح
رنگ انکے انوکہے ہین تو ڈہنگ انکے نرالے

وہ شوخ کرے قبر پہ آنے کا جو وعدہ
مرجائین یہ فرقت کی جفا جھیلنے والے

رہتا ہے حبیب اپنے خیالات مین سرشار
کون اسکو نصیحت کرے کون اسکو سنبھالے

چل گئی تیغ ادا تیر نظر سے پہلے
ہوگیا کام میرے دل کا جگر سے پہلے

وہ چلے گھر سے تو پلٹا میرا دم آنکھونسے
آگیا ہوش مین آنے کی خبر سے پہلے

یون سہی ہوگئے ہم آپکی الفت مین فقیر
آج کرتے ہین گدائی اسی در سے پہلے

بعد خالق سبقت اشرف مخلوق کو ہے
فلک نہین اسمین بشر ہی تھے بشر سے پہلے

دور کیون جاتے ہو گر دل سے ہو مشتاق جمال
اپنے انفاس کو دیکھو تو نظر سے پہلے

کیا ہے طالب عقبے کو خیال دنیا
منزلین کرتی ہین گھر دل مین سفر سے پہلے

رزق مقسوم بہر طور یہین ملتا ہے
آیا ہر پھر کے گیا جو تیرے در سے پہلے

آتش فتنہ خموشی مین بھڑکتی ہے کہین
جب لڑے سنگ صدا نکلی شرر سے پہلے

فکر بے سود ہے جب جان کے لالے پڑجائین
چاہیے نفع کی تدبیر ضرر سے پہلے

کھلگیا یہ بھی ہین دو خامۂ ایجاد کے نقش
نام روشن تھا تیرا شمس و قمر سے پہلے

فکر شہرت کبھی زیبا نہین بے کسب کمال
عیب کو دیکھتے ہین لوگ ہنر سے پہلے

جس سے آغاز ہے ہوتا ہے اسی پر انجام
تخم آخر ہے ثمر سے تو شجر سے پہلے

پیچ و تاب اپنا گوارا ہو تو دے اور کو رنج
زلف دلدار نے بل کھائے کمر سے پہلے

شہرت نقص ہے آفاق مین جاہل کا فروغ
صبح کاذب ہے جو ہوتی ہے سحر سے پہلے

شاد شادان ہین تو مغموم رہیگا نہ حبیب
قدر نامسخ کی ہوئی تھی اسی گھر سے پہلے

دل لیگا تیرا طرۂ طرّار اور بھی
جادو ہے یہ سلاستِ گفتار اور بھی

دامن مین بھیگنے کو ہین کچھ تار اور بھی
دو چار قطرے دیدۂ خونبار اور بھی

زاہد تو بولے ہوش مین واعظ ہین ساقیا
بیٹھے ہین ان کی آڑ مین دو چار اور بھی

دیکھے جو عاشقون نے وہ نیرنگ کچھ نہ تھی
بدلیگی رنگ چشم فسون کار اور بھی

دو چار خون کرکے ستمگر کدھر چلا
بیٹھے ہین جان دینے کو دو چار اور بھی

شہرہ جہان مین بڑھگیا یوسف کے حسن کا
کیا ہے خیال گرمیٔ بازار اور بھی

سنتے ہو گر تو کہتے ہین ورنہ نہین ہمیں
کچھ حال دل ہے قابل اظہار اور بھی

شاہ و گدا ہین سب میرے مالک سے ملتجی
اس سے بڑی ہے کون سی سرکار اور بھی

میرے پری جمال کا ثانی نہین کوئی
ہونیکو ہین جہان مین طرحدار اور بھی

ساقی ہے دل تو سیر پہ نیت بھری نہین
بھر بھر کے جام دے ہمین دو چار اور بھی

عصیان سے مجکو کرکے سبکدوش اے رحیم
احسان سے اپنے کردے گرانبار اور بھی

ساقی نے آنکھہ سے جو اشارہ کیا کہ لو
ہم پی کے جام ہوگئے سرشار اور بھی

کافی نہوگا حشر کا اک دن حساب کو
نکلے جو مجھسے چند گھنٹہ اور بھی

میرے کریم کو وہی سائل پسند ہے
لے لیکے کہتا جائے جو ہر بار اور بھی

اہل سخن مین تشنۂ فیض شدوکن
باقی ہے اک حبیب نمک خوار اور بھی

بانگ میر